یا اللہ

اصلی کلمہ اسلام

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خلافت راشدہ حق چار یار رضی اللہ عنہم

سیرت خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم

سلسلۂ اشاعت نمبر 35

سیرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

تاریخ اسلام

دنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

(حصہ نہم)

مع تحقیق

مسلۂ باغ فدک وحدیث قرطاس

حافظ عبدالوحید حنفی مرتبہ

چکوال

افادات

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

شائع کردہ

مکتبہ حنفیہ پرنٹر، پبلشر، بک سیلر اینڈ جنرل آرڈر سپلائر

غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور 0343-4955890

یا اللہ مدد — صلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — چشتی یا علی مدد

سیرت خلفاءِ راشدینؓ

تاریخ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ نہم)

سیرت
فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت عمر بن الخطاب

مرتبہ
حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلۂ اشاعت نمبر 35

شائع کردہ: مکتبہ حنفیہ
پرنٹر، پبلشر، بک سیلرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
بیسمنٹ یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0343-4955890

☆☆☆☆

نام کتاب: تاریخ اسلام (حصہ نہم) سیرت فاروقِ اعظمؓ حضرت عمر بن الخطاب

سلسلۂ اشاعت: 35 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبد الوحید الحنفیؔ اوڈھروال (چکوال) 0313-5128490

صفحات: 320

قیمت: 200 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: النور مینجمنٹ پنوال روڈ چکوال

طباعت: 15 شعبان 1433ھ مطابق 6 جون 2012ء

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.khudamahlesunat.com

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو	تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148
اعوان بک ڈپو	بھون روڈ چکوال 0543-553546
مکتبہ رشیدیہ	بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200
کتب خانہ مجیدیہ	بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
مکتبہ عثمانیہ	بالمقابل دار العلوم کراچی نمبر 14
اسلامی کتب خانہ	بنوری ٹاؤن کراچی نمبر 5
مکتبہ انوار القرآن	نزد دار العلوم حنفیہ چکوال

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت 11

حضرت عمرؓ کا شجرۂ نسب 11

حضرت عمرؓ کی اولاد..... 11

حضرت عمرؓ کی ولادت..... 13

جبل عمرؓ..... 13

رسول اللہ ﷺ کی دُعا 15

قبول اسلام 16

حضرت عمرؓ کا استفسار 16

حضرت عمرؓ کا حملہ..... 17

حضرت عمرؓ کا قرآن پڑھنا 17

حضرت عمرؓ کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانگی..... 18

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے مسلمانوں کی تعداد..... 19

حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان..... 20

قولِ ابو بکر و عمر..... 21

قولِ ابو بکرؓ و عمرؓ..... 22

ابو بکرؓ و عمرؓ کا ایک دوسرے کی نظر میں مقام 24

ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت 27

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت..... 28

سب سے افضل کون؟..... 28

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد..... 28

ابو بکرؓ و عمرؓ سے صرف مومن محبت کرتا ہے 29

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد..... 29

ابو بکرؓ و عمرؓ کے مخالف کو توبہ نصیب نہیں ہوتی 30

ابو بکرؓ و عمرؓ اُمت میں سب سے افضل ہیں 31

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اہل جنت بوڑھوں کے سردار ہوں گے 31

اُمت میں سب سے پہلے جنت میں جائیں گے 32

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد..... 32

جس نے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے محبت کی اُن کے ساتھ کھڑا ہو گا..... 33

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام 34

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا مقام... 35

ابو بکرؓ و عمرؓ ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہوں گے 36

ابو بکرؓ و عمرؓ سیدا کھول اھل الجنة ... 37

ابو بکرؓ و عمرؓ قیامت کے دِن حضور ﷺ کے ساتھ ہون گے..... 38

ابو بکرؓ و عمرؓ خلفاء الراشدین تھے 39

خلفائے راشدینؓ کون لوگ ہیں ؟ 39

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو جنت کی بشارت

عبدالوحید حنفی حافظ الحدیث

.....40
ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام.....41
ابو بکرؓ و عمرؓ سے حضور ﷺ کی تقویت
.....42
حضور ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی شان 43
سوائے انبیاءؑ کے ابو بکرؓ و عمرؓ سے کوئی
افضل نہیں 44
ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام.....45
اُمت میں سب سے افضل ابو بکرؓ و عمرؓ
.....45
حضرت علیؓ شیخینؓ سے محبت کرتے تھے
.....46
ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی پیشگوئی.....46
ابو بکرؓ و عمرؓ کی فرشتوں اور انبیاء میں مثال
.....47
حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت.....49
زمین میں میرے وزراء ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں
.....50
لوگوں میں سب سے افضل رسول ﷺ
ہیں 51
ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام سماعت و بصارت. 52
حضور ﷺ ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ جنت
میں داخل ہوں گے 53
ابو بکرؓ و عمرؓ کا ثواب منقطع نہ ہو گا .. 53
ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام سمع و بصر.....54
حضور ﷺ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا
مقام.....55
ابو بکرؓ و عمرؓ اہل جنت بوڑھوں کے سردار
ہوں گے 56
ابو بکرؓ و عمرؓ سے محبت سے آخرت میں
معافی 57
قیامت کے دِن حضور ﷺ ابو بکرؓ و عمرؓ
کے ساتھ.....58
حضور ﷺ ابو بکرؓ و عمرؓ جنت میں اکٹھے
جائیں گے.....59
ابو بکرؓ و عمرؓ کی فرشتوں اور نبیوں میں
مثال.....59
حضور ﷺ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا
مقام.....60
حضور ﷺ کا خواب اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی
خلافت.....62
ابو بکرؓ و عمرؓ کی رائے کا مقام 63
خلافتِ ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام 66
نبی ﷺ کے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ سب سے
افضل ہیں.....67
ابو بکرؓ و عمرؓ علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں . 67
حضرت علیؓ المرتضیٰ کا فیصلہ.....68
سب سے افضل کون ہے؟ 69
اُمت میں سب سے افضل ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں
.....70

خادم اہلسنت عبدالوحید

علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ.. 75
محمد بن حنفیہ سے علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد 76
ابو بکرؓ و عمرؓ حضور ﷺ کے وزراء تھے 77
سیّدا کھولِ اھل الجنة 78
ابو بکرؓ و عمرؓ کی شان حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں 78
حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام 79
ابو بکرؓ و عمرؓ پر کسی کو فضیلت نہ دو... 80
حضرت علیؓ المرتضیٰ کا فیصلہ --- ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام 81
ابو بکرؓ و عمرؓ اُمت کے امین تھے 82
ابو بکرؓ و عمرؓ حکمرانوں کے لئے حجت ہیں 82
عبداللہ بن سبا؟ 83
ابو بکرؓ و عمرؓ پر کسی اور کو فضیلت دینے والے کی سزا 84
حضور ﷺ کا قرض، ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام 84
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب 87
حضرت عمرؓ کی شان 87
حضرت عمرؓ کا جنت میں محل..... 89
حضور ﷺ کا خواب۔ حضرت عمرؓ کی شان 90
حضرت عمرؓ کی شان علم 91
حضرت عمرؓ نوجوان اور طاقتور 91
حق عمرؓ کی زبان پر 93
سکینت عمرؓ کی زبان پر 94
حضرت عمرؓ کے ذریعہ اِسلام کو عزت 94
حضرت عمرؓ کی چار باتوں کے سبب فضیلت 95
جنت میں حضرت عمرؓ کا بلند مقام.... 96
نیک کاموں کی کوشش 97
حضور ﷺ آپ سے راضی اور خوش تھے 98
حضرت عمرؓ کی ہجرت 100
فضائل حضرت عمر فاروقؓ 101
حضرت عمرؓ کی شان 101
شان فاروق اعظمؓ..... 102
شہادت حضرت عمر فاروق کی بشارت 102
عمرؓ فاروق جنت میں ہیں 103
ابو بکرؓ و عمرؓ اچھے آدمی ہیں..... 103
حدیث اتباع خلفائے راشدینؓ..... 103
مہاجرین اور انصار سچے مومن ہیں. 104
چاروں خلفاء کی محبت فرض ہے ... 105
مناقب خلفاءؓ اربعہ..... 105

خادم اہلسنت عبدالوحید الحنفی

چاروں خلفاء کے فضائل 106
حضرت علی المرتضیٰؓ کا ارشاد 106
چاروں خلفاء کی شان 107
چاروں خلفاء کا انتخاب 108
سیرتِ فاروقِ اعظمؓ عمرانِ خطاب 109
حضرت عمرؓ کا سن ولادت 109
بیت اللہ میں علانیہ عبادت 109
فاروق کا لقب 110
ہجرت اور عقد مواخاۃ 111
ہجرت کا منصوبہ 111
عیاش بن ابی ربیعہ 112
حضرت عمرؓ کا عقد مواخاۃ 113
حضرت عمرؓ کی غزوات میں شرکت 113
حضرت عمرؓ کی امارت میں سریہ 114
حضرت عمرؓ کو عمرے کی اجازت ... 114
خلافت 115
حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ 116
حضرت ابو بکرؓ کی تدفین کے بعد مسلمانوں سے خطاب 118
حضرت عمرؓ کی ضروریات زندگی 119
اللہ کے مال میں حضرت عمرؓ کا حصہ 120
بیت المال سے قرض 121
عاصم بن عمرؓ کا نفقہ 122
حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی دختر کی نفقہ سے محرومی 122
رسول اللہ ﷺ کی پیروی 123
حضرت حفصہؓ کی حضرت عمرؓ سے درخواست 124
بیت المال سے قرض لینے سے انکار 125
حضرت عمرؓ کی خوراک 126
حکام کا تنخواہ کا مطالبہ 127
مطالبہ تنخواہ کی منظوری 128
آرام و آسائش سے اجتناب 129
امیر المومنین کے فرائض 130
رعایا سے حُسنِ سلوک 131
امیر المومنین کا لقب 132
حضرت عمرؓ کی اوّلیات 132
عامل کی تقرری کے وقت احتیاطی تدابیر 135
مسجد نبویؐ میں اضافہ 136
حضرت عمرؓ کا الجابیہ میں قیام 137
عمواس کا طاعون 137
فرائض حج کی ادائیگی 138
قوم کی اصلاح 139
حضرت عمرؓ سے نرم روی کی درخواست 139
حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کو مال تقسیم کرنے کا حکم 140
ذمہ داری کا احساس 142

عبدالوحید

مسلمانوں کی دعوت.....142
فریقین کے مابین حضرت عمرؓ کی حالت
.....143
ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت نمونہ ہے ...145
خوفِ الٰہی.....146
امام کے فرائض.....147
احتسابِ نفس 148
عامل کے خلاف شکایت.....149
حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کی مسجد میں ایک
نشست 150
مردم شماری 151
مردم شماری میں درجہ بندی 152
دیوان کی ترتیب میں بنو ہاشم سے آغاز
.....154
اہل دیوان کے حصص 155
بدری صحابہؓ 155
ازواج مطہراتؓ کو بدری صحابہؓ پر ترجیح
.....156
اہل یمن، شام و عراق کے لئے عطا
.....157
نسائے مہاجرات کا حصہ.....157
نوزائیدہ بچوں کے لیے عطا.....158
حضرت عمرؓ کے حُسنِ عمل کی تعریف
.....159
حضرت عمرؓ کی اپنی مدح کی ممانعت160
حضرت حذیفہؓ کو عطائیں تقسیم کرنے کا
حکم 161
مالِ غنیمت کی صحیح تقسیم.....161
مالِ غنیمت کی افراط پر حضرت عمرؓ کا
اظہارِ تعجب 162
اُمّ المؤمنین حضرت زینبؓ کی سخاوت
.....163
شیر خوار بچوں کے لئے عطا کا اعلان
.....165
حق اور مساوات کا احساس 166
معمولی حصص کی تقسیم کا اہتمام....168
حضرت عمرؓ کا ابو موسیٰ کے نام خط .169
کثرتِ دولت پر حضرت عمرؓ کی گریہ و
زاری 169
ازواجِ مطہراتؓ میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح
.....171
دو جریب غلّہ کی تعداد.....172
حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری....172
مسافروں کی آسائش.....173
خلیفہ اور بادشاہ کا فرق 174
عمال کی فہرست و اموال کی طلبی ..175
حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کو مشورہ .175
بیت المال میں حضرت عمرؓ کا حصہ .176
حضرت عمرؓ کی کفایت شعاری 176
حضرت عمرؓ اور ذکر الٰہی.....177

عبدالوحید الحنفی

عام الرمادہ 178
عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کی غذا.. 179
حضرت عمرؓ کے رنگ میں تغیر 180
حضرت عمرؓ کی مرغوب غذا 181
زمانہ قحط سالی میں حضرت عمرؓ کا لباس 182
عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کا خطبہ. 182
بارانِ رحمت 183
اعراب کی واپسی 184
حضرت عمرؓ کا علم 185
حضرت عمرؓ کا حلیہ 186
حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات 186
حضرت عمرؓ کی شہادت پر حضرت حسانؓ کا مرثیہ 199
حضرت فاروقِ اعظمؓ کی زوجہ عاتکہؓ کا مرثیہ 199
فاروقِ اعظم عمرؓ بن الخطاب کی خانوادہ نبوتؐ سے عقیدت و محبت 201
فاروق اعظمؓ کا حضرت فاطمۃؓ الزہرا سے عقیدت و محبت کا اظہار 201
ایک غلط فہمی کا ازالہ ایک جھوٹی روایت 202
حضرت فاطمۃؓ الزہراء حضرت عمرؓ فاروق سے راضی تھیں 206
حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے جنازہ میں شرکت 207
دورِ فاروقِ اعظمؓ میں حضرت امام حسینؓ کی ایک شادی 208
فاروق اعظمؓ کے حضرات حسنؓ و حسینؓ کے ساتھ باہمی تعلقات 211
حضرات حسنینؓ کے لئے حضرت عمرؓ نے کپڑے یمن سے منگائے 211
حسنؓ و حسینؓ کا بیت المال سے وظیفہ بدری صحابہؓ کے برابر 213
حضرت عمرؓ فاروق کا حضرت علیؓ المرتضیٰ کی دُختر اُمّ کلثوم سے نکاح 214
فاروق اعظمؓ سے حضرت اُمّ کلثوم کے نکاح کی روایات 217
حضرت امام باقرؒ کی تصدیق کہ حضرت عمرؓ دامادِ علیؓ تھے 221
حضرت عمرؓ فاروق کی اولاد حضرت اُمّ کلثوم بنت فاطمۃؓ الزہرا سے 223
زیدؒ بن عمرؓ بن خطاب، حضرت علیؓ کے نواسہ کی جرأت 224
ابو بکرؓ و عمرؓ نے ایک دانہ برابر بھی اہل بیتؓ کے حقوق ضائع نہ کئے 225
ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ دوستی نہ کرنے والے کو شفاعت نصیب نہ ہو 226

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ امام عادل تھے. 227
امام جعفر صادق ابو بکرؓ و عمرؓ کے مزار پر سلام کہتے تھے..... 228
حضرت امام ابوحنیفہؒ کی حضرت امام باقرؒ سے ملاقات 229
شہادت سے پہلے حضرت عمرؓ فاروق کا خواب 230
فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں قاضی حضرت علیؓ تھے 232
فاروق اعظمؓ کے فضائل و مناقب سیدنا علیؓ المرتضیٰ کی زبانی 235
فاروق اعظمؓ کے ہاتھ پر حضرت علیؓ المرتضیٰ کا بیعت کرنا..... 236
حضرت علیؓ المرتضیٰ نے تینوں خلفاء راشدین کی بیعت کی..... 238
حضرت امام حسنؓ نے اپنے لڑکوں کا نام ابو بکر و عمر رکھا 239
دفن فاروقی میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی شمولیت 241
اُمت میں سب سے بڑا مقامِ فضیلت 243
عہدِ فاروقیؓ میں فتوحات 254
فتوحات عراق و ایران 254
مہم (۴۰) نمارق کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)..... 254
مہم (۴۱) ستاطیہ کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)..... 255
مہم (۴۲) جسر کی جنگ (رمضان ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء) 255
مہم (۴۳) جنگ بویب (صفر ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)..... 255
مہم (۴۴) جنگ قادسیہ (محرم ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)..... 257
مہم (۴۵) مدائن کی فتح (صفر المظفر ۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء) 260
مہم (۴۶) جنگ جلولا (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء) 262
مہم (۴۷) حلوان پر قبضہ 263
مہم (۴۸) جزیرہ کی فتح (جمادی اولیٰ ۱۶ھ مطابق ۶۳۷ء)..... 263
مہم (۴۹) خوزستان کی فتح (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء) 263
مہم (۵۰) معرکہ نہاوند (محرم ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)..... 264
مہم (۵۱) اصفہان کی فتح (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)..... 265
مہم (۵۲) ہمدان، دیلم اور رے کی فتح 266
مہم (۵۳) آذر بائیجان کی فتح (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء)..... 266
مہم (۵۴) طبرستان (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء) 267

مہم (۵۵) آرمینیہ کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 267
مہم (۵۶) فارس کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 267
مہم (۵۷) کرمان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 267
مہم (۵۸) سیستان و مکران کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 268
مہم (۵۹) خراسان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء) 270
مہم (۶۰) فتح دمشق (رجب ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء) 271
مہم (۶۱) اُردن کی فتح 276
مہم (۶۲) حمص کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء) 276
مہم (۶۳) لاذقیہ کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء) 277
مہم (۶۴) معرکہ یرموک (۱۵ھ مطابق ۶۳۶ء) 279
مہم (۶۵) بیت المقدس کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۷ء) 281
مہم (۶۶) شام میں آخری معرکہ (۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء) 282
مہم (۶۷) قیساریہ کی فتح (۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء) 283
مصر کی فتح کی تفصیلات 283
(۱) مصر پر حملہ کرنے کے اسباب.... 294
مہم (۶۹) فسطاط کی فتح..... 294
مہم (۷۰) اسکندریہ کی فتح 297
مہم (۷۱) فتح طرابلس (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء) 298
دورِ فاروقؓ کے اہم واقعات.....298

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم

وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

حضرت عمرؓ کا شجرہ نسب

حضرت عمرؓ بن خطاب ابن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قُرط بن رزاح ابن عدی بن کعب بن لوی۔ کنیت ابو حفص تھی۔ اُن کی والدہ حنتمہ[1] بنت ہاشم ابن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔[2] نانویں پشت میں جا کر آپ کا شجرہ نسب حضور ﷺ سے مل جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کی اولاد

عمرؓ کی اولاد میں سے عبد اللہؓ و عبد الرحمنؓ اور حفصہؓ تھے۔ اُن کی

---

[1] اور بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔ اس دوسری روایت کی بنیاد پر یہ ابو جہل کی حقیقی بہن ہو جائے گی اور پہلی روایت کے تحت وہ ابو جہل کی چچازاد بہن ہوں گی۔ (اُسد الغابہ ج ۷ ص ۶۴۱)

[2] طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۵

والدہ زینب بنت مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ ابن جمع تھیں۔

دوسری زوجہ سے اولاد: (۲) زید اکبر جن کا پس ماندہ نہیں اور رقیہ۔ ان دونوں کی والدہ اُم کلثوم بنت علیؓ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم تھیں۔ اُم کلثومؓ کی والدہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں۔

تیسری زوجہ سے اولاد: (۳) زید اصغر وعبید اللہ جو جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ہمراہ مقتول ہوئے۔ ان دونوں کی والدہ اُم کلثوم بنت جرول بن مالک ابن المسیب بن ربیعہ بن اَضرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول ابن کعب بن عمرو خزاعہ میں تھیں۔ اسلام نے عمرؓ اور ام کلثوم بنت جرول کے درمیان تفریق کر دی تھی (کیوں کہ وہ عمرؓ کے ساتھ اسلام نہیں لائیں، اس لئے دونوں کا نکاح جاتا رہا)۔

چوتھی زوجہ سے اولاد: (۴) عاصم ان کی والدہ جمیلہ بنت ثابت بن ابی الاقلح تھیں۔ ابی الاقلح کا نام قیس بن عصمۃ بن مالک بن اَمہ بن ضُبَیعہ بن زید تھا جو قبیلہ اوس کے انصار میں سے تھے۔

پانچویں زوجہ سے اولاد (۵) عبد الرحمن اوسط جو ابو المجبّر تھے، اُن کی والدہ لُہَیّہ ام ولد تھیں۔ عبد الرحمن اصغر، ان کی والدہ بھی ام ولد تھیں۔

چھٹی زوجہ سے اولاد: (۶) فاطمہ، ان کی والدہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ابن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھیں۔

ساتویں زوجہ سے اولاد: (۷) زینب جو عمرؓ کی اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں، ان کی ماں فکیہہ تھیں، جو اُم ولد تھیں۔

آٹھویں زوجہ سے اولاد: (۸) عیاض بن عمرؓ، ان کی والدہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نُفَیل تھیں۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۵)

نافع سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عاصم بن عمرؓ کی والدہ کا نام بدل دیا۔ اُن کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا۔ آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ جمیلہ۔

حضرت عمرؓ کی ولادت

حضرت عمرؓ کی ولادت واقعہ فیل کے ۱۳ برس بعد ہوئی اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے: وہ کہتے تھے: واقعہ فجار اعظم کے چار برس بعد میں پیدا ہوا تھا۔ (اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج۷ ص۶۴۱)

جبل عمرؓ

محمد بن سعد نے کہا کہ میں نے ابو بکرؓ بن محمد بن ابی مُرہ مکّی سے جو امور مکہ کے عالم تھے، عمرؓ بن الخطاب کا مکہ میں وہ مکان دریافت کیا جس میں وہ جاہلیت میں رہتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ ایک پہاڑ کی جڑ میں رہتے تھے، جس کا نام آج جبل عمرؓ ہے۔ جاہلیت میں اُس کا نام جبل عاقر

تھا۔ اس کے بعد وہ عمرؓ کی طرف منسوب ہو گیا۔ اور اسی جگہ بنی عدی بن کعب کے مکانات تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۵)

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ضجنان کے پاس سے گزرے تو کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اس جگہ اُس وقت دیکھا ہے جب میں خطاب کی بکریاں چراتا تھا۔ ان کا یہ حال تھا کہ واللہ! میں نے ایسا درشت کلام نہیں جانا۔ میں نے امت محمد ﷺ کی امارت میں صبح کی۔ انہوں نے بطور مثال یہ شعر پڑھا۔

لا شیء فیما تریٰ الا بشاشة
یبقی الا له و یودی المال والولد

تو جو کچھ دیکھتا ہے، اُس میں سوائے دل بہلانے کے (یعنی بشاشت کے) کچھ نہیں ہے۔ اللہ باقی رہے گا اور مال و اولاد فنا ہو جائے گی۔

پھر انہوں نے اپنے اونٹ سے کہا: حرَب (یعنی اُسے چلنے کے لیے کیا)۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۶)

یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم لوگ سفر مکہ سے واپسی میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب سعاب ضجبان میں تھے تو لوگ ٹھہر گئے۔ وہ بہت گھنے درختوں کی جگہ تھی۔ عمرؓ نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو وہاں اُس وقت دیکھا ہے کہ خطاب کے اونٹ چراتا تھا۔ وہ درشت کلام تھے۔ کبھی میں اونٹوں پر

لکڑیاں ڈھوتا تھا اور کبھی اُن کو مارتا تھا۔ آج میں نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگ میرے دور دراز مقامات میں سفر کرتے ہیں کہ مجھ پر کوئی حاکم نہیں۔ پھر انہوں نے اس شعر سے تمثیل دی:[1]

لا شیء فیما تریٰ الا بشاشة
یبقی الا له و یودی المال والولد

رسول اللہ ﷺ کی دُعا

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! ان دو میں سے کسی ایک سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو، اسلام کو عزت دے: عمرؓ بن الخطاب یا ابی جہل عمرو بن ہشام سے۔ اُن دونوں میں سے اس کے نزدیک محبوب تر عمرؓ بن الخطاب تھے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرؓ بن الخطاب یا ابو جہل عمرو بن ہشام کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے اللہ! ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو، اُس سے اپنے دین کو قوت دے۔ اُس نے عمرؓ بن الخطاب سے اپنے دین کو قوت دی۔

حسن سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے اللہ عمرؓ بن الخطاب سے دین کو عزت دے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۶)

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۶

قبول اسلام

انس بن مالک سے مروی ہے کہ عمرؓ تلوار لٹکائے ہوئے نکلے۔ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا تو اس نے کہا کہ اے عمرؓ! کہاں کا قصد ہے؟ انہوں نے کہا کہ محمد ﷺ کے قتل کا ارادہ ہے۔

اُس نے کہا کہ محمد ﷺ کو قتل کر کے بنی ہاشم و بنی زہرہ میں تمہیں کیسے امن ملے گا؟ عمرؓ نے کہا کہ میں تمہیں سوائے اس کے نہیں سمجھتا کہ تم پھر گئے اور اپنا وہ دین چھوڑ دیا، جس پر تم تھے۔ اُس شخص نے کہا: اے عمرؓ! میں تمہیں ایک تعجب خیز بات نہ بتاؤں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن بھی برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے وہ دین ترک کر دیا جس پر تم ہو۔

حضرت عمرؓ کا استفسار

عمرؓ ان لوگوں کو ملامت کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ اور اُن دونوں کے پاس آئے۔ اُن کے پاس مہاجرین میں سے ایک شخص تھے، جن کا نام خبابؓ تھا۔ خبابؓ نے عمرؓ کی آہٹ سنی تو کوٹھری میں چھپ گئے۔ عمرؓ اُن دونوں کے پاس آئے اور کہا کہ یہ گنگناہٹ کیا تھی، جو میں نے تمہارے پاس سنی۔ اُس وقت وہ لوگ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ دونوں نے کہا کہ سوائے ایک بات کے جو ہم لوگ آپس میں بیان کر رہے تھے،

اور کچھ نہ تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں دین (شرک) سے برگشتہ ہو گئے۔ ان کے بہنوئی نے کہا کہ اے عمرؓ! تم نے کبھی غور کیا کہ اگر حق تمہارے دین میں نہ ہو۔

حضرت عمرؓ کا حملہ

عمرؓ نے اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور سختی سے روند ڈالا۔ بہن آئیں اور انہوں نے اُن کو شوہر سے علیحدہ کیا۔ عمرؓ نے اُن کو ہاتھ سے ایسا دھکیلا کہ چہرے سے خون نکل آیا۔ انہوں نے غضب ناک ہو کر کہا: اے عمر! اگر حق تمہارے دین میں نہ ہو تو میں گواہی دیتی ہوں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

حضرت عمرؓ کا قرآن پڑھنا

جب عمرؓ مایوس ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے پاس ہے، مجھے دو کہ میں اسے پڑھوں۔ عمرؓ کتاب پڑھنے لگے تو اُن کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اسے سوائے پاک لوگوں کے کوئی نہیں چھوتا۔ اٹھو غسل یا وضو کرو۔ عمرؓ نے اُٹھ کے وضو کیا اور سورہ طٰہٰ سے "اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ" (میں ہی اللہ ہوں کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں، میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے

نماز قائم کر) پڑھا۔ عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمد ﷺ کا راستہ بتاؤ۔

حضرت عمرؓ کی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانگی

یہ سن کر خبّاب کوٹھری میں سے نکل آئے اور کہا کہ عمرؓ تمہیں خوشخبری ہو۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی شب پنج شنبہ کی دُعا تمہارے ہی لیے قبول ہوئی:

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ ھَشَّام

اے اللہ! اسلام کو عمرؓ بن الخطاب یا عمرو بن ہشام (ابو جہل) سے عزت دے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

رسول اللہ ﷺ اُس مکان میں تھے جو کوہِ صفا کے دامن میں تھا۔ عمرؓ اُس مکان میں آئے۔ دروازے پر حمزہؓ و طلحہؓ اور چند اصحاب رسول اللہ ﷺ تھے۔ جب حمزہؓ نے دیکھا تو یہ قوم (مسلمین) عمرؓ سے ڈر گئی۔ حمزہؓ نے کہا: اچھا یہ عمرؓ ہیں۔ اگر اللہ کو عمرؓ کے ساتھ خیر منظور ہو گی تو وہ اسلام لائیں گے اور نبی ﷺ کی پیروی کریں گے۔ اور اگر وہ اس کے سوا کوئی اور ارادہ کریں گے تو ہمیں اُن کا قتل کر دینا آسان ہو گا۔

نبی ﷺ اندر اس حالت میں تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ پھر باہر عمرؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اچھی طرح اُن کی چادر اور تلوار کی پیٹی کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ اے عمرؓ! تم اس

وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ اللہ تمہارے لئے رسوائی اور عذاب نازل نہ کرے۔ جیسا کہ اُس نے ولید بن مغیرہ کے لئے نازل کیا۔ اے اللہ! یہ عمرؓ بن الخطاب ہیں، اے اللہ! دین کو عمرؓ بن الخطاب سے عزت دے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اسلام لائے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! باہر نکلئے۔[1]

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام سے پہلے مسلمانوں کی تعداد

زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کے دار الارقم میں داخل نہ ہوئے اور چالیس یا چالیس سے کچھ اوپر مردوں اور عورتوں کے بعد جو ان کے قبل اسلام لا چکے تھے، مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے شام کو کہا تھا کہ اے اللہ! دونوں آدمیوں عمرؓ بن الخطاب یا عمرو بن ہشام میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو، اس سے اسلام کو عزت دے۔ جب عمرؓ اسلام لے آئے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا: یا محمد ﷺ! عمرؓ کے اسلام سے آسمان والے بھی خوش ہوئے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۹)

(۲) سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ چالیس مرد اور دس عورتوں کے بعد عمرؓ اسلام لائے۔ عمرؓ کے اسلام لانے ہی سے اسلام مکہ

[1] طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۸

میں ظاہر ہوا۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۹)

(۳) صہیب بن سنان سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا۔ اور علانیہ اس کی دعوت دی جانے لگی۔ ہم لوگ حلقہ کر کے بیت اللہ کے گرد بیٹھے۔ ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ جس نے ہم پر سختی کی، اس سے ہم نے بدلہ لے لیا۔ اور وہ بعض باتیں جنہیں وہ لاتا تھا، ہم نے اُس کا جواب دیا۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۹)

(۴) عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے مروی ہے کہ عمرؓ پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۳۹ مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اس کے بعد عمرؓ اسلام لائے تو وہ چالیس آدمی ہو گئے۔ جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ قول لے کر نازل ہوئے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے نبی ﷺ! تجھ کو اللہ تعالیٰ اور وہ مومنین کافی ہیں جنہوں نے تیری پیروی کی۔ (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج۷ ص۶۴۲)

حضرات شیخین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

(۱) مَسْنَدُ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ قَالَ عَبَّاس التر قُفی فِیْ جزئه حَدَّثَنَا

عُثْمَان بنْ سَعِيْد الحمْصی ثَنَا مُحَمَّد بِنْ المُهَاجِرْ عَنْ أَبِیْ سَعَد خَادم الْحَسَن عَن الحَسَن قَالَ: جَاءَ رَجُلْ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَنْ خَيْرُ النَّاسِ؟ قَالَ: ذَاکَ أَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ نَبِیِّ اللهِ ﷺ ثُمَّ أَتٰی أَبَابَكْرٍ بَعْدُ فَقَالَ: يَا أَبَابَكْرٍ! مَنْ خَيْرُ النَّاسِ؟ قَالَ: ذَاکَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ نَبِیِّ اللهِ ﷺ قَالَ: وَ أَنّٰی عَلِمْتَ ذٰلِکَ؟ قَالَ: لِأَنَّ اللهَ بَاهٰی بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْمَلَائِكَةَ وَ أَقْرَأَهُ جِبْرِيْلُ عَنْهُ السَّلَامَ مَرَّتَيْنِ وَ لَمْ يَكُنْ لِیْ شَیْءٌ مِنْ ذٰلِکَ۔[1]

قولِ ابو بکر و عمر

ترجمہ: ”مسند صدیق رضی اللہ عنہ“ عباس ترقفی نے اپنے جزء میں عثمان بن سعید جمعی، محمد بن مہاجر ابوسعید (خادم حسنؓ) کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حسنؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

پھر وہ شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا

---

[1] رواہ ابن عساکر و قال: مرسل جب کہ یہ حدیث موصولاً بھی روایت کی گئی ہے و قد رُوِیَ من حدیث موصول، کنز العمال ج ۱۳، حدیث ۳۶۰۸۲

اور عرض کیا: اے ابو بکرؓ! لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا: آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر فرشتوں کے سامنے فخر کیا ہے اور جبریل امینؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دو مرتبہ سلام بھی پیش کیا ہے، جب کہ یہ فضیلت مجھے حاصل نہیں ہے۔

فائدہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صحابہؓ میں کلی فضیلت حاصل ہے۔ البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ جزوی فضیلت حاصل ہے جن کا تذکرہ صدیق اکبرؓ نے کیا ہے۔ چنانچہ پوری اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ امتیوں میں سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

قولِ ابو بکرؓ و عمرؓ

(۲) اِبْنِ عَسَاکِرُ أَنْبَأَنَا أَبُوْبَکْر بنْ المَنْصُوْر بِنْ زَرِیْق أَنْبَأَنَا أَبُوْبَکْر الْخَطِیْب أَنْبَأَنَا اَبُوْبَکْر عَبْدالرَّحْمٰن بِنْ عُمَر بن القَاسِم النرسی اَنْبَانَا اَبُوْبَکْر مُحَمَّد بِنْ عَبْد اللہ الشَّافِعِیْ اَنْبَانَا الدَّار قُطْنِیْ حَدَّثَنَا یُوْسف بِنْ مُوْسٰی بِنْ عَبْد اللہ

الْمَرْوَزِیُّ ثَنَا سُهَیْلُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الْجَارُوْدِیُّ اَبُو الْخَطَّابِ ثَنَا یَحْیٰی بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعِیُّ ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدُ بن اَبِیْ عَمْرٍو الْأَسْدِیُّ عَنْ عَطَا بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ! مَنْ خَیْرُ النَّاسِ؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ قَالَ: وَلِأَیِّ شَیْءٍ قَدَّمْتَہٗ عَلٰی نَفْسِکَ؟ قَالَ: بِخِصَالٍ، لِاَنَّ اللّٰہَ بَاھٰی بِہِ الْمَلَائِکَۃَ وَ لَمْ یُبَاہِ بِیْ، وَ لِأَنَّ جِبْرِیْلَ اَقْرَاَہُ السَّلَامَ وَ لَمْ یُقْرِئْنِیْ، وَ لِاَنَّ جِبْرِیْلَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اُشْدُدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ اَلْقَوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ، وَ لِاَنَّ اللّٰہَ صَدَقَہٗ فِیْ آیَتَیْنِ مِنْ کِتَابِہٖ وَ لَمْ یَصْدُقْنِیْ، قَالَ: عَاتَبَ النَّبِیُّ ﷺ بَعْضَ نِسَائِہٖ فَاَتَاھُمْ عُمَرُ فَقَالَ: لَتَنْتَھِیَنَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَوْ لِیُنْزِلَنَّ اللّٰہُ فِیْکُنَّ کِتَابًا، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ﴿عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ﴾ [التحریم: ۵] اَلْآیَۃ۔

وَ لِأَنَّ عُمَرَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّہٗ یَدْخُلُ عَلَیْھِنَّ الْبَرُّ وَ الْفَاجِرُ فَلَوْ ضَرَبْتَ عَلَیْھِنَّ الْحِجَابَ! فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ﴿وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ [الأحزاب: ۵۳]

وَ لِأَنَّ عُمَرَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ ﴿وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی﴾

[البقرۃ: ۱۲۵] فَلَمَّا قَبَضَ اَبُوْبَكْرٍ قَامَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنْ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْق، فَمَنْ قَالَ غَيْرَهٗ فَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِيْ[1]

ابو بکرؓ و عمرؓ کا ایک دوسرے کی نظر میں مقام

ترجمہ: ابن عساکر نے ابو بکر بن منصور بن زریق، ابو بکر خطیب، ابو بکر عبد الرحمن بن عمر بن قاسم نرسی، ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی، دار قطنی، یوسف بن موسیٰ بن عبد اللہ مروزی، سہیل بن ابراہیم جارودی، ابو خطاب یحییٰ بن محمد صنعی، عبد الواحد بن ابی عمرو اسدی، عطاء بن ابی رباح کے سلسلہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: عمرؓ بن خطاب۔ اس شخص نے عرض کیا: آپ عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات سے مقدم کیوں کر رہے ہیں؟

---

[1] قَالَ خطیب فی تاریخ۔ کنا کان فی الاصل بخط قط الصبغی مضبوطا، اخرجہ ابن مردویہ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۸۸

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چند خصلتوں کی وجہ سے میں انہیں مقدم کر رہا ہوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر فرشتوں کے سامنے فخر کیا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر فخر نہیں کیا۔ چونکہ جبریل امین نے عمرؓ کو سلام پیش کیا ہے، جب کہ جبریل نے مجھے سلام پیش نہیں کیا۔ چونکہ جبریل نے فرمایا تھا: یا رسول اللہ ﷺ! عمرؓ کے ذریعے اسلام میں شدت پیدا کریں۔ اس لئے کہ عمر رضی اللہ عنہ جو کچھ کہتے ہیں، وہ حق ہی حق ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قرآن مجید میں دو آیتوں میں تصدیق کی ہے، حالانکہ میری تصدیق نہیں کی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اپنی بعض ازواج مطہراتؓ سے ناراض ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ازواج مطہرات کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم رسول اللہ ﷺ سے باز آجاؤ ورنہ تمہارے متعلق ضرور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کوئی حکم نازل فرمادے گا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ (التحریم آیت ۵)

(ترجمہ:) ان کا رب تمہیں طلاق دے دے اور بدلہ میں تم سے بہتر عورتیں انہیں عطا فرمادے۔"

اور اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ

ﷺ! ازواج مطہراتؓ کے پاس نیک و بد ہر طرح کا آدمی آتا ہے، اگر آپ انہیں پردہ کرنے کا حکم دے دیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: (الاحزاب آیت ۵۳)

"وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

(ترجمہ:) جب تم ازواج مطہراتؓ سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو"۔

نیز اس لیے بھی کہ عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا دل چاہتا ہے کہ آپ اگر مقام ابراہیم کو مصلّٰی (نماز پڑھنے کی جگہ) قرار دے دیں؟ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عمرؓ کی موافقت میں یہ آیت نازل فرمائی:

"وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى"۔ (البقرۃ آیت ۱۲۵)

چنانچہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے، ایک شخص حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ جو شخص اس کے علاوہ کوئی اور اعتقاد رکھے گا، اس کی سزا وہی ہے جو افتراء باندھنے والے کی سزا ہوا کرتی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں بھی صدیقِ اکبرؓ نے اپنی کسرِ نفسی کے تحت

حضرت فاروقِ اعظمؓ کے جزوی فضائل بیان کر کے افضل قرار دیا۔ جب کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے صدیقِ اکبرؓ کے کُلی فضائل کے پیشِ نظر سب سے افضل قرار دیا اور اس پر پوری اُمت کا اتفاق ہے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت

(۳) عن الحسن بن علی عن ابیہ قال:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ طَلَعَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ يَا عَلِيُّ! لَا تُخْبِرْهُمَا[1]

ترجمہ: حضرت حسن بن علیؓ، حضرت علیؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک حضرت ابو بکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ فاروق تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: یہ دونوں اوّلین و آخرین بجز انبیاء و مرسلین کے اہل جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علیؓ! انہیں مت خبر دو۔

---

[1] ترمذی، خیثمة فی الصحابة قال ترمذی: غریب من هذا الوجه و رواه خیثمة و ابن شاهین فی السنة من طریق الحارث عن علی، و رواه ابن ابی عاصم فی السنة من طریق خطاب او ابی خطاب، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۸۵

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت

(۴) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَبُوْ بَکْرٍ، وَ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ عُمَرَ [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکرؓ ہیں اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں۔

سب سے افضل کون؟

(۵) أَیْضًا عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِیَّۃِ ال: قُلْتُ لِاَبِیْ: ایّ النَّاسُ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْ بَکْرٍ۔ قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرَ۔ قَالَ: ثُمَّ خشیتُ اَنْ اَقُوْلَ ثُمَّ مَنْ فَیَقُوْلُ عُثْمَانَ، فَقُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ یَا اَبَتِ؟ قَالَ: مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ [2]

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد

ترجمہ: ”ایضاً“ محمد بن حنیفہ کی روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا: ابو بکرؓ۔ میں نے

---

[1] ہ والعدنی، حلیہ الاولیاء، ابو نعیم، کنز العمال حدیث ۳۶۰۸۸

[2] بخاری، ابو داؤد وابن ابی عاصم و خشیش، حلیہ الاولیاء، ابو نعیم، کنز العمال حدیث ۳۶۰۸۹

عرض کیا: ان کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا: عمرؓ۔ پھر مجھے خوف ہوا کہ میں پوچھوں کہ پھر کون افضل ہے اور وہ فرمادیں کہ عثمانؓ افضل ہیں، لہٰذا میں نے کہا: اے ابا جان! پھر آپ افضل ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔

ابو بکرؓ و عمرؓ سے صرف مومن محبت کرتا ہے

(۲) ایضًا عَنْ زَیْدِ بنِ وَھبٍ اَنَّ سویدَ بنَ غفلۃَ دَخَلَ عَلٰی عَلِیٍّ فِیْ اَمَارَتِہٖ فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! اِنِّیْ مَرَرْتُ بِنَفَرٍ یَذْکُرُوْنَ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ بِغَیْرِ الَّذِیْ ھُمَا لَہٗ اَھْلٌ، فَنَھَضَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ: وَ الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَ بَرَأَ النَسَمَۃَ! لَا یُحِبُّھُمَا اِلَّا مؤمن فاضل، و لا یبغضھُما و لا یخالِفُھُمَا اِلَّا شقیّ مارق، فحبھما قربۃ و بغضھما مروق، مابالُ أقوام یذکرون أخوی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ و وزیریہ و صاحبیہ و سیدی قریش و ابوی المسلمین؟ فانا بریء ممن یذکرھما بسوء و عَلَیْہِ معاقبٌ۔ (حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم)

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد

ترجمہ: ”ایضاً“ زید بن وہب کی روایت ہے کہ سوید بن غفلہ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آکر عرض کیا: اے امیر

المؤمنین! میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو ابو بکرؓ و عمرؓ کا اچھے الفاظ میں تذکرہ نہیں کر رہے تھے۔ چنانچہ آپؐ فوراً اُٹھے اور منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور ذی روح کو پیدا فرمایا! ان دونوں حضرات سے صرف مومن ہی محبت کرتا ہے اور ان سے بغض اور ان کی مخالفت صرف بدبخت اور سرکش ہی کرتا ہے۔ ان دونوں حضرات کی محبت قربت خداوندی کا باعث ہے اور ان سے بغض رکھنا بدبختی ہے۔ بھلا لوگوں کو کیا ہوا جو رسول اللہ ﷺ کے بھائیوں، وزیروں صاحبین، قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے ابوین کا تذکرہ (برے الفاظ سے) کرتے ہیں؟ جو شخص بری نظر سے ان کا تذکرہ کرے گا، میں اس سے بری الذمہ ہوں اور اس پر سزا ہو گی۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کے مخالف کو توبہ نصیب نہیں ہوتی

(۷) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: مَا اَرٰی رَجُلًا یَسُبُّ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ تَتَیَسَّرُ لَهٗ تَوْبَةٌ اَبَدًا۔ (ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۲)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہو اور پھر اسے کبھی بھی توبہ کی توفیق نصیب ہو۔

ابو بکرؓ و عمرؓ اُمت میں سب سے افضل ہیں

(۸) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ، ثُمَّ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِخِیَارِ کُمْ۔[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس امت میں سب سے افضل ہیں اور پھر تم میں سے جو افضل ہے، اسے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اہل جنت بوڑھوں کے سردار ہوں گے

(۹) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ: بَیْنَمَا اَنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذْ طَلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ فَقَالَ: یَا عَلِیُّ! ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَا خَلَا النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ مِمَّنْ مَضٰی فِیْ سَالِفِ الدَّھْرِ وَ غَابِرِہٖ، یَا عَلِیُّ! لَا تُخْبِرْھُمَا بِمَقَالَتِیْ ھٰذِہٖ مَا عَاشَا، قَالَ عَلِیٌّ: فَلَمَّا مَاتَا حَدَّثْتُ النَّاسَ بِذٰلِکَ۔ (العشاری، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۴)

ترجمہ: جعفر بن محمد اپنے والد اور دادا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول کریم

[1] دار قطنی فی الافراد و الاصبھانی فی الحجۃ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۳

ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ یکایک ایک طرف سے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نمودار ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے علاوہ گذشتہ و آئندہ اہل جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔

اُمت میں سب سے پہلے جنت میں جائیں گے

(۱۰) عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بنِ اَبِیْ طَالِبٍ: مَنْ اَوَّلُ النَّاسِ دُخُوْلًا الجَنَّةَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ، قُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! يَدْخُلَانِهَا قَبْلَكَ؟ قَالَ: اِیْ وَ الَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَ بَرَأَ النَّسْمَةَ! اَنَّهُمَا لَيَاْكُلَانِ مِنْ ثِمَارِهَا وَ يَرْوَيَانِ مِنْ مَائِهَا وَ يَتَّكِئَانِ عَلٰى فِرَاشِهَا وَ اَنَا مَوْقُوْفٌ مَغْمُوْمٌ مَهْمُوْمٌ بِالْحِسَابِ، وَ اَنَّ اَوَّلَ مَنْ يَتَقَدَّمَ اِلَى الرَّبِ فِی الْخُصُوْمَةِ اَنَا وَ مُعَاوِيَةُ۔[1]

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد

ترجمہ: عبد خیر کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: رسول کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے

[1] العشاری و الاصبهانی فی الحجة، ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۵

پہلے جنت میں کون داخل ہو گا؟ آپؓ نے فرمایا: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! کیا یہ حضرات آپ سے قبل جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا: جی ہاں! قسم اس ذات کی جو دانے کو پھاڑتی ہے اور جان کو پیدا کرتی ہے، بلاشبہ وہ دونوں حضرات جنت کے پھل کھاتے ہوں گے اور اس کا پانی پیتے ہوں گے اور اس کے بچھونوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، جب کہ میں غم زدہ و پریشان حساب کے لئے کھڑا ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے پہلے جھگڑا لے کر جانے والے میں اور معاویہؓ ہوں گے۔

جس نے ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے محبت کی اُن کے ساتھ کھڑا ہو گا

(۱۱) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَنْ اَحَبَّ اَبَابَكْرٍ قَامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ صَارَ مَعَهٗ حَيْثُ يَصِيْرُ، وَ مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ كَانَ مَعَ عُمَرَ حَيْثُ يَصِيْرُ، وَ مَنْ اَحَبَّ عُثْمَانَ كَانَ مَعَ عُثْمَانَ فَمَنْ اَحَبَّ هٰؤُلَاءِ كَانَ مَعَهُمْ فِي الْجَنَّةِ۔ (العشاری، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۶)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی، وہ قیامت کے دن حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ کھڑا ہو گا اور جہاں ابو بکرؓ جانا چاہیں گے، وہ بھی ان کے ساتھ جائے گا۔ اور جو شخص حضرت عمر رضی اللہ

عنہ سے محبت کرے گا، وہ بھی حضرت عمرؓ کے ساتھ چلے گا۔ جس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی، وہ بھی ان کے ساتھ ہو گا۔ اور جس نے ان لوگوں کے ساتھ محبت کی، وہ بھی جنت میں ان کے ساتھ ہو گا۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۱۲) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: سَبَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ صَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ وَ ثَلّٰثُ عُمَرُ وَ قَدْ خَطَبَتْنَا فِتْنَةٌ فَهُوَ مَا شَاءَ اللّٰهُ، فَمَنْ فَضَّلَنِيْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَعَلَيْهِ حَدُّ الْمُفْتَرِيْ مِنَ الْجِلْدِ وَ اِسْقَاطِ الشَّهَادَةِ۔ (للخطیب فی تلخیص المتشابہ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۷)

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ سب سے آگے ہیں۔ ان کے بعد ابو بکرؓ ہیں۔ جب کہ عمرؓ تیسرے نمبر پر ہیں۔ جب کہ ہمیں فتنہ نے گھیر لیا اور یہ فتنہ بدستور رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ سو جس شخص نے مجھے ابو بکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دی، اس پر افتراء باندھنے والے کی حد جاری کی جائے گی، جو کوڑوں اور اسقاط شہادت کی صورت میں ہو سکتی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا مقام

(۱۳) عَنْ ابن شهَاب عَنْ عَبْد الله بن كَثِيْر قَالَ: قَالَ لِی عَلِیّ بن اَبِیْ طَالِبٍ: اَفْضَل هٰذِهِ الْاُمَّة بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ۔ وَ لَوْ شِئْتَ اَنْ أُسَمِّیَ لَكُمُ الثَّالِثَ لَسَمَّيْتُهٗ۔ وَ قَالَ: لَا يُفَضِّلُنِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُهٗ جَلْدًا وَجِيْعًا، وَ سَيَكُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْتَحِلُوْنَ مُحَبَّتَنَا وَ التَّشَيُّعَ فِيْنَا هُمْ شِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْتِمُوْنَ اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ۔ قَالَ: وَلَقَدْ جَاءَ سَائِلٌ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُ وَ أَعْطَاهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَ أَعْطَاهُ عُمَرَ وَ أَعْطَاهُ عُثْمَانَ، فَطَلَبَ الرَّجُلُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّدْعُوْ لَهٗ فِيْمَا أَعْطُوْهُ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ لَا يُبَارَكُ لَكَ وَ لَمْ يُعْطِكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدٌ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۸)

ترجمہ: ابن شہاب عبد اللہ بن کثیر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اس اُمت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں چاہوں تو تمہارے لیے تیسرے کا بھی نام لے سکتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: کوئی شخص مجھے

ابو بکرؓ و عمرؓ پر فضیلت نہ دے، ورنہ میں اسے سخت کوڑے لگاؤں گا۔ عنقریب آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی، جو بظاہر میری محبت کا دم بھرتی ہو گی اور میرے شیعان کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتی ہو گی، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بدتر بندے ہوں گے، جو کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتے ہوں گے۔ چنانچہ ایک سائل آیا اور رسول کریم ﷺ سے سوال کیا۔ اسے رسول کریم ﷺ نے عطا فرمایا، ابو بکرؓ نے بھی اسے عطا فرمایا، عمرؓ نے بھی اسے عطا فرمایا اور عثمانؓ نے بھی عطا فرمایا۔ پھر اس شخص نے رسول کریم ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اس عطیہ میں برکت کے لیے دعائیں فرمائیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے اس میں برکت کیوں کر نہیں ہو گی، حالانکہ تمہیں یا تو نبی نے عطا کیا یا صدیق نے عطا کیا یا شہید نے عطا کیا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہوں گے

(۱۴) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَزِيْدِ عَنْ هرم عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَ فَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِيْ اِذْ طَلَعَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرَ مِنْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا نَظْرًا شَدِيْدًا وَ صَوَّبَ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ: وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! اِنَّهُمَا لَسَيِّدَا

كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسِلِيْنَ وَ اَنْعَمَا لَا تَعْلَمْهُمَا بِذٰلِكَ۔[1]

ترجمہ: سلیمان بن یزید، ہرم کی سند سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی ران میری ران پر تھی۔ یکایک مسجد کے پچھلے حصہ سے ابو بکرؓ اور عمرؓ نمودار ہوئے۔ آپ ﷺ نے نظر عمیق سے ان کی طرف دیکھا، پھر سر مبارک جھکا لیا اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یہ دونوں سوائے انبیاء و مرسلین کے باقی تمام اولین و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور یاد رکھو اس کی انہیں خبر مت دو۔

ابو بکرؓ و عمرؓ سیدا کھول اھل الجنۃ

(۱۵) عَنْ زِرِّ بْنِ حبیش عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرَ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَ الْمُرْسَلِيْنَ، لَا تُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ مَا عَاشَا۔ (ابو بکر فی الغیلانیات، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۰)

[1] ابو بکر فی الغیلانیات، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۰۹۹

ترجمہ: زر بن حبیش کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سوائے انبیاء و مرسلین کے باقی تمام اولین و آخرین کے ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اے علیؓ! جب تک یہ زندہ رہیں، اس کی خبر انہیں مت کرو۔

ابو بکرؓ و عمرؓ قیامت کے دِن حضور ﷺ کے ساتھ ہون گے

(۱۶) عَنْ اَبِیْ المعتمر قَالَ: سُئِلَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ: اِنَّهُمَا لَفِی الْوَفْدِ السَّبْعِیْنَ الَّذِیْنَ یُقَدِّمُوْنَ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ، وَ لَقَدْ سَأَلَهُمَا مُوْسٰی فَأَعْطِیَهُمَا مُحَمَّدٌ ﷺ [1]

ترجمہ: ابو معتمر کی روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپؓ نے فرمایا: یہ دونوں حضرات ان ستر (۷۰) لوگوں کی جماعت میں شامل ہوں گے، جو قیامت کے دن محمد عربی ﷺ کے ساتھ اللہ عز و جل کی طرف آگے بڑھیں گے۔ موسیٰ علیہ

[1] ابن المنذر و ابن ابی حاتم و حسنہ فی فضائل الصحابۃ و الدینوری و ابو طالب العشاری فی فضائل الصدیق و ابن مردویہ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۱

السلام نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا، جب کہ یہ دونوں محمد ﷺ کو عطا کیے گئے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ خلفاء الراشدین تھے

(۱۷) عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ قَالَ: قَالَ فَتًی مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ صِفِّیْنَ: سَمِعْتُکَ تَخْطُبُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! فِی الْجُمُعَةِ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهِ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ، فَمَنْ هُمْ؟ فَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاهُ ثُمَّ قَالَ: اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ اِمَامَا الْهُدٰی وَ شَیْخَا الْاِسْلَامِ وَ الْمُهْتَدٰی بِهِمَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَنْ اتَّبَعَهُمَا هُدِیَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، وَ مَنِ اقْتَدٰی بِهِمَا یُرْشَدُ، وَ مَنْ تَمَسَّکَ بِهِمَا فَهُوَ مِنْ حِزْبِ اللّٰهِ، وَ حِزْبُ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔[1]

خلفائے راشدینؓ کون لوگ ہیں؟

ترجمہ: علی بن حسین کی روایت ہے کہ بنی ہاشم کے ایک لڑکے نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے پوچھا جب آپؓ جنگ صفین سے واپس لوٹ رہے تھے: اے امیر المؤمنین! میں نے جمعہ کے دن آپ کو خطبہ دیتے سنا اور آپ فرما رہے تھے: یا اللہ! ہماری اس

[1] اللالکائی و ابو طالب العشاری فی فضائل الصدیق و نصر فی الحجة

طرح سے اصلاح فرما، جس طرح تو نے خلفائے راشدینؓ کی اصلاح فرمائی ہے۔ ذرا یہ تو بتا دیجیے کہ خلفائے راشدین کون لوگ ہیں ؟ حضرت علیؓ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبانے لگیں، پھر گویا ہوئے: وہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔ جو کہ آئمہ ہدیٰ، شیوخ الاسلام اور رسول اللہ ﷺ کے بعد مہتدیٰ بہما ہیں۔ جو بھی ان کی اتباع کرے گا، اسے سیدھی راہ کی ہدایت مل جائے گی۔ جو ان کی اقتداء کرے گا، وہ رشد تک پہنچ جائے گا۔ جو شخص ان کا تمسک (سہارا) کرے گا، وہ حزب اللہ میں سے ہو گا، جب کہ حزب اللہ (اللہ کا لشکر) ہی فلاح پانے والا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو جنت کی بشارت

(۱۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَطَّلِعُ مِنْ تَحْتِ ھٰذَا الصُّوَرِ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، فَطَلَعَ اَبُوْبَکْرٍ۔ فَھَنَّأْنَاہُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَطَّلِعُ مِنْ تَحْتِ ھٰذَا الصُّوَرِ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، فَطَلَعَ عُمَرُ۔ فَھَنَّأْنَاہُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَطَّلِعُ مِنْ تَحْتِ ھٰذَا الصُّوَرِ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰھُمَّ! اَنْ

شِئْتَ جَعَلْتَهٗ عَلِيًّا، فَطَلَعَ عَلِيًّا۔[1]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہاں سے جو شخص نمودار ہو گا، وہ اہل جنت میں سے ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ ہم نے ابو بکرؓ کو آپ ﷺ کی بشارت کی مبارک بادی پیش کی۔ رسول کریم ﷺ نے پھر فرمایا: یہاں سے جو شخص نمودار ہو گا، وہ بھی اہل جنت میں سے ہو گا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔ ہم نے انہیں بھی مبارک بادی پیش کی۔ رسول کریم ﷺ نے پھر فرمایا: یہاں سے جو شخص نمودار ہو گا، وہ اہل جنت میں سے ہو گا۔ پھر فرمایا: اے اللہ! اگر تم چاہو تو اسے علیؓ کر سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۱۹) مَسْنَد حُذَيْفَة بِنْ الْيَمَان عَنْ ربعی بِنْ خَرَاش عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثَ قَوْمًا فِی النَّاسِ مُعَلِّمِيْنَ يَعْلَمُوْنَهُمُ السُّنَّةَ كَمَا بَعَثَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الْحَوَارِيِّيْنَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ، فَقِيْلَ لَهٗ: وَ اَيْنَ اَنْتَ عَنْ

[1] ابن النجار، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۲

اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ؟ اَلَا تَبْعَثُهُمَا اِلَی النَّاسِ؟ قَالَ: اِنَّهٗ لَا غِنًی بِیْ عَنْهُمَا، اِنَّهُمَا مِنَ الدِّیْنِ کَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ۔[1]

ترجمہ: ”مسند حذیفہ بن الیمان“ ربعی بن حراش کی روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں ایک قوم کو معلم بنا کر لوگوں میں بھیجوں، جو انہیں سنت کی تعلیم دے، جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں کو بنی اسرائیل میں بھیجا تھا۔ کسی نے آپ ﷺ سے عرض کیا: ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، آپ انہیں لوگوں کے پاس تعلیم کے لیے نہیں بھیجتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے بے نیاز نہیں ہوں۔ چنانچہ دین کے معاملہ میں ان کا مقام ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا مقام جسد (جسم) میں ہوتا ہے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ سے حضور ﷺ کی تقویت

(۲۰) عَنْ اَبِیْ اروی الدوسی قَالَ: کُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَطَلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَیَّدَنِیْ

[1] ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۳

بِکُمَا۔[1]

ترجمہ: ابو اروی دوسی کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ایک طرف سے نمودار ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں، جس نے مجھے ان دونوں کے ساتھ تقویت بخشی۔

حضور ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی شان

(۲۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: وَضَعْتُ فِیْ کَفَّةِ الْمِیْزَانِ وَ وَضَعَتْ اُمَّتِیْ فِی الْکَفَّةِ الْاُخْرٰی فَرَجَحْتُ بِهِمْ، ثُمَّ وُضِعَ اَبُوْبَکْرٍ مَکَانِیْ فَرَجَحَ بِهِمْ، ثُمَّ وُضِعَ عُمَرُ مَکَانَهٗ فَرَجَحَ بِهِمْ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ۔[2]

ترجمہ: ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسرے پلڑے میں میری امت رکھی گئی، مگر میرا پلڑا جھک گیا۔ پھر میری جگہ ابو بکرؓ کو رکھا گیا، (امت کے مقابلہ میں) ان کا پلڑا بھی جھک گیا۔ پھر عمرؓ کو ان کی جگہ رکھا گیا اور ان کا پلڑا بھی جھک

---

[1] دار قطنی فی الافراد، ابنِ عساکر و ابن النجار، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۴

[2] ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۵

گیا۔ پھر ترازو اُٹھالیا گیا۔

سوائے انبیاءؑ کے ابو بکرؓ و عمرؓ سے کوئی افضل نہیں

(۲۲) عَنْ اَبِیْ الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ: یَقُوْلُ مَنْ فَلَقَ فِیْہِ اِلَیَّ اُذُنِیْ وَرَآنِیْ وَ اَنَا اَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَدَعَانِیْ فَقَالَ لِیْ: یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ! اَتَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیَّ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنْکَ؟ فَقُلْتُ: وَ مَنْ ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَقَالَ: اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ، مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَ لَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ خَیْرٌ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ۔[1]

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے آگے آگے چل رہا تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے مجھے یوں آگے چلتا دیکھ کر اپنے پاس بلایا اور فرمایا: اے ابو درداء! کیا تم ان کے آگے چلتے ہو جو تم سے افضل ہیں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون ہیں؟ فرمایا: ابو بکرؓ و عمرؓ۔ انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کوئی شخص نہیں، جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہو۔

---

[1] ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۶

ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۲۳) عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ اِذْ طَلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ، فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْهِمَا قَالَ: هٰذَانِ السَّمْعُ وَ الْبَصَرُ۔ وَ فِیْ لَفْظٍ: اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ۔ (ابو نعیم، ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۰۹)

ترجمہ: عبد العزیز بن عبد المطلب اپنے والد اور دادا عبد اللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نمودار ہوئے۔ جب آپ نے ان کی طرف دیکھا تو فرمایا: یہ سماعت و بصارت کا مقام رکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ میرے لئے ایسا مقام رکھتے ہیں، جیسا کہ کان اور آنکھیں سر میں۔

اُمت میں سب سے افضل ابو بکرؓ و عمرؓ

(۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خَیْرُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ لَا تُخْبِرْهُمَا یَا عَلِیُّ!۔[1]

[1] الدیلمی، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۱۰

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد میری اُمت میں سب سے افضل ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اے علیؓ! انہیں مت خبر دو۔

حضرت علیؓ شیخینؓ سے محبت کرتے تھے

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ مُتَّكِئًا عَلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَاسْتَقْبَلَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ فَقَالَ لَهٗ: یَا عَلِیُّ! اَتُحِبُّ هٰذَیْنِ الشَّیْخَیْنِ۔ قَالَ: نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: اَحِبَّهُمَا تَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۱۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سہارا لیے ہوئے باہر تشریف لائے۔ باہر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اے علیؓ! کیا تم ان دونوں شیخین سے محبت کرتے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ان سے محبت کرو، جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت کی پیشگوئی

(۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَارِیَةَ

الْقِبْطِيَّةِ بَيْتِ حَفْصَةَ اِبْنَةَ عُمَرَ۔ ثُمَّ قَالَ: يَا حَفْصَةَ! اَلَا اُبَشِّرُكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى! بِاَبِىْ اَنْتَ وَ اُمِّىْ۔ قَالَ: يَلِىْ هٰذَا الْاَمْرَ مِنْ بَعْدِىْ اَبُوْ بَكْرٍ، وَ يَلِىْ مِنْ بَعْدِ اَبِىْ بَكْرٍ اَبُوْكِ۔ اُكْتُمِىْ هٰذَا عَلَىَّ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۱۲)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے گھر میں داخل ہوئے۔ پھر فرمایا: اے حفصہؓ! کیا میں تمہیں ایک بشارت نہ دوں ؟ عرض کیا: جی ہاں ! ضرور، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد امر خلافت کے متولی ابو بکرؓ ہوں گے اور ابو بکرؓ کے بعد تمہارے ابو (عمرؓ) ہوں گے۔ اس خوشخبری کو پوشیدہ رکھنا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی فرشتوں اور انبیاء میں مثال

(۲۷) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ: اَلَا اُخْبِرُ كُمَا مَثَلُكُمَا فِى الْمَلَائِكَةِ وَ مَثَلُكُمَا فِى الْاَنْبِيَاءِ؟ اَمَّا مَثَلُكَ اَنْتَ يَا اَبَابَكْرٍ! فِى الْمَلَائِكَةِ كَمَثَلِ مِيْكَائِيْلَ يَنْزِلُ بِالرَّحْمَةِ۔ وَ مَثَلُكَ فِى الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ كَذَّبَهٗ قَوْمُهٗ

فَصَنَعُوْا بِهٖ مَا صَنَعُوْا۔ قَالَ: ﴿مَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ [ابراھیم: ۳۶]۔ وَ مَثَلُکَ یَا عُمَرُ! فِی الْمَلَائِکَةِ کَمَثَلِ جِبْرِیْلَ یَنْزِلُ بِالْبَأْسِ وَ الشِّدَّةِ وَ النقمة مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰهِ۔ وَ مَثَلُکَ فِی الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ نُوْحٍ اِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا﴾ [نوح: ۲۶]۔[1]

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم دونوں کی مثال فرشتوں میں بھی ہے اور انبیاء میں بھی؟ اے ابو بکرؓ! فرشتوں میں تمہاری مثال میکائیل جیسی ہے، چنانچہ وہ رحمت لے کر نازل ہوتے ہیں۔ انبیاء میں تمہاری مثال ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے۔ چنانچہ جب ان کی قوم نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا تو انہوں نے فرمایا: ”جس نے میری اتباع کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی، بلاشبہ تو بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے“۔ اے عمرؓ! فرشتوں میں تمہاری مثال جبریل جیسی ہے، جو اللہ کے دشمنوں پر تنگی، شدت اور عذاب نازل کرتے ہیں اور انبیاء میں تمہاری مثال نوح علیہ السلام جیسی ہے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا: ”اے میرے

[1] ابن عدی فی الکامل، ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۱۳

رب! زمین پر کافروں کا ایک گھر بھی باقی نہ چھوڑ"۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت

(۲۸) عَنْ عَطَاء عَنْ اِبْنِ عَبَّاس قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہ اَیَدَنِیْ بِاَرْبَعَۃ وُزَرَاء۔ قُلْنَا: مَنْ ھٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَۃ وُزَرَاء یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اثْنَیْنِ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ وَ اثْنَیْنِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ۔ قُلْنَا: مَنْ ھٰؤُلَاءِ الْاثْنَیْن مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ؟ قَالَ: جِبْرِیْل وَ مِیْکَائِیْل۔ قُلْنَا: مَنْ ھٰؤُلَاءِ مِنْ اَھْلِ الْاَرْض (اَوْ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا)؟ قَالَ: اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ۔[1]

ترجمہ: عطاء ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے چار وزراء کے ذریعے میری تائید فرمائی ہے۔ ہم نے عرض کیا: وہ چار کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: دو اہل آسمان میں سے ہیں اور دو اہل زمین میں سے۔ ہم نے عرض کیا: اہل آسمان میں سے یہ دو کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: جبریل و میکائیل۔ ہم نے عرض کیا: اہل زمین میں سے یہ دو کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔

---

[1] خطیب تاریخ، تاریخ ابنِ عساکر، و قالا: تفرد بروایته محمد بن مجیب، کنزالعمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۱۴

زمین میں میرے وزراء ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں

(۲۹) عَنْ وَهَب عَنْ عَطَاء عَنْ لَيْث عَنْ مُجَاهِدْ عَنْ عَبَّاس قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ لِیْ وَزِيْرَيْنِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَ وَزِيْرَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ فَوَزِيْرَای مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرِيْل وَ مِيْكَائِيْلَ، وَوَزِيْرَای مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ۔[1]

ترجمہ: وہب، عطاء، لیث، مجاہد کی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے دو وزیر اہل آسمان میں سے ہیں اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہیں۔ اہل آسمان میں سے میرے وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور اہل زمین میں سے میرے وزیر ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔

(۳۰) عَنْ لَيْث عَنْ مُجَاهِد عَنْ اِبْنِ عَبَّاس قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لِكُلِّ نَبِیٍّ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ فَوَزِيْرَای مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ جِبْرَائِيْل وَ مِيْكَائِيْل، وَوَزِيْرَای مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ۔ (ابنِ عساکر)

ترجمہ: لیث مجاہد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے اہل

[1] ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۱۵

آسمان اور اہل زمین میں سے دو دو وزراء ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہل آسمان میں سے میرے دو وزراء جبرئیل و میکائیل ہیں اور اہل زمین میں سے دو وزراء ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

لوگوں میں سب سے افضل رسول ﷺ ہیں

(۳۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاس اَنَّ رَسُوْل اللّٰہِ ﷺ قَامَ اِلَیْہِ رَجُل فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! مَنْ خَیْرُ النَّاسِ؟ قَالَ: رَسُوْل اللّٰہِ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: اِذْ عَدَّ الصَّالِحُوْن فَأُتِ بِاَبِیْ بَکْرٍ۔ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِذْ عَدَّ الْمُجَاھِدُوْنَ فَأُتِ بِعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔ ثُمَّ قَالَ: عُمَرَ مَعِیَ حَیْث حللت وَ اَنَا مَعَ عُمَرَ حَیْث حلّ۔ وَ مَنْ اَحَبّ عُمَر فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَ عُمَر فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔[1]

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سب سے افضل کون ہیں؟ فرمایا: اللہ کا رسول افضل ہے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! پھر کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جب صالحین کا شمار کیا

[1] ابن مردویہ، ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۱۶

جائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لے لو۔ اس شخص نے عرض کیا: پھر کون افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جب مجاہدین کا شمار کیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ کو لے آؤ۔ پھر فرمایا: میں جہاں بھی جاؤں، عمرؓ میرے ساتھ ہوتے ہیں اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوتا ہوں، وہ جہاں بھی جائیں۔ جس شخص نے عمرؓ سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے عمرؓ سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام سماعت و بصارت

(۳۲) عَنْ اِبْنِ عَبَّاس اَنَّ رَسُوْل اللّٰہ ﷺ اَرَادَ اَنْ یَبْعَثَ رَجلًا فِیْ حَاجَة قَدْ اھمته وَ اَبُوْبَکْرٍ عَنْ یَمِیْنه وَ عُمَر عَنْ یَسَارہ، فَقَالَ لَهٗ عَلِیّ: مَا یَمْنعک مِنْ ھٰذَیْن؟ قَالَ: کَیْفَ ابْعَثُ ھٰذَیْن وَ ھُمَا مِن الدِّیْن بِمَنْزِلَةَ السَّمْع وَ الْبَصر مِنَ الرَّأْس۔ (ابن النجار، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۱۷)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی ضروری کام کی خاطر بھیجنا چاہا، جب کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دائیں طرف بیٹھے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بائیں طرف۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ نے ان دونوں (ابو بکرؓ و عمرؓ) میں سے کسی کو کیوں

نہیں بھیجا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں انہیں کیسے بھیجوں، حالانکہ دین کے معاملہ میں ان کا ایسا ہی مقام ہے، جیسا کہ کانوں اور آنکھوں کا سر میں مقام ہے۔

حضور ﷺ ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے

(۳۳) عَنْ ابْنِ عُمَر عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ قَالَ: هٰكَذَا نَدْخُلُ الْجَنَّةَ۔[1]

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان چلتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا: ہم جنت میں اسی طرح داخل ہوں گے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کا ثواب منقطع نہ ہو گا

(۳۴) عَنْ جَابِر بنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قِيْلَ لِعَائِشَةَ: اِنَّ نَاسًا يَتَنَاوَلُوْنَ اَصْحَاب رَسُوْل اللهِ ﷺ حَتّٰى اِنَّهُمْ يَتَنَاوَلُوْنَ اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ۔ فَقَالَتْ: اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا؟ اِنَّمَا قَطَعَ عَنْهُمُ الْعَمَلَ فَاَحَبَّ اللهُ اَنْ لَا يَقْطَعَ عَنْهُمُ الْاَجْرَ۔[2]

---

[1] ابن النجار، کنز العمال ج ۱۳

[2] ابنِ عساکر، کنز العمال حدیث ۳۶۱۲۰

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں، حتیٰ کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بھی برا بھلا کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو؟ صحابہ کرامؓ سے عمل منقطع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ ان کا اجر و ثواب منقطع نہ ہو۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام سمع و بصر

(۳۵) عَنْ مَیْمُوْن بن مِهْرَان عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْل اللّٰه ﷺ اَرَادَ اَنْ یُرْسِلَ رَجُلًا فِیْ حَاجَةٍ مُهِمَّةٍ وَ ابو بَکْرٍ وَ عُمَرَ عَنْ یَمِیْنِه وَ عَنْ یَسَارِه۔ فَقَالَ عَلِیٌّ: اَلَا تَبْعَثُ اَحَدَ هٰذَیْنِ؟ قَالَ: وَ کَیْفَ اَبْعَثُ هٰذَیْنِ وَ هُمَا مِنْ هٰذَا الدِّیْنِ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ۔ (تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال ۳۶۱۲۱)

ترجمہ: میمون بن مہران ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے کسی اہم کام کے لیے ایک شخص کو بھیجنا چاہا، جب کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ ﷺ ان دو میں سے کسی کو کیوں نہیں بھیجتے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: میں انہیں بھلا کیسے بھیجوں، حالانکہ دین میں ان کا مقام ایسا ہی ہے جیسا کہ سر میں کانوں اور آنکھوں کا ہے۔

حضور ﷺ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۳۶) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قِيْلَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَر: اَنَّکَ قَدْ اَحْسَنْتَ الثَّنَاءَ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْد۔ فَقَالَ: وَ مَا يَمْنَعُنِىْ مِنْ ذٰلِکَ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْد وَ سَالِمٍ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَ مِنْ اُبَىِّ بْنِ كَعْبٍ وَ مِنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔ قَالَ: ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَقَدْ هَمَمْتَ اَنْ اَبْعَثَهُمْ فِى الْاُمَمِ كَمَا بَعَثَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ الْحَوَارِيِّيْنَ۔ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَفَلَا تَبْعَثُ اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ فَهُمَا اَعْلَمُ وَ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ: اِنِّىْ لَا غْنِى بِى عَنْهُمَا، اِنَّهُمَا مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ وَ بِمَنْزِلَةِ الْعَيْنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ۔

(تاریخ ابنِ عساکر، کنز العمال حدیث ۳۶۱۲۲)۔

ترجمہ: نافع کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ عبداللہ بن مسعود کی اچھی تعریف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ میں نے رسول کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ قرآن مجید چار

اشخاص سے حاصل کرو: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابو حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ ان کو لوگوں میں اس طرح بھیجوں جس طرح کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے حواریوں کو بھیجا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کیوں نہیں بھیجتے، حالانکہ وہ علم و فضل میں سب سے آگے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا میرے یہاں ایسا ہی مقام ہے جس طرح سر میں کان اور آنکھ کا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ اہل جنت بوڑھوں کے سردار ہوں گے

(۳۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: آخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ، فَبَیْنَھُمَا ھُوَ قَاعِدٌ اِذْ طَلَعَ کلّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا اَخَذَ بِیَدِ صَاحِبِہٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَ الْمُرْسَلِیْنَ، لَا تُخْبِرْھُمَا یَا عَلِیّ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۲۳)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات (بھائی بندی) قائم کی۔ اسی دوران آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک

دونوں حضرات ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے نمودار ہوئے۔ رسول کریم ﷺ نے دیکھ کر فرمایا: یہ دونوں سوائے انبیاء و مرسلین کے تمام اولین و آخرین ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اے علیؓ! اس کی انہیں (ان کی زندگی میں) خبر مت کرو۔

ابو بکرؓ و عمرؓ سے محبت سے آخرت میں معافی

(۳۸) عَنِ ابْنِ عُمَر قَالَ: يُؤْتٰى بِاَقْوَام يَوْمَ الْقِيَامَة فَيُوْقِفُوْنَ بَيْنَ يَدى اللهِ تَعَالٰى فَيُؤْمَر بِهِمْ اِلَى النَّار فَاِذَا هُمْ الزَّبَانِيَةَ تَأْخُذُهُمْ وَ قَرِّبُوْا مِنَ النَّار وَ هُمْ مَالِک اَنْ يَاخُذَهُمْ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَة الرَّحْمَة: رُدُّوْهُمْ فَيَرْدُوْنَهُمْ، فَيَقِفُوْنَ بَيْنَ يَدى اللهِ تَعَالٰى طَوِيْلا فَيَقُوْل: عِبَادِىْ! اَمَرت بِكُمْ اِلَى النَّارِ بِذُنُوْب سَلَفَت لَكُمْ وَ اسْتَوجبتم بِهَا وَ قَدْ ردعتَكُمْ وَ قَدْ وهبتُ ذُنُوْبكُمْ لِحبّكم اَبَابَكْرٍ و عُمَرَ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳)

ترجمہ: ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ قیامت کے دن بہت ساری اقوام لائی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑی کی جائیں گی۔ پھر انہیں دوزخ میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دوزخ کے فرشتے انہیں آڑے ہاتھوں پکڑ لیں گے۔ دوزخ کے قریب تر کر دیئے جائیں حتیٰ کہ مالک فرشتہ (داروغہ جہنم) انہیں پکڑنے کا ارادہ

کرے گا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں کو حکم دے گا کہ انہیں واپس کرو۔ فرشتے انہیں واپس کر دیں گے اور وہ طویل مدت تک اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! تمہارے گذشتہ گناہوں کی وجہ سے میں نے تمہیں دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا اور دوزخ تمہارے اوپر واجب ہو چکی تھی۔ میں نے تمہیں واپس کیا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے کی وجہ سے۔ میں نے تمہارے گناہ تمہیں معاف کر دیئے۔

قیامت کے دِن حضور ﷺ ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ

(۳۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَ عَنْ یَمِیْنِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَ عَنْ یَسَارِہٖ عُمَرَ فَقَالَ: ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۲۵)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے۔ آپ کے دائیں طرف ابو بکرؓ اور بائیں طرف عمرؓ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ہمیں اسی طرح اُٹھایا جائے گا۔

حضور ﷺ ابو بکرؓ و عمرؓ جنت میں اکٹھے جائیں گے

(۴۰) عَنِ ابْنِ عُمَر قَالَ: خَرَجَ رَسُوْل اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَبِیْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا نَمُوْتُ وَ هٰكَذَا نُدْفَن وَ هٰكَذَا نَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۲۶)

ترجمہ: ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ہماری موت بھی اس طرح ہو گی، ہم دفن بھی اس طرح کیے جائیں گے اور جنت میں بھی اسی طرح داخل ہوں گے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ فرشتوں اور نبیوں میں مثال

(۴۱) عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: فِی السَّمَاءِ مَلَكَان، اَحَدُهُمَا يَأْمُر بِالشِّدَّةِ وَ الْاٰخِر يَأْمُر بِاللِّيْنِ وَ كِلَاهُمَا مُصِيْب، اَحَدُهُمَا جِبْرِيْل وَ الْآخِر مِيْكَائِيْل۔ وَ نَبِيَّان، اَحَدُهُمَا يَأْمُر بِاللِّيْنِ وَ الْآخِر يَأْمُر بِالشِّدَّه وَ كلّ مُصِيْب، وَ ذكر اِبْرَاهِيْم وَ نُوْحا۔ وَ لِی صَاحِبَان، اَحَدُهُمَا يَأْمُر بِاللِّيْنِ وَ الْآخِر يَأْمُر بِالشِّدَّة، وَ ذَكَر اَبَابَكْرٍ و عُمَرَ۔ (ابنِ عساکر)

ترجمہ: اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا: آسمان میں دو فرشتے ہیں، ان میں سے ایک سختی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا نرمی کا، حالانکہ وہ دونوں درستی پر ہیں۔ ایک جبرئیل ہیں اور دوسرے میکائیل ہیں۔ اور دو انبیاء ہیں، ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا سختی کا۔ ان میں سے ہر ایک مصیب (درستی پر) ہے۔ چنانچہ وہ ایک ابراہیم علیہ السلام ہیں اور دوسرے نوح علیہ السلام ہیں۔ میرے دو صحابہ رضی اللہ عنہما میں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا سختی کا۔ اور وہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔

حضور ﷺ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۴۲) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ یُسْرِ الْکِنْدِیِّ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثُ رِجَالًا مِنْ اَصْحَابِیْ اِلٰی مُلُوْکِ الْاَرْضِ یَدْعُوْنَھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ کَمَا بَعَثَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ الْحَوَارِیِّیْنَ۔ قَالُوْا: اَلَا تَبْعَثُ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ فَھُمَا اَبْلَغُ؟ قَالَ: لَا غنی عَنْھُمَا، اِنَّمَا منزلتھُمَا مِنَ الدِّیْنِ بِمَنْزِلَۃِ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ مِنَ الْجَسَدِ۔[1]

ترجمہ: عبداللہ بن یسر کندی، حضرت عبداللہ بن عمرو کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے

[1] ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳

ارادہ کیا تھا کہ میں اپنے صحابی رضی اللہ عنہم میں سے کچھ مردوں کو سرزمین کے مختلف بادشاہوں کی طرف بھیجوں، جو انہیں اسلام کی دعوت دیں۔ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: آپ ابو بکرؓ و عمرؓ کو کیوں نہیں بھیجتے، حالانکہ وہ افضل و اعلیٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سے بے نیاز نہیں ہوں۔ دین میں ان کا مقام ایسا ہی ہے جیسا کہ کان اور آنکھ کا مقام سر میں ہے۔

(۴۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْد قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ: مَثَلُکَ یَا اَبَابَکْرٍ فِی الْمَلَائِکَۃ مثل مِیْکَائِیْلَ وَ مَثَلُکَ یَاعُمَرَ فِی الْمَلَائِکَۃ مثل جِبْرَائِیْل۔[1]

ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے موقع پر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: اے ابو بکرؓ! فرشتوں میں تمہاری مثال میکائیل علیہ السلام جیسی ہے اور اے عمرؓ! فرشتوں میں تمہاری مثال جبرائیل علیہ السلام جیسی ہے۔

(۴۴) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْد اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: یطْلع عَلَیْکُم مِنْ

---

[1] ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۲۹

هٰذَا الْفَجِ رَجل مِنْ اَهْلِ الْجَنَّة! فَاطلَع اَبُوْبَكْرٍ۔ ثُمَّ قَالَ: يطْلع عَلَيْكُمْ مِنْ هٰذَا الْفَجِ رَجل مِنْ اَهْلِ الْجَنَّة! فَاطلَع عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ (لابن عدی فی الکامل، ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۳۰)

ترجمہ: ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کونے سے تمہارے اوپر ایک شخص نمودار ہو گا جو اہل جنت میں سے ہو گا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نمودار ہوئے۔ پھر فرمایا: اس کونے سے ایک شخص جو اہل جنت میں سے ہو گا، تمہارے اوپر نمودار ہو گا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ بن خطاب نمودار ہوئے۔

حضور ﷺ کا خواب اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت

(۴۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْد قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنِّیْ رِأَيْتَنِی اللَّيْلَةَ يَا اَبَابَكْرٍ! عَلٰی قَلِيْب فَنَزَعْتُ مِنه ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْن، ثُمَّ جِئْتَ يَا اَبَابَكْرٍ فَنَزَعْتُ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْن وَ انَّک لَضَعِيْف يَرْحَمک اللهِ؟ ثُمَّ جَاءَ عُمَر فَنَزَعَ مِنْهَا حَتّٰی اسْتَحَالَت غرْبًا وَ ضَرَبَ النَّاسِ بعْطَنَ، فَعَبرَهَا يَا اَبَابَكْرٍ! فَقَالَ: اِلَی الْاَمْر مِنْ بَعْدِک ثُمَّ يلِيه عُمَر، قَالَ: كَذٰلِک عبَرَهَا الملک۔ (ابو نعیم فی فضائل الصحابۃ، ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳)

ترجمہ: ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: اے ابو بکرؓ! گذشتہ رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں ایک کنویں پر دیکھا۔ میں نے اس کنویں میں سے ایک یا دو ڈول پانی کے نکالے۔ اے ابو بکرؓ! پھر تم پانی نکالنے کے لئے آ گئے اور تم نے بھی ایک دو ڈول نکالے۔ بلاشبہ تمہارے اندر قدرے کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر رحم فرمائے۔ پھر عمرؓ آئے اور انہوں نے پانی نکالنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ ڈول کی حالت ہی بدل گئی۔ اور لوگوں نے کنویں کا منڈیر ڈھانپ لیا۔ اے ابو بکرؓ! اس کی تعبیر دو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ کے بعد امر خلافت کی ذمہ داری سنبھالوں گا، پھر عمر رضی اللہ عنہ سنبھالیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے نے بھی اس کی تعبیر اسی طرح دی ہے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی رائے کا مقام

(۴۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنَمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ قَالَ لَہٗ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ! اِنَّ النَّاسَ یَزِیْدُھُمْ حِرْصًا عَلَی الْاِسْلَامِ اَنْ یَرَوْا عَلَیْکَ زَیًّا حَسَنًا مِنَ الدُّنْیَا فَانْظُرْ اِلَی الْحِلَۃِ الَّتِیْ اَھْدَاھَا لَکَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ فَالْبَسْھَا فَلْیَرَ الْمُشْرِکُوْنَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ زَیًّا حَسَنًا، قَالَ: افعل

وَ ایم اللہ! لَوْ اَنَّکُمَا تَتَّفِقَانِ لِیْ عَلٰی اَمْرٍ وَّاحِدٍ مَا عَصَیْتُکُمَا فِیْ مَشْوَرَةٍ اَبَدًا، وَ لَقَدْ ضَرَبَ لِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ لَکُمَا مَثَلًا لَقَدْ ضَرَبَ مَثَلَکُمَا فِی الْمَلَائِکَةِ کَمَثَلِ جِبْرَائِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ، فَأَمَّا ابْنُ الْخَطَّابِ فَمَثَلُهٗ فِی الْمَلَائِکَةِ جِبْرِیْلُ، انَّ اللہَ لَمْ یدمر امّة قطّ اِلَّا بِجِبْرِیْلَ۔ وَ مَثَلَهٗ فِی الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ نُوْحٍ اِذْ قَالَ: ﴿رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا﴾ [نوح: ۲۶] وَ مَثَلُ ابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ فِی الْمَلَائِکَةِ کَمَثَلِ مِیْکَائِیْلَ اِذْ یَسْتَغْفِرُ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ وَ مَثَلُهٗ فِی الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ اِبْرَاهِیْمَ اِذْ قَالَ: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ [ابراہیم: ۳۶] وَ لَوْ اَنَّکُمَا تَتَّفِقَانِ لِیْ عَلٰی اَمْرٍ وَّاحِدٍ مَا عَصَیْتُکُمَا فِیْ مَشْوَرَةٍ وَ لٰکِنْ شَأْنُکُمَا فِی الْمَشْوَرَةِ شَتّٰی کَمَثَلِ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ وَ نُوْحٍ وَ اِبْرَاهِیْمَ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۳۳)

ترجمہ: عبدالرحمن بن غنم کی روایت ہے کہ جب رسول کریم ﷺ بنو قریظہ کی طرف چلے تو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! لوگ اسلام میں داخل ہونے کے لئے حریص ہیں، اگر آپ کو دُنیا میں اچھی اور خوبصورت حالت میں دیکھ لیں۔ ذرا آپ اس جوڑے کو دیکھ لیں، جو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ہدیہ کیا ہے۔ آپ اسے پہن

لیں تا کہ مشرکین آپ کو آج اچھی حالت میں دیکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا! میں ایسا کروں گا بشرطیکہ اگر آپ دونوں کسی ایک امر پر اتفاق کر لیں۔ میں تمہارے مشورہ کی کبھی بھی نافرمانی نہیں کروں گا۔ میرے رب تعالیٰ نے تم دونوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ فرشتوں میں تمہاری مثال جبرائیل میکائیل جیسی ہے۔ چنانچہ ابن خطاب کی مثال جبرائیل جیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس اُمت کو بھی تباہ کرنا چاہا تو اسے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے تباہ کیا۔ انبیاء میں ان کی مثال نوح علیہ السلام جیسی ہے۔ چونکہ انہوں نے فرمایا تھا: "اے میرے رب! زمین پر کافروں کا کوئی گھر باقی نہ چھوڑ"۔ اور ابن قحافہ کی مثال فرشتوں میں میکائیل جیسی ہے۔ چونکہ وہ اہل زمین کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ اور انبیاء میں ان کی مثال ابراہیم علیہ السلام جیسی ہے۔ چونکہ انہوں نے فرمایا تھا: "جس نے میری پیروی کی، وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بلاشبہ تو بخشنے والا ہے اور مہربان ہے"۔ سو اگر تم دونوں کسی ایک نکتہ پر میرے لیے اتفاق کرو، میں تمہارے مشورہ کے خلاف نہیں کروں گا۔ لیکن مشورہ کی رو سے تمہارے اپنے انداز ہیں جیسے جبرائیل و میکائیل و نوح و ابراہیم علیہم السلام۔

خلافتِ ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۴۷) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: قَبَضَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی خَیْرِ مَا قُبِضَ عَلَیْہِ نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ۔ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اَبُوْ بَکْرٍ فَعَمِلَ بِعَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ سُنَّتِہٖ۔ ثُمَّ قَبَضَ اَبُوْ بَکْرٍ عَلٰی خَیْرِ مَا قُبِضَ عَلَیْہِ اَحَدٌ وَ کَانَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا۔ ثُمَّ اسْتَخْلَفَ عُمَرَ فَعَمِلَ بِعَمَلِھُمَا وَ سُنَّتِھُمَا ثُمَّ قَبَضَ عَلٰی خَیْرِ مَا قُبِضَ عَلَیْہِ اَحَدٌ فَکَانَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا وَ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ۔ (تاریخ ابنِ عساکر، لابن ابی شیبہ، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۳۴)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کی اس بھلائی پر وفات ہوئی، جس پر کسی نبی کی وفات ہوتی ہے۔ پھر بار خلافت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اُٹھانا پڑا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ذمہ داری کو نبھایا۔ پھر خیر و بھلائی پر ابو بکر رضی اللہ عنہ اس دُنیا سے رُخصت ہوگئے۔ ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے بار خلافت اپنے کندھوں پر اُٹھایا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عمل اور سنت کے مطابق ذمہ داری نبھائی۔ پھر بھلائی پر ان کی وفات ہوئی۔ اور وہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت کے سب سے افضل فرد تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ سب سے افضل ہیں

(۴۸) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ: خَیْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ۔ (ابنِ عساکر وقال: المحفوظ موقوف)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سُنا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے افضل ہیں۔

ابو بکرؓ و عمر رضی اللہ عنہ المرتضیٰ کی نظر میں

(۴۹) اَیْضًا عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ: من فضل علی اَبِیْ بَکْرٍ و عُمَرَ اَحَدًا من اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَدْ ازری بِالْمُهَاجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ طعن عَلٰی اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قَالَ عَلِیٌّ: لَا یفضلنِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا وَ قَدْ انکر حقّی وَ حقّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (ابنِ عساکر)

ترجمہ: ”ایضاً“ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس شخص نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو فضیلت دی، گویا اس نے مہاجرین و انصار پر عیب لگایا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

کرامؓ پر طعن و تشنیع کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ابو بکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے، اس نے میرے اور رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے حق کا انکار کیا۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا فیصلہ

(۵۰) عَنْ اَبِیْ جَحِیْفَةَ قَالَ: دَخَلت عَلٰی عَلِیٍّ فِیْ بَیْتِهٖ فَقُلْتُ: یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَ: مَهْلًا یَا اَبَا جَحِیْفَةَ! اَلَا أُخْبِرُکَ بِخَیْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ یَا اَبَا جَحِیْفَةَ! لَا یَجتمع حبّی وَ بُغْض اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فِیْ قَلْب مُؤْمِن۔ وَ لَا یَجتمع بُغْضِیْ وَ حُب اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فِیْ قَلْب مُؤْمِن۔ (الصابونی فی المائتین، لہ فی الاوسط، ابن عساکر)

ترجمہ: ابو جحیفہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس انہی کے گھر میں داخل ہوا۔ میں نے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے بعد اے سب سے افضل آدمی! آپؓ نے فرمایا: اے ابو جحیفہ! رُک جاؤ، کیا میں تمہیں رسول کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص کے متعلق نہ بتاؤں؟ وہ ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اے ابو جحیفہ میری محبت اور ابو بکرؓ و عمرؓ کا بغض کسی مومن کے دل

میں جمع نہیں ہو سکتا۔ اور میرا بغض اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی محبت بھی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتی۔

سب سے افضل کون ہے؟

(۵۱) عَنِ الْهَمدَانِی قَالَ: قُلْتُ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِب: یَا اَبَا الْحَسَن! مَنْ اَفْضَلَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ قَالَ: الَّذِیْ لَا نشک فِیْہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ اَبُوْ بَکْرِ بن اَبِیْ قُحَافَۃ۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ یَا اَبَا الْحَسَن؟ قَالَ: الَّذِیْ لَا نشک فِیْہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ (ابن شاہین، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۳۸)

ترجمہ: ہمدانی کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے ابوالحسنؓ! رسول کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا: وہی ہے جس کے متعلق ہم شک نہیں کر سکتے، الحمد للہ! وہ ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے ابو الحسنؓ! پھر کون افضل ہے؟ فرمایا: وہی ہے جس کے متعلق ہم شک نہیں کر سکتے، الحمد للہ! وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

اُمت میں سب سے افضل ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں

(۵۲) عَنْ سَوَيْد بْن غَفَلَة قَالَ: مَرَرْت بِقَوْل يَذْكُرُوْنَ اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ يَنْقِصُوْنَهُمَا فَأَتَيْتَ عَلِيًّا فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ: لَعَنَ اللهُ مِنْ اضمَرَ لَهُمَا اِلَّا الْحَسَنَ الْجَمِيْل! أَخوا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَ وَزِيْرَاه، ثُمَّ صَعَدَ الْمِنْبَر فَخَطَب خُطْبَة بَلِيْغَة فَقَالَ: مَا بَال اَقْوَامَ يَذْكُرُوْنَ سَيِّدِى قُرَيْش وَ اَبَوَى الْمُسْلِمِيْن بِمَا اَنَا عَنْهُ متنزة وَمِمَّا يَقُوْلُوْنَ برىء وَ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ معَاقب۔ وَ الَّذِىْ فَلَقَ الْحَبَّة وَ بَرأَ النَّسَمَةَ! انَّهُ لَا يحبّهُمَا اِلَّا مُؤْمِن تقى وَ لَا يبغضهُمَا اِلَّا فَاجر ردى صحبا رَسُوْل اللهِ ﷺ باصدق وَ الْوَفَاء۔ يَأْمُرَان وَ ينهيَان وَ يعَاقبَان، فَمَا يجَاوزَان فِيْمَا يصنعَان رَأْى رَسُوْل اللهِ ﷺ وَ لَا يَرٰى رَسُوْل اللهِ ﷺ كرأيهُمَا رَأْيًا۔ وَ لَا يحب كَحبّهُمَا حبًّا۔ مضٰى رَسُوْل اللهِ ﷺ وَ هُوَ عَنْهُمَا رَاض وَ النَّاسِ رَاضُوْن۔ ثُمَّ وَلى اَبُوْبَكْرٍ الصَّلَاة۔ فَلَمَّا قبض اللهُ نَبِيّه ﷺ وَ لَاه الْمُسْلِمُوْن ذٰلِكَ وَ فوّضُوْا اِلَيْهِ الزَّكَاة لِاَنَّهُمَا مَقرُوْنتَان وَ كُنْت اَوَّلَ مَنْ يسمّى لَهُ من بَنِىْ عَبْد الْمُطْلب وَ هُوَ لذٰلِكَ كَارِه، يَوَدّ اَنْ بَعْضنَا كفَاه، فَكَانَ وَ اللهِ خَيْر من بَقٰى، أَرَأفَه رَأْفَة

وَ اَرْحَمه رَحْمَةً وَ اكيسَه وَ رعَاوَ اقدمَه اِسْلَامًا، شبهَه رَسُوْل اللّٰه ﷺ بِمِيْكَائِيْل رَأْفَةً وَ رَحْمَةً وَ بِاِبْرَاهِيْم عَفْوًّا وَ وقَارًا، فَسَار بِسِيْرَة رَسُوْل اللّٰه ﷺ حَتّٰى قُبِضَ۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ!

ثُمَّ وَلى الْأَمْر بِمَنْ بَعْدَه عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ اسْتَأْمَر فِيْ ذٰلِكَ النَّاسِ فَمِنْهُمْ مَن رضى وَ مِنْهُمْ مَن كره فَكُنْت مِمَّنْ رضى، وَ اللّٰه مَا فَارَق عُمَر الدُّنْيَا حَتّٰى رضى مَنْ كَانَ لَهٗ كَارِهًا! فَأَقَام الْأَمْر عَلٰى منْهَاج النَّبِيّ ﷺ وَ صَاحِبه، يَتَّبِع آثَارهُمَا كَمَا يَتَّبِع الْفَصِيْل اثر امّه، وَ كَانَ وَ اللّٰه خَيْر مَنْ بَقى رَفِيْقًا رَحِيْمًا وَ نَاصر الْمَظْلُوْم عَلَى الظَّالِم! ثُمَّ ضَرَبَ اللّٰه باحق عَلٰى لِسَانه حَتّٰى رَأَيْنَا ان ملكا يَنْطق عَلٰى لِسَانِه وَ أَعِز اللّٰه بِاِسْلَامِهِ الْاِسْلَام وَ جَعَل هجرتَه لِلدِّيْن قَوَامًا، وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْحبّ لَهٗ وَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُنَافِقِيْنَ الرهْبَة لَهٗ، شبهه رَسُوْل اللّٰه ﷺ بِجِبْرِيْل فَظًّا غَلِيْظًا عَلَى الْأَعْدَاء وَ بِنُوْح حنقًا وَ مغتَاظًا عَلَى الْكَافِرِيْن، فَمَنْ لَكُمْ بِمِثْلِهِمَا؟ لَا يبلغ مبلغهُمَا اِلَّا بِالْحبّ لَهُمَا وَ اتبَاع آثَارهُمَا، فَمَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ وَ اَنَا مِنْهُ بَرِيْء، وَ لَوْ كُنْت تقدمت فِيْ اَمْرهُمَا لعَاقبت اَشدّ الْعُقُوْبَة، فَمَنْ أَتَيت بِه بَعْدَ مَقَامِيْ هٰذَا فَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِيْ۔ اَلَا! وَ خَيْر هٰذِهِ الْأُمَّة بَعْدَ

نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ ثُمَّ اللّٰہ اَعْلَم بِالْخَیْرِ أَیْنَ هُوَ، اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَ لَکُمْ۔[1]

سوید بن غفلہ کہتے ہیں: ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے پاس سے میرا گذر ہوا، جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کر رہے تھے اور ان کی تنقیص سے اپنی زبانوں کو آلودہ کر رہے تھے۔ فوراً میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس کا تذکرہ کیا۔ آپؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے، جو ان دونوں کے متعلق بجز ذکر خیر اور حسن جمیل کے کوئی اور بات دل میں چھپائے رکھے۔ وہ دونوں رسول کریم ﷺ کے بھائی اور وزیر ہیں۔ پھر آپؓ منبر پر تشریف لے گئے اور فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہوا جو قریش کے سرداروں، مسلمانوں کے ابوین کے متعلق لب کشائی کرتے ہیں، جس سے میں سراسر بری الذمہ ہوں۔ جو یہ کہتے ہیں، میں اس سے بیزار ہوں۔ ان کی چہ میگوئیوں پر عذاب و سزا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو پھاڑتا ہے اور ذی روح کو پیدا کرتا ہے، ان دونوں سے وہی محبت کرتا ہے جو پرہیز گار مومن ہے، ان سے بغض و عداوت وہی رکھتا

[1] خیثمۃ و اللالکائی و ابو الحسن علی بن احمد بن اسحق البغدادی فی فضائل ابی بکر و عمر و الشیرازی فی الألقاب و ابن منده فی تاریخ اصبهان، ابنِ عساکر، کنزالعمال ج۱۳ حدیث۳۶۱۳۹

ہے جو فاجر و ہلاک ہونے والا ہے۔ چنانچہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما صدق ووفاء کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی محبت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے۔ برائی کے مرتکبین کو سزائیں دیتے رہے۔ وہ سر مو بھی رسول کریم ﷺ کی رائے سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ بھی ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔ ان جیسی محبت نہیں رہی۔ رسول کریم ﷺ دُنیا سے رخصت ہوئے تو ان دونوں سے راضی تھے۔ اور لوگ بھی ان سے راضی رہے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز کی تولیت قبول فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا تو مسلمانوں نے ابو بکرؓ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ کچھ لوگوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا، جب کہ زکوٰۃ و خلافت دونوں آپس میں جُڑے ہوئے ہیں۔ بنی عبد المطلب میں پہلا شخص میں ہوں جس نے خلافت کے لیے ابو بکرؓ کو منتخب کیا۔ بخدا! وہ زندہ رہنے والوں میں سب سے افضل تھے۔ میرے دل میں ان کی رأفت و رحمت ہے۔ میں انہیں ورع و تقویٰ میں سب سے آگے سمجھتا ہوں اور اسلام لانے میں سب سے مقدم سمجھتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے رافت و رحمت کے اعتبار سے انہیں میکائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جب کہ عفو و درگزر اور عزت و وقار کے اعتبار سے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ

تشبیہ دی ہے۔ ابو بکرؓ نے سیرت رسول ﷺ کو اپنائے رکھا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔ پھر ان کے بعد بارِ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُٹھایا۔ چنانچہ امر خلافت میں لوگوں سے مشورہ لیا گیا، جب کہ کچھ لوگ رضامند تھے اور کچھ ناخوش تھے۔ جب کہ میں ان لوگوں میں سے تھا، جو رضامند تھے۔ اللہ کی قسم! عمرؓ اس وقت تک دُنیا سے رُخصت نہیں ہوئے، جب تک کہ ناخوش لوگ خوش نہیں ہو گئے۔ عمرؓ نے امر خلافت کو نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ کی نہج پر استوار رکھا۔ عمرؓ ان دونوں کے نقش قدم پر اسی طرح چلے، جس طرح بچھیرا اپنی ماں کے پیچھے چلتا ہے۔ بخدا! زندہ رہنے والوں میں سب سے افضل تھے۔ رفیق و رحیم تھے۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان پر حق کو جاری و ساری کیا، حتیٰ کہ ہم سمجھتے تھے کہ آپ کی زبان پر فرشتہ نطق کرتا ہے۔ آپ کے اسلام لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عزت کو دوبالا کیا۔ آپ کی ہجرت سے دین کو قوت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی اور منافقین کے دلوں میں ان کا رعب ڈال دیا۔ رسول کریم ﷺ نے دشمنوں پر غیظ و غضب کے اعتبار سے آپ کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی،

دوٹوک رویہ اور شدت مزاج کے اعتبار سے نوح علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی۔ تم میں کون ہے جو ان جیسا ہو؟ ان کی پہنچ تک کس کی رسائی ہے، بجز ان کی محبت کا دم بھرنے کے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کے؟ جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے ان سے بغض و عداوت رکھی، اس نے مجھ سے بغض و عداوت رکھی۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ اگر میں تقدم کر چکا ہوتا ان کے معاملہ میں تو میں اس پر سخت معاقبت کرتا۔ لہٰذا میرے اس مقام کے علاوہ اگر کسی نے کچھ اور نظریہ رکھا، اس کی وہی سزا ہے جو کسی افتراء باندھنے والے کی ہو سکتی ہے۔ خبردار! نبی کریم ﷺ کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل افراد ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر کون افضل ہے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں یہی بات کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ سب کی مغفرت کرے۔

علی المرتضیٰؓ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ

(۵۳) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: کَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَوَّاھًا حَلِیْمًا وَ کَانَ عُمَرُ مُخْلِصًا، نَاصِحَ لِلّٰہِ فَنَصَحَہٗ، وَ اللّٰہِ کُنَّا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ وَ نَحْنُ مُتَوَافِرُوْنَ لَنَرَی اِنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ! وَ اِنْ کُنَّا

لَنَرٰی شَیْطَانَ عُمَرَ یَهَابُهٗ اَنْ یَّاْمُرَهٗ بِالْخَطِیْئَةِ یَعْمَلُهَا۔[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دل میں نرم گوشہ رکھنے والے اور بردبار تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مخلص اور اللہ تعالیٰ کے لیے خیر خواہی چاہنے والے تھے۔ ہم حضرت محمد ﷺ کے اصحاب تھے اور کثیر تعداد میں تھے۔ بخدا! ہم سمجھتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے سکینہ نازل ہو رہی ہے۔ اور ہم دیکھتے تھے کہ شیطان عمرؓ سے ہیبت کھاتا ہے، چہ جائے کہ شیطان آپؓ کو خطا کا حکم دے، جسے وہ کر گزریں۔

محمد بن حنفیہ سے علیؓ المرتضیٰ کا ارشاد

(۵۴) عَنِ ابْنِ الْحَنَفِیَةِ قَالَ: قُلْتُ لِاَبِیْ: اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اَبُوْبَکْرٍ۔ قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرَ۔ قُلْتُ: ثُمَّ اَنْتَ؟ قَالَ: اَنَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ، لِیْ حَسَنَاتٌ وَسَیِّئَاتٌ یَفْعَلُ فِیْهَا مَا یَشَاءُ۔ (ابن بشران، کنز العمال ج ۱۳)

ترجمہ: ابن حنفیہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی

[1] ابو القاسم بن بشران فی امالیه، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۴۰

اللہ عنہ) سے عرض کیا: رسول کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر آپ افضل ہیں؟ فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں، میرے حسنات بھی ہیں اور سیئات بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسا چاہے، فیصلہ کرے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ حضور ﷺ کے وزراء تھے

(۵۵) مُسْنَد أَنَس عَنْ ثَابَت الْبَنَانِیْ عَنْ اَنَس قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: وَزِیْرَای مِنْ اَھْلِ السَّمَاء جِبْرَائِیْل وَ مِیْکَائِیْل وَوَزِیْرَای مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَر۔[1]

ترجمہ: ”مسند انس“ ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل آسمان میں میرے دو وزراء ہیں: جبرائیل و میکائیل علیہما السلام اور دو وزراء اہل زمین میں سے ہیں: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما۔

---

[1] ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۴۱

سیّدا کھولِ اھل الجنۃ

(۵۶) عَنْ اَنَس قَالَ: اَبْصَر رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ: ھٰذَانِ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْآخِرِیْنَ، یَا عَلِیّ! لَاتُخْبِرْھُمَا۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں (سوائے انبیاء کے) اولین و آخرین ادھیڑ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اے علیؓ! اس کی خبر انہیں مت کرو۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی شان حضرت علی المرتضیٰؓ کی نظر میں

(۵۷) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ: لَمَا وَلی عَلِیّ قَالَ لَہٗ رَجل: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! کَیْفَ تَخْطَاکَ الْمُھَاجِرُوْنَ وَ الْاَنْصَارِ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ اَنْتَ اَکْرَمَ منقبَۃ وَ اَقْدَمَ سَابِقَۃ؟ فَقَالَ لَہٗ: وَ اللّٰہ لَوْ لَا ان الْمُؤْمِنِیْن عَائذۃ اللّٰہ لقتلتک! وَ لَئِنْ بَقِیْت لتَأْتِیَنَک مِنِّیْ روعۃ خضراء، وَ یحک! انّ اَبَابَکْرٍ سَبَقَنِیْ اِلٰی اَرْبَع لَمْ اوتھن وَ لَمْ اعتض مِنْھُنَّ: اِلٰی مَرَافقَۃ الغَار، وَ اِلٰی تَقَدّم الْھِجْرَۃ، وَ اِنِّیْ آمَنْت صَغِیْرًا وَ آمن کَبِیْرًا، وَ اِلٰی اَقَام

الصَّلَاۃ۔ (ابو طالب العشاری فی فضائل الصِّدِّیق، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۱)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری قبول فرمائی تو ایک شخص نے آپ سے کہا: اے امیر المؤمنین! مہاجرین و انصار نے آپ کو چھوڑ کر کس طرح ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، حالاں کہ آپ منقبت میں اکرم و اعلیٰ ہیں، اور سبقت میں اقدم ہیں؟ آپؓ نے اس شخص سے فرمایا: بخدا! اگر مومنین اللہ تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوتے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اگر تو زندہ رہا تو ضرور جرم کا مرتکب ہو گا۔ تیرا ناس ہو! ابو بکرؓ مجھ سے چار چیزوں میں آگے بڑھ گئے ہیں: رفاقت غار، سبقت ہجرت، میں صغر سنی میں ایمان لایا، جب کہ ابو بکرؓ کبر سنی میں ایمان لائے اور اقامت نماز میں مجھ سے آگے بڑھ گئے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ کی نظر میں ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۵۸) عَنْ عَبِیْدَۃَ الْسَلْمَانِیْ انّ رَجلًا تَعِیْب اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ، فَاَرْسِل اِلَیْہِ فَاِنِّیْ فَعَرَضَ لَہٗ نِعْتُھُمَا عِنْدَہٗ، فَفطن الرَّجل، فَقَالَ لَہٗ عَلِیّ: اَمَاوَ الَّذِیْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ! لَوْ سَمِعَتْ مِنْکَ مَا بَلَغَنِیْ عَنْکَ اَوْ شَھِدتُّ عَلَیْکَ الْبَیِّنَۃ لَاَلْقیت اَکْثَرَکَ

شعرًا۔ یَعْنِیْ ضرب الْعنق۔[1]

ترجمہ: عبیدہ سلمانی کی روایت ہے کہ ایک شخص ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر عیب لگاتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغام بھجوا کر اسے اپنے پاس بلایا۔ پھر اس شخص کے سامنے ابو بکرؓ و عمرؓ کے فضائل بیان فرمائے۔ چنانچہ وہ شخص معاملہ سمجھ گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: قسم اس ذات پاک کی جس نے حضرت محمد ﷺ کو برحق مبعوث کیا ہے! جو کچھ تیرے متعلق مجھے پہنچا ہے، وہ میں نے تجھ سے سن لیا یا تیرے خلاف گواہوں نے شہادت دی، میں تیری گردن اُڑادوں گا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ پر کسی کو فضیلت نہ دو

(۵۹) عَنْ عَطِیَّةَ الْعَوْفِیْ قَالَ: قَالَ عَلِیُّ بْنِ اَبِیْ طَالِب: لَوْ أُتِیْتَ بِرَجل یُفَضِّلُنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَر لِعَاقِبْتَهٗ مِثْلَ حَدِّ الزَّانِیْ۔ (العشاری، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۲)

ترجمہ: عطیہ عوفی کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں: اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص لایا گیا، جو

[1] العشاری، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۲

مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے، میں اسے وہی سزا دوں گا جو کہ زانی کی حد ہے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ کا فیصلہ ---ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۶۰) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: اَتٰى عَلِيًّا رَجل فَقَالَ: اَنْتَ خَيْرَ النَّاسِ، فَقَالَ: هَلْ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: اَمَا رَأَيْتَ اَبَابَكْرٍ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: فَمَا رَأَيْتَ عُمَر؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ: أَمَا! انَّكَ لَوْ قُلْتَ انَّكَ رَأَيْتَ النَّبِيّ ﷺ لَقَتَلْتُكَ، وَ لَوْ قُلْتَ رَأَيْتَ اَبَابَكْرٍ وَ عُمَرَ لَجَلدتكَ۔

(العشاری، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۵۳)

ترجمہ: حسن بن کثیر اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: آپ لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: کیا تم نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا ہے؟ جواب دیا: نہیں۔ فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ جواب دیا: نہیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا: جب تم یہ بات کہتے ہو، اگر تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہوتا (پھر یہ کہتا تو)

میں تمہیں قتل کر دیتا اور اگر تم نے ابو بکرؓ و عمرؓ کو دیکھا ہوتا (پھر یہ کہتا) تو میں تمہیں کوڑوں کی سزا دیتا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ اُمت کے امین تھے

(۶۱) عَنْ اَسْمَاءِ بِنْتِ الْحَکَمِ قَالَتْ: سَأَلَ رَجُلٌ عَلِیًّا عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ: کَانَا اَمِیْنَیْنِ هَادِیَیْنِ مَهْدِیَّیْنِ رَشِیْدَیْنِ مُرْشِدَیْنِ مُفْلِحَیْنِ مُنْجَحَیْنِ خَرَجَا مِنَ الدُّنْیَا خَمِیْصَیْنِ۔[1]

ترجمہ: اسماء بنت حکم کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے متعلق سوال کیا: آپؓ نے فرمایا: ابو بکرؓ و عمرؓ امت کے امین تھے، ہدایت دینے والے تھے، خود بھی ہدایت یافتہ تھے، رشد و ہدایت ان کا مقدر تھی، مرشد تھے، فلاح و کامیابی سے ہمکنار ہوئے، اپنا بچاؤ کرتے ہوئے، محفوظ حالت میں دُنیا سے رخصت ہو گئے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ حکمرانوں کے لئے حجت ہیں

(۶۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ

[1] العشاری، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۳

حجّةَ عَلٰی مِنْ بَعْدِھِمَا مِنَ الْوُلَاۃِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فَسَبَقَا وَاللّٰہ سَبَقًا بَعِیْدًا وَاتِّعْبَا مِنْ بَعْدِھِمَا تَعْبًا شَدِیْدًا۔[1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بعد میں آنے والے حکمرانوں کے لیے حجت بنایا ہے، تا قیامت وہ حجت ہیں۔ بخدا! وہ دونوں سبقت لے گئے اور بہت دور نکل گئے۔ جب کہ بعد میں آنے والے سخت پیچیدگی کا شکار ہو گئے۔

عبد اللہ بن سبا؟

(۶۳) عَنْ اِبْرَاھِیْمَ قَالَ: بَلَغَ عَلِیًّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰہ بِنْ اَلْاَسْوَد یَنْتَقِص اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ فَدَعَا بِالسَّیْف فَھُمَّ بِقَتلہ فَکَلّم فِیْہِ فَقَالَ: لَا یَسَاکسنِیْ فِیْ بَلَدٍ اَنَا فِیْہِ، فَنَفَاہُ اِلَی الشَّام۔[2]

ترجمہ: ابراہیم کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ کو خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن اسود حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی تنقیص کرتا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے تلوار منگوائی اور عبد اللہ بن الاسود کو قتل کرنے کے ارادہ سے کھڑے ہو گئے۔ تاہم اس معاملہ میں کچھ کلام کیا گیا۔ پھر آپؓ نے فرمایا: یہ شخص اس شہر میں ہر گز نہیں رہ سکتا جس میں میں موجود

---

[1] العشاری، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۵۵

[2] العشاری فی فضائل الصِّدِّیق و اللالکائی، کنز العمال ج۱۳ حدیث ۳۶۱۵۶

ہوں۔ چنانچہ آپؓ نے اسے ملک شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔

ابو بکرؓ و عمرؓ پر کسی اور کو فضیلت دینے والے کی سزا

(۶۴) عَنِ الْحَکم بِنْ حَجل قَالَ: قَالَ عَلِیٌّ: لَا یفَضلنِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَر اِلَّا جَلَدْتَه حَدالْمُفْتَرِیْ۔[1]

ترجمہ: حکم بن حجل کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص بھی مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا، میں اس پر مفتری کی حد جاری کروں گا۔

حضور ﷺ کا قرض، ابو بکرؓ و عمرؓ کا مقام

(۶۵) عَنْ عصمَة بِنْ مَالِک الْخَطمِیْ قَالَ: قَدَمَ رَجل مِنْ اَهْل الْبَادِیَة بَابل لَهٗ فَلَقِیه رَسُوْل اللّٰه ﷺ فَاشتَرَاهَا مِنْه۔ فَلَقِیه عَلِیٌّ فَقَالَ: مَا أَقْدَمَکَ؟ قَالَ: قَدمت بَابل فَاشْتَرَاهَا رَسُوْل اللّٰه ﷺ۔ قَالَ: فَنقدکَ؟ قَالَ: لَا، وَ لٰکِنْ بعتها مِنْه بِتَأْخِیر۔ فَقَالَ لَهٗ عَلِیٌّ: ارْجِع اِلَیه فَقُلْ لَهٗ: یَا رَسُوْل اللّٰه! انْ حَدَثَ بِکَ حَدَثَ فَمَنْ یَقْضِیْنِیْ بِمَالِیْ؟ فَانْظُرْ مَا یَقُوْلُ

[1] ابن اَبِیْ عاصم و خیثَمَه فی فضائل الصحابة، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۸

لَکَ فَارْجِعْ اِلٰی حَتّٰی تَعْلَمَنِیْ۔ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہ! اِنْ حَدَثَ بِکَ حَدَثٌ فَمَنْ یَقْضِیْنِیْ؟ قَالَ: اَبُوْبَکْرٍ۔ فَأَعْلَمُ عَلِیًّا۔ قَالَ: ارْجِعْ فَسَلَہ: فَاِنْ حَدَثَ بِاَبِیْ بَکْرٍ حَدَثٌ فَمَنْ یَقْضِیْنِیْ؟ فَسَأَلَہ۔ فَقَالَ لَہٗ: عُمَرَ۔ فَجَاءَ فَأَعْلَمَ عَلِیًّا۔ قَالَ: اِرْجِعْ فَاسْأَلَہٗ: اِذَا مَاتَ عُمَرَ فَمَنْ یَقْضِیْنِیْ؟ فَجَاءَ فَسَأَلَہٗ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ: وَیْحَکَ! اِذَا مَاتَ عُمَرَ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَمُوْتَ فَمُتْ۔ (ابنِ عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۳)

ترجمہ: عصمہ بن مالک خطمی کی روایت ہے کہ اہل بادیہ (دیہات) کا ایک شخص اپنے اونٹوں کو لے کر آیا اور رسول کریم ﷺ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس سے اونٹ خرید لیے۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس شخص سے ملاقات ہوئی۔ آپؓ نے پوچھا: تم کیوں آئے ہو؟ عرض کیا: میں اونٹ لے کر آیا ہوں، جنہیں رسول کریم ﷺ نے خرید لیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا: مال نقدی لے لیا ہے؟ عرض کیا: نہیں! میں نے مال مختصر کر کے اونٹ فروخت کر دیئے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: واپس جاؤ اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کرو کہ اگر آپ دُنیا سے رُخصت ہو جائیں تو میرا مال کون ادا کرے گا؟ ذرا دھیان رکھنا کہ رسول اللہ

ﷺ تجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ پھر واپس آکر مجھے بھی اطلاع کرنا۔ چنانچہ اس شخص نے آپ ﷺ کے پاس آکر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! خدانخواستہ اگر آپ دُنیا سے رُخصت ہو جائیں تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر رضی اللہ عنہ ادا کریں گے۔

چنانچہ اس شخص نے حضرت علیؓ کو اطلاع دی۔ آپؓ نے فرمایا: واپس جاؤ اور دوبارہ پوچھو کہ اگر ابو بکرؓ بھی دُنیا سے رُخصت ہو جائیں تو پھر کون ادا کرے گا؟ اس شخص نے آکر آپ ﷺ سے یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ ادا کریں گے۔ واپس جا کر اس شخص نے حضرت علیؓ کو خبر دی۔ آپؓ نے فرمایا: پھر واپس جاؤ اور پوچھو کہ اگر عمرؓ بھی رُخصت ہو جائیں تو کون قرض ادا کرے گا؟ چنانچہ وہ شخص دوبارہ خدمت میں حاضر ہوا اور یہی سوال پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ہلاکت! جب عمرؓ مر جائیں تو اگر تم سے ہو سکے تم بھی مر جانا۔[1]

کلام: یہ حدیث معنی موجود ہے۔ دیکھئے اسنی المطالب ۱۶۵۳۔

---

[1] تاریخ ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۱۵۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب

(۶۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ اَحَدٌ فِیْ اُمَّتِیْ فَاِنَّهٗ عُمَرَ (بخاری، مسلم، مشکوۃ شریف ۵۷۷۹)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تم سے پہلے اُمتوں میں محدَّث تھے۔ (یعنی جن کو الہام ہوتا تھا) اگر میری اُمت میں کوئی محدَّث (ملہم) ہوا تو وہ عمرؓ ہو گا۔ (متفق علیہ)

حضرت عمرؓ کی شان

(۶۷) وَ عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ عِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَیْشٍ یُكَلِّمْنَهٗ وَ یَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللّٰتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ یَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَ لَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَ اَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیْہٍ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

وَ قَالَ الْحُمَیْدِیُّ زَادَ الْبَرْقَانِیُّ بَعْدَ قَوْلِہٖ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَضْحَکَ)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ بن خطاب نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت حضور ﷺ کے پاس قریش کی کچھ عورتیں (یعنی ازواج مطہراتؓ کے ساتھ) بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں اور زور زور سے باتیں کر رہی تھیں۔ جب عمرؓ نے اجازت طلب کی تو وہ عورتیں اُٹھ کھڑی ہوئیں اور پردہ کی طرف دوڑیں۔ عمرؓ اندر آئے اور رسول اللہ ﷺ کو مسکراتے دیکھ کر کہا خداوند تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنسائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔ ان عورتوں کی حالت پر مجھ کو تعجب ہے۔ تمہاری آواز سنتے ہی پردہ میں چلی گئیں۔ عمرؓ نے ان کو مخاطب کر کے کہا اے اپنی جان کی دشمن عورتو! مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے کہاہاں۔ تم بہت سخت مزاج اور سخت گو ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے فرمایا: خطاب کے بیٹے اور کوئی بات کرو۔ (ان کو چھوڑ دو) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تم راستہ پر چلتے ہو تو شیطان

تم سے نہیں ملتا۔ بلکہ جس راہ پر تم چلتے ہو اس کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلتا ہے۔[1]

حضرت عمرؓ کا جنت میں محل

(۶۸) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَیْصَاءِ اِمْرَأَۃِ اَبِیْ طَلْحَۃَ وَسَمِعْتُ خَشْفَۃً فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالَ ھٰذَا بِلَالٌ وَ رَاَیْتُ قَصْرًا بِفِنَائِہٖ جَارِیَۃٌ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَہٗ فَاَنْظُرَ اِلَیْہِ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَکَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْکَ اَغَارُ (متفق علیہ و مشکوۃ حدیث ۶۰۷۸)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں جنت میں گیا (یعنی شب معراج میں) تو اچانک میری ملاقات ابو طلحہؓ کی بیوی رمیصاؓ سے ہوئی اور میں نے قدموں کی چاپ سنی میں نے پوچھا یہ کس کے قدموں کی آواز ہے۔ جبریلؑ نے بتایا کہ یہ بلالؓ کے قدموں کی آواز ہے۔ پھر میں نے ایک محل کو دیکھا جس کے صحن میں ایک نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا یہ قصر

[1] بخاری، مسلم، حمیدی، برقانی، مشکوۃ ۵۷۸۰، اور حمیدی نے کہا کہ برقانی نے یارسول اللہ کے لفظ کے بعد مَا اَضْحَکَ زیادہ بیان کیا ہے۔

کس کا ہے؟ جنتیوں نے کہا ابن الخطابؓ کا ہے۔ میں نے چاہا اندر داخل ہو کر قصر کو دیکھوں پھر تمہاری غیرت مجھے یاد آگئی۔ عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا میں آپ ﷺ کے داخل ہونے پر غیرت کروں گا؟

حضور ﷺ کا خواب۔ حضرت عمرؓ کی شان

(۶۹) وَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا نَاءِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَ عَلَیْہِمْ قُمَصٌ مِنْھَا مَا یَبْلُغُ الثَّلَادِیَ وَ مِنْھَا مَا دُوْنَ ذٰلِکَ وَ عُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ عَلَیْہِ قَمِیْصٌ یَجُرُّہٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الدِّیْنَ (متفق علیہ و مشکوۃ حدیث ۵۷۸۲)

حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ دیکھتا کیا ہوں لوگوں کو میرے سامنے لایا جارہا ہے۔ اور مجھ کو دکھایا جارہا ہے۔ یہ سب لوگ کرتے پہنے ہوئے تھے جن میں سے بعض کے کرتے اتنے تھے جو سینے تک پہنچتے تھے۔ اور بعض کے اس کے نیچے پھر میرے سامنے عمرؓ بن خطاب کو لایا گیا جو اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس خواب کی تعبیر

آپ ﷺ نے کیا قرار دی؟ فرمایا: دین۔

حضرت عمرؓ کی شان علم

(۷۰) وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اَنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ۔[1]

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس دودھ کو پی لیا۔ پھر میں نے اس دودھ کی سیرابی کی حالت کو دیکھا کہ اس کا اثر میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔ پھر میں نے پیالہ کا بچا ہوا دودھ عمرؓ بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے پوچھا اس خواب کی تعبیر آپ ﷺ نے کیا قرار دی فرمایا علم۔

حضرت عمرؓ جوان اور طاقتور

(۷۱) وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ

[1] مشکوۃ ۵۷۸۳، متفق علیہ

فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذُنُوْبًا اَوْ ذُنُوْبَيْنِ وَ فِیْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِیْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِیْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ۔ (بخاری، مسلم متفق علیہ و مشکوۃ ۵۷۸۴)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو کنویں پر دیکھا جس پر ڈول پڑا ہوا تھا میں نے اس ڈول سے جس قدر خدا نے چاہا پانی کھینچا پھر ابو بکرؓ نے ڈول لیا۔ اور کنوئیں سے ایک یا ۲ ڈول پانی کھینچا اور ابو بکرؓ کے ڈول کھینچنے میں سستی و کمزوری پائی جاتی تھی اور خداوند تعالیٰ ابو بکرؓ کی سستی اور کمزوری کو معاف فرمائے پھر وہ ڈول چرس بن گیا اور عمر بن خطابؓ نے کو اس کو لے لیا اور میں نے کسی جوان اور قوی و مضبوط شخص کو ایسا نہ دیکھا جو عمرؓ کی طرح اس چرس کو کھینچتا ہو۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کر لیا۔ اور پانی کی زیادتی کے سبب اس جگہ کو اونٹوں کے بیٹھنے کی

جگہ بنالیا۔ اور ابن عمرؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر اس ڈول کو ابو بکرؓ کے ہاتھوں سے عمرؓ نے لے لیا۔ اور ڈول ان کے ہاتھوں میں پہنچ کر چرس بن گیا میں نے کسی نوجوان اور طاقت ور شخص کو نہیں دیکھا جو عمرؓ کی طرح کام کرتا ہو۔ یہاں تک کہ لوگوں کو سیراب کر دیا۔ اور پانی کافی ہو جانے کی وجہ سے اس جگہ کو لوگوں نے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ بنالیا۔ (بخاری، مسلم متفق علیہ)

حق عمرؓ کی زبان پر

(۷۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ) (مشکوۃ شریف حدیث ۵۷۸۵)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان پر جاری کیا اور دل میں پیدا کیا ہے۔ (ترمذی اور ابو داؤد کی روایت میں جو ابو ذرؓ سے منقول ہے یہ الفاظ ہیں کہ خدا وند تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان پر رکھا ہے اور وہ حق بات کہتا ہے۔)

سکینت عمرؓ کی زبان پر

(۷۳) وَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا کُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ (رواہ البیھقی فی دلائل النبوۃ و مشکوۃ حدیث ۵۷۸۶)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس بات کو بعید از قیاس خیال نہیں کرتے تھے کہ سکینت عمرؓ کی زبان پر ہوتی ہے۔

حضرت عمرؓ کے ذریعہ اِسلام کو عزت

(۷۴) وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا (رواہ احمد والترمذی، مشکوۃ ۵۷۸۷)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ تعالیٰ اِسلام کو عزت و عظمت نصیب فرما ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ یا عمر بن خطابؓ کے ذریعہ۔ اس دعا کے بعد صبح کو عمر بن خطابؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اِسلام قبول کر لیا۔ اور اسکے بعد رسول خدا ﷺ نے اعلانیہ نماز پڑھی۔ (احمد و ترمذی)

حضرت عمرؓ کی چار باتوں کے سبب فضیلت

(۷۵) وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْاَسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَ بِذِكْرِ الْحِجَابِ اَمَرَ نِسَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهٗ زَيْنَبُ وَ اِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَ الْوَحْيُ يَنْزِلُ فِيْ بُيُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَ بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَ بِرَأْيِهٖ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهٗ (رواہ احمد، مشکوۃ شریف حدیث ۵۷۹۴)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ عمر بن خطابؓ کو دوسرے لوگوں پر چار خاص باتوں کے سبب فضیلت دی گئی ہے ایک تو جنگِ بدر کے قیدیوں کی بابت یہ مشورہ دینے کے سبب کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے ان کے مشورہ کے مطابق یہ آیت نازل فرمائی: لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (یعنی اگر لوح محفوظ یا علم الٰہی میں یہ بات مقرر نہ ہوتی تو البتہ تم کو فدیہ لینے پر بڑا عذاب پہنچتا) واقعہ یہ تھا کہ بدر کے

قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا تھا۔ اور حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ ان کو قتل کر دیا جائے اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ اگر پہلے سے یہ بات نہ لکھ دی گئی ہوتی تو فدیہ لینے پر تم کو بڑا عذاب دیا جاتا اور دوسرے پردہ کے مشورہ کے سبب آنحضرت ﷺ کی بیوی زینبؓ نے سن کر کہا۔ اے خطاب کے بیٹے! تم ہمیں پردہ میں رہنے کا حکم دیتے ہو۔ حالانکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتی ہے۔ اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (یعنی جب حضور ﷺ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو) اور تیسرے عمرؓ اس دعا کے سبب فضیلت دیئے گئے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں اس طرح مانگی تھی کہ اے اللہ تعالیٰ! اِسلام کو عمرؓ کے ذریعہ تقویت پہنچا اور چوتھے اس اجتہاد کے سبب جو عمرؓ نے ابو بکرؓ کی خلافت پر بیعت کی تھی۔ (مسند احمد)

جنت میں حضرت عمرؓ کا بلند مقام

(۷۶) وَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِیْ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰی ذَاكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بن الْخَطَّابِ حَتّٰی

مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ (مشکوۃ شریف حدیث ۵۷۹۴، رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے وہ شخص میری اُمت میں جنت کے اندر بہت بلند مرتبہ والا ہے۔ ابو سعیدؓ راوی کا بیان ہے کہ ہماری رائے میں وہ شخص جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے عمر بن خطابؓ تھے اور جب تک انہوں نے وفات پائی ہمارا خیال یہی رہا۔ (ابن ماجہ و مشکوۃ)

نیک کاموں کی کوشش

(۷۷) وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَالَنِی ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَأْنِہٖ یَعْنِی عُمَرَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حِیْنَ قُبِضَ کَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰی انْتَھٰی مِنْ عُمَرَ۔[1]

اسلمؓ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے حالات مجھ سے پوچھے چنانچہ میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد میں نے عمرؓ سے زیادہ کسی کو نیک کاموں کی کوشش کرنے والا اور نیک کام کرنے والا نہیں دیکھا یہاں تک کہ عمرؓ آخر عمر کو پہنچے۔ (بخاری)

[1] مشکوۃ شریف حدیث ۵۷۹۵، رواہ البخاری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی اور خوش تھے

(۷۸) وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ كَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ لَا كُلَّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقْكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَابَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقْكَ وَ هُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَ اَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزْعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ اَجَلِ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ۔[1]

حضرت مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ جب عمرؓ کو زخمی کیا گیا۔ انہوں نے تکلیف کا اظہار کیا۔ ابن عباسؓ نے کہا: امیر المومنین! یہ اظہار تکلیف آپ کی شان کے شایان نہیں ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] (مشکوۃ شریف حدیث ۵۷۹۶، رواہ البخاری

کی صحبت میں رہے اور آپ کی صحبت بہت اچھی رہی۔ پھر جب رسول اللہ آپ سے رخصت ہوئے تو حضور ﷺ آپ سے بہت خوش اور راضی تھے۔ پھر آپ ابو بکرؓ کی صحبت میں رہے اور ان کے ساتھ بھی آپ کی صحبت بہت اچھی رہی۔ پھر جب آپ سے جدا ہوئے تو آپ سے وہ بھی خوش اور راضی تھے۔ پھر اپنے ایام خلافت میں آپ مسلمانوں کی صحبت میں رہے اور ان کے ساتھ بھی آپ کی صحبت خوب رہی۔ اب اگر آپ مسلمانوں سے جدا ہوں گے تو مسلمان آپ سے راضی اور خوش ہوں گے۔ عمرؓ نے یہ سن کر کہا: تم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا جو ذکر کیا ہے اور آپ کے راضی اور خوش رخصت ہونے کا تو یہ ایک خدا کا احسان ہے، جو خدا نے مجھ پر کیا ہے۔ پھر ابو بکرؓ کی صحبت اور خوشنودی کا تم نے جو ذکر کیا ہے، وہ بھی مجھ پر خدا ہی کا ایک احسان ہے اور اب جو تم مجھ کو جزع کرتے دیکھ رہے ہو، وہ تمہارے اور تمہارے دوستوں کے سبب سے ہے۔ قسم ہے خدا کی! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو عذابِ الٰہی کے بدلے میں اس کو قربان کر دیتا۔ اس سے پہلے کہ میں خدا کو یا اس کے عذاب کو دیکھوں۔

حضرت عمرؓ کی ہجرت

(۷۹) وَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا عَلِمْتُ اَحَدًا هَاجَرَ اِلَّا مُخْتَفِیًّا اِلَّا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاِنَّهٗ لَمَّا هَمَّ بِالْهِجْرَةِ تَقَلَّدَ سَیْفَهٗ وَ تَنَكَّبَ قَوْسَهٗ وَ انْتَضٰی فِیْ یَدِهٖ سَهْمًا وَ اَتَی الْكَعْبَةَ وَ اَشْرَافُ قُرَیْشٍ بِفِنَاءِهَا فَطَافَ سَبْعًا ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَیْنِ عِنْدَ الْمَقَامِ ثُمَّ اَتٰی حِلَقَهُمْ وَاحِدَةً وَاحِدَةً فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ مَنْ اَرَادَ اَنْ تَكْلَتْهُ اُمُّهٗ وَ یُؤْتِمَ وَلَدَهٗ وَ تُرْمَلَ زَوْجَتُهٗ فَلْیَلْقَنَا وَرَاءَ هٰذَا الْوَادِیْ فَمَا تَبِعَهٗ مِنْهُمْ اَحَدٌ۔[1]

اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ کسی نے بھی ہجرت کی ہو۔ مگر چھپ کر سوائے عمر بن خطاب کے کہ جب آپ نے ہجرت کا ارادہ کیا۔ تو اپنی تلوار لٹکائی۔ اور کندھے پر کمان رکھی۔ اور اپنے ہاتھ میں تیر پکڑے۔ اور کعبہ میں آئے۔ اور قریش کے سردار اس کے صحن میں تھے۔ آپ نے سات چکر لگائے پھر مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر ان کے ایک ایک حلقہ میں آئے۔ پھر کہا چہرے بگڑ گئے۔ جو آدمی چاہے کہ اس کی ماں اسے گم پائے۔ اور اس کے بچے یتیم ہوں اس کی بیوی بیوہ

[1] ابن عساء کنز العمال

ہو۔ وہ مجھے اس وادی کے پیچھے ملے پھر ان میں سے کوئی بھی ان کے پیچھے نہ گیا۔

فضائل حضرت عمر فاروقؓ

(۸۰) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر رکھا ہے اور وہ حق بات کہتا ہے۔[1]

حضرت عمرؓ کی شان

(۸۱) اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ

ترجمہ: حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر جاری کیا اور دل میں پیدا کیا۔[2]

---

[1] (۱) صحیح جامع الصغیر السیوطی۔ جامع صغیر البانی جلد اول حدیث ۱۸۳۴ (۲) ابن ماجہ۔ عن ابی ذر (۳) مشکوۃ عربی ۶۵۳۴ مشکوۃ اردو معہ عربی حدیث ۵۷۸۵

[2] (۱) صحیح جامع الصغیر لسیوطی (۲) جامع الصغیر البانی جلد اول حدیث ۱۷۳۶ (۳) مسند احمد بن حنبل (۴) ترمذی (۵) ابو داؤد (۶) مستدرک حاکم (۷) مسند ابو یعلی (۸) مستدرک حاکم۔ طبرانی۔ مشکوٰۃ ۶۰۳۳

شان فاروق اعظمؓ

(۸۲) عَنْ عُقْبَةِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ، لَكَانَ عُمَرُ بْنِ الْخَطَّابِ

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی نبی ہوتا میرے بعد تو عمرؓ بن خطاب ہوتا“۔[1]

شہادت حضرت عمر فاروق کی بشارت

(۸۳) ابن سعدؒ نے طبقات میں اور ابن ابی شیبہؒ نے حضرت ابو الشہب سے اور وہ بنو مزینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کے کپڑے دیکھے تو استفسار فرمایا: أَجَدِيْدًا أَمْ غَسِيْلًا (یہ کپڑے نئے ہیں یا دھلے ہوئے)؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: يَا عُمَرُ! اِلْبِسْ جَدِيْدًا وَ عِشْ حَمِيْدًا وَ تَوَفَّ شَهِيْدًا (اے عمر! نئے کپڑے پہنو، قابل ستائش زندگی گذارو اور شہید

---

[1] (۱) صحیح احادیث صحیحہ البانی جلد اول حدیث ۳۲۷ (۲) رواہ الترمذی جلد دوم عربی ص ۲۹۳ و حسنہ (۳) مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۸۵ و صححہ (۴) مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۱۵۴ (۵) وارویانی فی مسندہ ۱/۵۰ (۶) والطبرانی فی الکبیر ۱۷/۲۵۷ (۷) الفوائد المنتقاد، ابو بکر البخاد ۱/۱۷۔۲ (۸) والخطیب فی الموضع، ۲/۲۲۶ (۹) ابن عساکر ۳/۲۱۰ (۱۰) و ابن سمعون فی ”الامالی“ (۲/۱۷۲) قلت: وھذا السند حسن۔ رجالہ کلھم ثقات۔

ہو کر وفات پاؤ)۔

یہ حدیث پاک مرسل ہے۔ (الخصائص الکبریٰ مولفہ علامہ سیوطی ص ۳۵۰)

عمرؓ فاروق جنت میں ہیں

(۸۴) وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ (حدیث صحیح)

اور حضرت عمرؓ جنت میں ہیں۔[1]

ابو بکرؓ و عمرؓ اچھے آدمی ہیں

(۸۵) نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ بَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ (حدیث صحیح)

ابو بکرؓ اچھے آدمی ہیں، عمرؓ اچھے آدمی ہیں۔[2]

حدیث اتباع خلفائے راشدینؓ

رسول امین رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِیْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ (مشکوٰۃ)

---

[1] صحیح الجامع الصغیر ج ۲ حدیث ۴۰۱۰، و جامع الصغیر البانی ج ۱ حدیث ۵۰، مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد، ابن ماجہ و ایضاً عن سعید، ترمذی

[2] صحیح الجامع الصغیر ج ۲ حدیث ۶۷۷۰ بحوالہ تاریخ بخاری، ترمذی، مستدرک للحاکم عن ابی ھریرۃ، الصحیحہ البانی حدیث ۸۷۵، مسند احمد بن حنبل، ابوداؤد، ابن حبان

ترجمہ: تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ پس تم پر میری سنت کی اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت (طریقہ) کی پیروی لازم ہو گی۔

مہاجرین اور انصار سچے مومن ہیں

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ

(پارہ ۱۰، رکوع ۶، سورۃ انفال، آیت ۷۴)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور خدا کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا اور جنہوں نے مسلمان مہاجرین کو پناہ دی اور ان کی مدد کی وہ لوگ بالتحقیق مومن ہیں۔ ان کے لئے غفران اور اعلیٰ نصیب بہشت ہے۔

حاصل: خلفائے راشدینؓ ایمان بھی لائے، ہجرت بھی کی۔ اولئک هم المومنون کے بعد حقاً کی تاکید اور اس کے بعد لهم مغفرة و رزق کریم کا جملہ واقعی خلفائے اربعہ چار یارؓ کے حقیقی کامل و مکمل ایمان کی بڑی زبردست شہادت الٰہی ہے اور ان خلفائے اربعہ کو جس مقدس جماعت مہاجرین اور انصار نے بیعت کر کے خلیفہ نامزد کیا وہ سب هم المومنون حقا میں شامل ہیں۔ ایسی زبردست شہادت قرآنی کے بعد

ان کے ایمان میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

چاروں خلفاء کی محبت فرض ہے

(۱) وَعَنْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبِی بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ کَمَا افْتَرَضَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَاحِدًا مِنْھُمْ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃً وَلَا زَکٰوۃً وَلَا صَوْمًا وَلَا حَجًّا وَیَحْشُرُہٗ مِنْ قَبْرِہٖ اِلَی النَّارِ (مسند اہل بیت بحوالہ نور الابصار)

اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر ابو بکر و عمر و عثمان و علی کی محبت اس طرح فرض کی ہے جس طرح کہ تم پر نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج فرض کیا ہے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھا، اللہ اس کی نہ نماز قبول کریں گے اور نہ زکوۃ اور نہ روزہ اور نہ حج اور اس کی قبر سے اس کو اٹھا کر آگ کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

مناقب خلفاءِ اربعہ

(۲) وَعَنْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَہٗ وَ حَمَّلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْھِجْرَۃِ وَ اَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِہٖ رَحِمَ اللّٰہُ عُمَرَ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ اِنْ کَانَ مُرًّا تَرَکَہُ الْحَقُّ وَ مَا لَہٗ صَدِیْقٌ رَحِمَ اللّٰہُ عُثْمَانَ تستحیِہِ الْمَلَاءِکَۃُ رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَہٗ حَیْثُ دَارَ (ترمذی شریف)

چاروں خلفاء کے فضائل

اور امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ابو بکرؓ پر رحم کرے، اس نے اپنی بیٹی (عائشہؓ) میرے نکاح میں دے دی اور مجھے دار الہجرت تک سواری پر لایا اور اپنے مال سے اس نے بلالؓ کو آزاد کیا۔ اللہ عمرؓ پر رحم کرے، وہ حق بات کہتا ہے اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ حق نے اسے اس حال پر چھوڑا ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ اللہ عثمانؓ پر رحم کرے، اس سے فرشتے بھی شرم کھاتے ہیں۔ اللہ علیؓ پر رحم کرے۔ اے اللہ! جس طرف علیؓ رخ کرے، حق کو بھی اس طرف ہی پھیر دے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کا ارشاد

(۳) وَ عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ

اللّٰہُ وَجْھَہٗ فِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ قَالَ اَنَا مِنْھُمْ وَ اَبُوْبَکْرٍ مِنْھُمْ وَ عُمَرُ مِنْھُمْ وَ عُثْمَانُ مِنْھُمْ وَ الزُّبَیْرُ مِنْھُمْ وَ الطَّلْحَۃُ مِنْھُمْ وَ سَعْدٌ مِنْھُمْ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ مِنْھُمْ۔[1]

اور نعمان بن بشیر نے کہا: علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کے متعلق کہ یقینا وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی کا فیصلہ ہو چکا ہے، وہ اس سے دور رکھے جائیں گے، کہا: میں بھی ان میں سے ہوں اور ابو بکرؓ بھی اور عمرؓ بھی اور عثمانؓ بھی اور زبیرؓ بھی اور طلحہؓ بھی اور سعدؓ بھی اور عبدالرحمنؓ بن عوف بھی انہی میں سے ہیں۔

چاروں خلفاء کی شان

(۴) وعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ اَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُھَا وَ عُمَرُ حِیْطَانُھَا وَ عُثْمَانُ سَقْفُھَا وَ عَلِیٌّ بَابُھَا لَا تَقُوْلُوْا فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ اِلَّا خَیْرًا۔ (فصل الخطاب، فردوس الاخبار)

[1] ابن ابی عاصم وابن ابی حاتم وابن عساکر وابن مردویہ والعشاری، کنز

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور ابو بکرؓ اس کی بنیاد ہیں اور عمرؓ اس کی دیواریں ہیں اور عثمانؓ اس کا چھت ہے اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔ تم ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے حق میں سوائے بھلائی کے اور کوئی بات نہ کہو۔

چاروں خلفاء کا انتخاب

(۵) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اللّٰہَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلٰی جَمِیْعِ الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاخْتَارَ لِیْ مِنْھُمْ اَرْبَعَۃً اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیًّا فَجَعَلَھُمْ خَیْرَ اَصْحَابِیْ وَفِیْ اَصْحَابِیْ کُلِّھِمْ خَیْرٌ۔[1]

حضور ﷺ کا فرمان، جو کہ حضرت جابرؓ کی مروی حدیث ہے، کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہؓ کو تمام جہانوں سے چن لیا ہے اور پسند فرمایا ہے، سوائے نبیوں اور رسولوں کے، اور پھر ان چار کو چن لیا جو کہ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ ہیں۔ پس ان کو تمام صحابہؓ سے خیر فرمایا حالانکہ میرے ہر صحابیؓ میں خیر ہے۔

---

[1] ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۳ حدیث ۳۶۷۰۴، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ القاضی عیاض بن موسیٰ الاندلسی جلد ثانی ص ۱۱۹ طبع دمشق

سیرتِ فاروقِ اعظمؓ عمر ابنِ خطاب

حضرت عمرؓ کا سن ولادت

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ میری ولادت دوسرے فجار اعظم سے چار سال قبل ہوئی (فجار' وہ دن کہلاتا ہے، جس میں قریش اور قیس بن غیلان میں جنگ ہوئی تھی)۔ اور وہ نبوت کے چھٹے سال ذی الحجہ میں بعمر چھبیس سال اسلام لائے۔ عبداللہ ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ عمرؓ جب اسلام لائے تو میں چھ سال کا تھا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۵۹)

(۲) عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جب سے عمرؓ اسلام لائے، ہم لوگ برابر غالب رہے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۵۹)

بیت اللہ میں علانیہ عبادت

محمد بن عبید نے اپنی حدیث میں کہا کہ ہم نے اپنے کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی استطاعت نہ تھی۔ جب عمرؓ اسلام لائے تو انہوں نے اُن لوگوں سے

جنگ کی، یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں نماز کے لئے چھوڑ دیا۔

(۲) قاسم بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمرؓ کا اسلام فتح تھی، اُن کی ہجرت مدد تھی اور اُن کی خلافت رحمت تھی۔ ہم نے اپنی وہ حالت دیکھی ہے کہ عمرؓ کے اسلام لانے تک ہم لوگ بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب عمرؓ اسلام لائے تو انہوں نے لوگوں سے جنگ کی۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہم نے بیت اللہ میں نماز پڑھی۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۵۹)

فاروق کا لقب

راوی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! عمرؓ بن الخطاب سے اپنے دین کی تائید کر۔

(۱) ایوب بن موسیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے حق کو عمرؓ کے قلب و زبان پر جاری کیا ہے اور وہ فاروق ہیں کہ اللہ نے اُن کے ذریعے سے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

(۲) ابی عمر بن ذکوان سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ عمرؓ کا نام فاروق کس نے رکھا؟ تو انہوں نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے۔

ہجرت اور عقد مواخاۃ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مدینے کی جانب ہجرت کی اجازت دے دی تو مسلمان گروہ در گروہ ہو کر نکلنے لگے۔ مرد ایک دوسرے کو ساتھ لے لیتے اور روانہ ہو جاتے۔ عمرو عبداللہ (راویوں) نے کہا کہ ہم نے نافع (راوی) سے پوچھا کہ (وہ لوگ) پیادہ تھے یا سوار؟ انہوں نے کہا: دونوں (یعنی پیادہ بھی، سوار بھی)۔ اہل استطاعت سوار تھے، جو باری باری بیٹھتے اور جنہیں سواری نہ ملی، وہ پیادہ جا رہے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۶۰)

ہجرت کا منصوبہ

عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل نے اضاءۃ بنی غفار کی جھاڑیوں میں ملنے کا وعدہ کیا۔ ہم لوگ پوشیدہ نکلتے تھے۔ ہم نے کہا کہ اگر کوئی شخص وعدے کے مقام سے بچھڑ جائے تو دوسرے جو اضاءۃ بنی غفار کے پاس صبح کریں، چلے جائیں۔ میں اور عیاش بن ابی ربیعہ روانہ ہو گئے۔ ہشام بن العاص روک لئے گئے اور ان لوگوں کے فتنے میں پڑ گئے۔ جب ہم العتیق میں پہنچے تو وہاں سے العصبہ کی طرف پلٹ کے قبا میں آئے اور رفاعہ بن عبد المنذر کے پاس اُترے۔

عیاش بن ابی ربیعہ

عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس اُن کے دونوں اخیافی بھائی ابو جہل اور حارث فرزندانِ ہشام بن مغیرہ آئے۔ اُن کی ماں اسما بنت مخربہ بنی تمیم میں سے تھی۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اب تک مکہ ہی میں تھے۔ آپ روانہ نہیں ہوئے تھے۔

(۱) ابو جہل اور حارث بہت تیز چل کے قبا میں ہمارے ساتھ پہنچے۔ عیاش سے کہا کہ تمہاری ماں نے نذر مانی ہے کہ "جب تک تمہیں دیکھ نہ لیں گی، کہیں سائے میں نہ بیٹھیں گی، نہ سر میں تیل لگائے گی"۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ "واللہ! یہ لوگ تمہیں یہاں سے واپس نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہارے دین سے تمہیں پھیر رہے ہیں۔ لہٰذا اپنے دین کے لئے خوف کرو"۔

(۲) عیاش نے کہا کہ مکہ میں میرا مال ہے۔ شاید میں اُسے لے سکوں، تو اس سے ہمارے لیے وقت ہو جائے گی اور میں اپنی ماں کی قسم بھی پوری کر دوں گا۔ وہ ان دونوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ ضجنان میں پہنچ کر یہ اپنی سواری سے اُتر پڑے اور اُن کے ساتھ وہ دونوں بھی اُتر پڑے۔ رسی سے باندھ کر دونوں اُن کو مکہ میں لائے اور کہا کہ اے اہل مکہ! اپنے بے وقوفوں کے ساتھ ایسا ہی کرو۔ اہل مکہ نے انہیں قید کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا عقد مواخاۃ

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکرؓ صدیق اور عمرؓ بن الخطاب کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

(۲) سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب اور عویم بن ساعدہ کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

(۳) عبدالواحد بن ابی عون سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب اور عثبان بن مالک کے درمیان عقد مواخاۃ فرمایا۔

(۴) کہا جاتا ہے کہ عمرؓ اور معاذ بن عفرا کے درمیان عقد مواخاۃ ہوا تھا۔

(۵) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ مدینے میں عمرؓ بن الخطاب کا مکان رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین پر تھا۔

حضرت عمرؓ کی غزوات میں شرکت

عمرؓ بن الخطاب بدر و اُحد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب حاضر ہوئے۔ متعدد سرایا میں بھی شریک ہوئے، جن میں بعض کے وہ امیر بھی تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۶۱)

حضرت عمرؓ کی امارت میں سریہ

ابی بکر بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ شعبان ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ بن الخطاب کو تین آدمیوں کے ہمراہ تربہ میں قبیلہ ہوازن کی ایک شاخ کی جانب بطور سریہ روانہ کیا۔

(۲) بریدۃ الاسلمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اہل خیبر کے میدان میں اُترے تو آپ نے جھنڈا عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔

حضرت عمرؓ کو عمرے کی اجازت

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی۔ تو آپ نے فرمایا: اے برادر من! ہمیں بھی دعائے صالح میں شریک کرلینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

(۲) عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دی۔ پھر فرمایا: اے برادرم! ہمیں اپنی دُعا میں نہ بھولنا۔ سلیمان نے اپنی حدیث میں کہا کہ عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے آپ ﷺ نے ایک ایسا کلمہ فرمایا کہ اگر اس کے عوض مجھے ساری دُنیا بھی ملے تو مسرت نہ ہو۔ سلیمان نے کہا کہ شعبہ اس کے بعد مدینے میں عاصم سے ملے اور ان سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا:

اے میرے بھائی! ہمیں دُعا میں شریک کر لینا۔ ابو الولید نے کہا کہ اسی طرح کی میری کتاب میں بھی ابن عمرؓ سے روایت ہے۔

(۴) ولید بن ابی ہشام سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نبی ﷺ سے عمرے کی اجازت چاہی اور کہا کہ میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی۔ جب عمرؓ آپ ﷺ سے اجازت لے کے پھرے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ اے میرے بھائی! کسی قدر ہمیں بھی اپنی دُعا میں شامل کر لینا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

(۵) ابی عبیدہ سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صاحب فراست تین آدمی ہیں: ابو بکرؓ عمرؓ کے بارے میں (جو انہیں خلافت کے لئے نامزد کر گئے)، موسیٰؑ کی بیوی، جس وقت انہوں نے (اپنے والد حضرت شعیبؑ سے) کہا کہ اُن کو ملازم رکھ لیجیے اور یوسف علیہ السلام کی بیوی (زلیخا کی بحالت غلامی ہی انہوں نے آثار سعادت پہچان لیے)۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص ۶۲)

خلافت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب میرے والد کی علالت میں شدت ہوئی تو ان کے پاس فلاں فلاں شخص آئے اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ ﷺ! کل جب آپ اپنے رب سے ملیں گے تو اس کا کیا

جواب دیں گے کہ آپ نے ہم پر ابن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے بٹھا دو۔ جب بیٹھ گئے تو فرمایا: کیا تم لوگ مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو ان سب سے بہتر تھا۔

(۲) عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب ابو بکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ اُن کے پاس علیؓ اور طلحہؓ آئے اور دریافت کیا کہ آپ نے کس کو خلیفہ بنایا؟ انہوں نے کہا: عمرؓ کو۔ دونوں نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے؟ انہوں نے کہا کہ کیا تم دونوں مجھے اللہ سے ڈراتے ہو؟ اس لیے کہ میں تم دونوں سے زیادہ اللہ کو اور عمرؓ کو جانتا ہوں۔ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے اُن پر اُس شخص کو خلیفہ بنایا جو تیرے اہل میں سب سے زیادہ بہتر تھا۔

(۳) محمد بن حمزہ بن عمرو نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو بکرؓ صدیق کی وفات ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳ھ بروز سہ شنبہ سر شام ہوئی۔ عمرؓ نے ابو بکرؓ کی وفات کے روز سہ شنبہ کی صبح کو خلافت قبول کی۔

حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ

حسن سے مروی ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو خطبہ ارشاد فرمایا، یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر کہا:

امابعد! میں تمہارے شامل حال کر دیا گیا اور تم میرے شامل حال کر دیے گئے۔ میں اپنے دونوں صاحبوں کے بعد تم میں خلیفہ ہو گیا۔ جو شخص ہمارے سامنے ہو گا، ہم خود ہی اس کا کام کریں گے (یعنی اس کے معاملات و مقدمات کی سماعت خود ہی کریں گے)۔ اور جب ہم سے دور ہو گا تو ہم اہل قوت و امانت کو والی بنائیں گے۔ جو اچھائی کرے گا، ہم اس کے ساتھ اچھائی کریں گے اور جو برائی کرے گا، ہم اسے سزا دیں گے۔ اور اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت کرے۔

(۲) جامع بن شداد نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے منبر پر چڑھ کے سب سے پہلے جو کلام کیا تھا، وہ یہ تھا کہ اے اللہ! میں سخت ہوں، لہٰذا مجھے نرم کر دے۔ میں کمزور ہوں، مجھے توانا کر دے اور میں بخیل ہوں، مجھے سخی کر دے۔

(۳) جامع بن شداد نے اپنے کسی قرابت دار سے روایت کی کہ میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سنا کہ تین کلمات ہیں کہ جب میں انہیں کہوں تو تم لوگ ان پر آمین کہو:

اے اللہ! میں ضعیف ہوں، لہٰذا مجھے قوی کر دے۔ اے اللہ! میں سخت ہوں، لہٰذا مجھے نرم کر دے۔ اور اے اللہ! میں بخیل ہوں، لہٰذا مجھے سخی کر دے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۶۳)

حضرت ابو بکرؓ کی تدفین کے بعد مسلمانوں سے خطاب

حمید بن ہلال نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے جو ابو بکرؓ صدیق کی وفات میں موجود تھے، خبر دی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُن کے دفن سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اُن کی قبر کی مٹی سے اپنا ہاتھ جھاڑا۔ پھر اپنی جگہ پر خطبے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے تم لوگوں کو میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمہارے ساتھ شامل کیا۔ اُس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا۔ واللہ! تمہارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا تو اُس میں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہ ہو گا۔ اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہو گا، تو میں اس میں امانت و کفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا۔ اگر لوگ احسان کریں گے، تو میں بھی ضرور ضرور اُن کے ساتھ احسان کروں گا۔ اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور اُنہیں سزا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ واللہ! انہوں نے اس پر کچھ زیادہ نہ کیا یہاں تک کہ دُنیا کو چھوڑ گئے (یعنی جو کہا وہی کیا)۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اُس شخص کو معلوم ہونا چاہیے جو میرے بعد اس امر خلافت کا والی ہو گا کہ قریب و بعید کے لوگ اُس کی خواہش کریں گے۔ میں اپنی طرف سے (اپنے لیے) لوگوں سے لڑوں گا۔ اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس امر کے لئے

مجھ سے زیادہ قوی کے ہوتے ہوئے میں مقدم کر دیا گیا ہوں، تو مجھے اس کا والی بننے سے اپنی گردن کا مار دیا جانا زیادہ پسند ہوتا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

حضرت عمرؓ کی ضروریات زندگی

احنف سے (اور دوسرے طرق سے بھی) مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جاریہ (لونڈی) گزری۔ لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین کی سُریہ (باندی و حرم) ہے؟ تو اُس (باندی) نے کہا کہ امیر المؤمنین کی کوئی سُریہ نہیں ہے اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہے، کیوں کہ وہ اللہ کا مال ہے۔

ہم نے کہا کہ پھر اللہ کے مال میں کون سا مال اُن کے لئے حلال ہے؟ اُس جاریہ کے پہنچنے کی دیر تھی کہ ہمارے پاس قاصد آیا اور ہمیں بُلایا۔ ہم اُن کے پاس آئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے کیا کہا تھا؟ ہم نے کہا کہ ہم نے کوئی بُری بات نہیں کہی۔

ایک جاریہ گزری تو ہم نے کہا: یہ امیر المؤمنین کی سُریہ ہے۔ وہ کہتی ہے کہ وہ امیر المؤمنین کی سُریہ نہیں ہے اور نہ وہ امیر المؤمنین کے لئے حلال ہے۔ وہ اللہ کا مال ہے۔ ہم نے کہا کہ پھر اُن کے لئے اللہ کے مال میں سے کیا حلال ہے؟ انہوں نے (عمرؓ نے) فرمایا کہ میں جو چیز حلال سمجھتا ہوں، تمہیں بتاتا ہوں۔

میرے لئے (سال میں) دو جوڑے حلال ہیں (ایک جوڑا، ایک چادر اور ایک تہمد کا ہوتا ہے)۔ ایک جوڑا جاڑے میں اور ایک جوڑا گرمی میں۔ اور وہ سواری جس پر میں حج و عمرہ کروں۔ میری اور میرے عیال کی خوراک جیسی قریش کے آدمی کی ہوتی ہے، جو نہ تو اُن کے امیروں کی ہو اور نہ اُن کے فقیروں کی۔ پھر اس کے بعد میں بھی مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں، جو سب کو پہنچے گا، وہی مجھے بھی پہنچے گا۔ (طبقات ابنِ سعد)

اللہ کے مال میں حضرت عمرؓ کا حصہ

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے مال میں اپنے آپ کو بمنزلہ مال یتیم رکھا ہے کہ اگر میں غنی ہوں تو (اُس مال سے) بچوں اور اگر فقیر ہوں تو (اس میں سے) اصول کے موافق کھاؤں (قرآن مجید میں مربی یتیم کا یہی حکم ہے)۔ وکیع نے اپنی حدیث میں (اتنا اور) کہا کہ پھر اگر مال دار ہو جاؤں تو ادا کر دوں۔

(۲) حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا: میں نے اپنی طرف سے اللہ کے مال کو بمنزلہ مال یتیم رکھا ہے۔ اگر میں غنی ہوں تو اس مال سے بچوں اور اگر فقیر ہوں تو اصول کے مطابق اُس میں سے کھاؤں۔

(۳) ابی وائل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ کے مال

کو بمنزلہ مال یتیم قرار دیا ہے، جو غنی ہو وہ پرہیز کرے اور فقیر ہو، وہ اصول کے موافق کھالے۔

(۴) عروہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس مال میں سے میرے لیے صرف اتنا ہی حلال ہے، جتنا میں اپنے ذاتی مال سے کھاتا ہوں۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۶۴)

بیت المال سے قرض

عمران سے مروی ہے کہ عمرؓ کو جب ضرورت ہوتی تو وہ محافظ بیت المال کے پاس آتے اور اس سے قرض لے لیتے۔ اکثر تنگی ہوتی۔ محافظ بیت المال اُن کے پاس آکر تقاضا کرتا اور اُن کے ساتھ ہو لیتا تو وہ اس سے حیلہ کرتے (فلاں وقت دوں گا)۔ اور اکثر ان کی تنخواہ نکلتی تو وہ اُسے ادا کر دیتے تھے۔

(۲) براء بن معرور کے کسی فرزند سے مروی ہے کہ ایک روز عمرؓ نکل کے منبر کے پاس آئے۔ وہ کچھ بیمار تھے۔ اُن سے شہد کی تعریف کی گئی (کہ اس مرض میں مفید ہے) اور بیت المال میں ایک عُکّہ (وزن شہد) ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم لوگ مجھے اس کی اجازت دو (تو خیر) ورنہ وہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے انہیں اُس کی اجازت دی۔[1]

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۶۴

عاصم بن عمرؓ کا نفقہ

عاصم بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے میرے پاس یرفا کو بھیجا۔ میں اُن کے پاس آیا تو وہ فجر یا ظہر کے لئے اپنی جانماز پر تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس مال کو اس کا والی بننے کے قبل بھی بغیر حق کے حلال نہیں سمجھتا تھا۔ اور جب سے اُس کا والی ہوا ہوں، بالکل اُسے اپنے اوپر حرام بھی نہیں سمجھتا ہوں۔ میری امانت عود کر آئی۔ میں نے تمہیں اللہ کے مال میں سے ایک مہینے کا نفقہ دیا ہے۔ اور میں تمہیں زیادہ دینے والا نہیں ہوں۔ لیکن میں تمہاری مدد اپنے الغابہ کے (باغ کے) پھل سے کروں گا۔ اسے کاٹ لو اور بیچ ڈالو۔ تم اپنی قوم کے تاجروں میں سے کسی کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کوئی چیز بغرض تجارت خریدے تو تم بھی اُس کے شریک ہو جاؤ اور نفع اپنے اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی دختر کی نفقہ سے محرومی

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک دُبلی لڑکی کو دیکھا کہ کودتی جا رہی ہے۔ پوچھا: یہ لڑکی کس کی ہے؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ یہ آپ کی لڑکیوں میں سے ایک کی ہے۔ پوچھا: یہ میری کون سی لڑکی

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۶۵

ہے؟ عبداللہ نے کہا کہ میری بیٹی۔ فرمایا: اُس کا یہ حال کیوں کر ہوا؟ عرض کی: آپ کے عمل سے کہ آپ اسے نفقہ نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ! میں تمہارے بچوں کی وجہ سے یہ اُمید نہ دلاؤں گا کہ میں تمہارے بچوں پر وسعت کر دوں گا۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص ۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ حفصہؓ بنت عمرؓ نے اپنے والد سے کہا (بروایت یزید): یا امیر المؤمنین! (اور بروایت ابو اسامہ) اے والد! اللہ نے آپ کو خوب رزق دیا اور زمین کو آپ پر فتح کر دیا۔ مال بہت کر دیا۔ اگر آپ اپنے کھانے میں باریک اناج کھائیں اور لباس میں باریک کپڑا پہنیں (تو بہتر ہو)۔ فرمایا کہ میں تمہارا فیصلہ تمہی سے کراتا ہوں۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسی مصیبت کی زندگی گزارتے تھے؟ وہ برابر انہیں یاد دلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ رو دیں۔ پھر فرمایا کہ میں نے تم سے کہا ہے کہ واللہ! اگر مجھ سے ہو سکے گا تو میں ضرور ضرور اُن دونوں حضرات (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کی مصیبت کی زندگی میں شرکت کروں گا کہ شاید میں اُن دونوں کے ساتھ اُن دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی (جو آخرت میں ہے) شریک ہو جاؤں۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳)

حضرت حفصہؓ کی حضرت عمرؓ سے درخواست

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کو لازم کر لیا۔ اللہ وسعت لایا تو مسلمان حفصہؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ عمرؓ نے سوائے شدت اور اپنے نفس پر تنگی کے سب چیز سے انکار کر دیا۔ حالاں کہ اللہ نے رزق میں کشادگی دے دی ہے۔ انہیں چاہیے کہ اسی مالِ غنیمت سے جو چاہیں اپنے لیے کشادگی کر لیں، اُنہیں جماعت مسلمین کی طرف سے پوری اجازت ہے۔ حفصہؓ اُن لوگوں کی خواہش سے متفق ہو گئیں۔

جب لوگ واپس ہوئے تو عمرؓ اُن کے پاس آئے۔ حفصہؓ نے انہیں اُن باتوں سے آگاہ کیا، جو قوم نے کہی تھیں۔ عمرؓ نے اُن سے کہا: اے حفصہؓ! اے دُختر عمرؓ! تم نے اپنی قوم کی تو خیر خواہی کی، مگر اپنے باپ کے ساتھ بے وفائی کی۔ میرے خاندان والوں کا صرف میری جان و مال میں حق ہے، لیکن میرے دین و امانت میں کسی کا حق نہیں۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ لوگوں نے حفصہؓ سے کہا کہ وہ اپنے والد سے کہیں کہ وہ اپنی زندگی میں کچھ تو راحت کریں۔ انہوں نے کہا: اے باپ! اے امیر المومنین! آپ کی قوم نے مجھ سے گفتگو کی ہے کہ آپ اپنی زندگی میں نرمی کر دیں (یعنی راحت اُٹھائیں)۔ انہوں نے جواب دیا

کہ تم نے اپنی قوم کی خیر خواہی کی اور اپنے باپ کی بے وفائی۔[1]

بیت المال سے قرض لینے سے انکار

ابراہیم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب تجارت کرتے تھے، حالاں کہ وہ خلیفہ تھے (بروایت یحییٰ)۔ انہوں نے شام کے لئے ایک تجارتی قافلہ تیار کیا اور کسی کو عبدالرحمن بن عوف کے پاس (اور بروایت فضل) نبی ﷺ کے کسی صحابی کے پاس (بروایت یحییٰ و فضل) چار ہزار درہم قرض مانگنے کو بھیجا۔ انہوں نے قاصد سے کہا کہ اُن سے کہو کہ وہ بیت المال سے لے لیں، پھر اُسے ادا کر دیں۔

قاصد اُن کے پاس آیا اور اُن کے جواب کی خبر دی تو یہ انہیں ناگوار ہوا۔ پھر اُن سے عمرؓ ملے اور کہا کہ تم کہتے ہو کہ بیت المال سے لے لیں۔ اگر میں اُس (مال) کے آنے سے پہلے مر جاؤں تو تم لوگ کہو گے کہ اسے امیر المومنین نے لیا ہے۔ وہ رقم اُنہی کو چھوڑ دو۔ اور قیامت میں مجھ سے اُس کا مواخذہ ہو۔ نہیں (میں اس سے باز آیا)۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تم سے لوں کہ اگر میں مر جاؤں تو وہ اس مال کو (بروایت یحییٰ) میری میراث سے (بروایت فضل) میرے مال سے لے لے۔

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے پوچھا کہ ہم نے اپنے

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳

اس حج میں کتنا خرچ کیا؟ تو میں نے کہا: پندرہ دینار۔

یحییٰ بن سعید نے اپنے شیخ سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب مکّہ روانہ ہوئے۔ انہوں نے واپسی تک کوئی خیمہ نصب نہیں کیا۔ واپس آ گئے۔ چمڑے کے فرش سے سایہ کر لیتے تھے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں حج میں مدینہ سے مکّہ عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رہا۔ پھر ہم واپس آ گئے۔ انہوں نے کوئی خیمہ نصب نہیں کیا اور نہ اُن کے لئے کوئی عمارت تھی، جس کا وہ سایہ کر لیتے ہوں۔ صرف چمڑے کا فرش یا چادر درخت پر ڈال دیا جاتا تھا۔ اور وہ اُس کے سائے میں آرام فرماتے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۶۷)

حضرت عمرؓ کی خوراک

حسن سے مروی ہے وہ ابو موسیٰ اہل بصرہ کے ایک وفد کے ساتھ عمرؓ کے پاس آئے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ روزانہ عمرؓ کے پاس جاتے تھے کہ اُن کے لئے تین روٹیاں ہوتی تھیں۔ کبھی تو ہم نے بطور سالن کے روغن زیتون پایا، کبھی گھی پایا، کبھی دودھ، کبھی خشک کیا ہوا گوشت جو باریک کر کے اُبال لیا جاتا تھا۔ کبھی تازہ گوشت اور یہ کم ہوتا تھا۔

انہوں نے ایک روز ہم سے فرمایا کہ اے قوم! میں اپنے کھانے کے متعلق تم لوگوں کی ناگواری و ناپسندیدگی محسوس کرتا ہوں۔ اگر میں

چاہوں تو تم سب سے اچھا کھانے والا، تم سب سے اچھی زندگی بسر کرنے والا ہو جاؤں۔ میں بھی سینے اور کوہان کے سالن سے اور باریک روٹیوں کے مزے سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے جلّ و ثناء کا ارشاد سنا، جس نے ایک قوم کو اُن کے کسی کام پر جو اُن لوگوں نے کیا، عار دلائی ہے۔ اُس نے فرمایا:

اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا و استمتعتم بھا

ترجمہ: (تم لوگ اپنی پاکیزہ چیزیں) اپنی حیات دُنیا میں لے جا چکے اور تم اُن سے فائدہ اُٹھا چکے۔ اس لئے حیاتِ آخر میں تمہارا حصہ باقی نہیں رہا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۶۷)

حکام کا تنخواہ کا مطالبہ

ابو موسیٰ نے ہم سے گفتگو کی کہ تم لوگ امیر المؤمنین سے کہو کہ بیت المال سے ہمارے لئے تنخواہ مقرر فرمادیں۔ ہم لوگ برابر اُن سے کہتے رہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اے گروہ حکام! کیا تم لوگ اس چیز پر راضی نہیں ہو، جس پر میں راضی ہوں۔

اُن لوگوں نے کہا کہ امیر المؤمنین! مدینہ ایسی زمین ہے، جہاں کی زندگی سخت (اور تکلیف کی) ہے۔ ہم لوگ آپ کے کھانے کو اس قابل نہیں سمجھتے کہ سیر شبی کر سکے اور اُسے کھایا جائے۔ ہم لوگ ایسی

زمین میں ہیں جو سر سبز و شاداب ہے۔ ہمارا امیر رات کا کھانا کھلاتا ہے اور اُس کا کھانا کھانے کے قابل ہوتا ہے۔

مطالبہ تنخواہ کی منظوری

حضرت عمرؓ نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکا لیا (اور غور کرنے لگے)۔ پھر اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ ہاں! میں نے تمہارے لئے بیت المال سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب (ایک پیمانہ) مقرر کیا۔ صبح کے کھانے کا وقت ہو تو ایک بکری ایک جریب کے ساتھ کام میں لاؤ۔ اور تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ۔ پھر پانی منگا کے پیو اور وہ پانی اپنے داہنی طرف والے کو پلاؤ، جو اُس کے ساتھ متصل ہو۔ پھر اپنے کام کے لئے اُٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ شام کے کھانے کا وقت ہو تو بقیہ بکری جریب کے ساتھ تم اور تمہارے ساتھی کھاؤ۔ پانی منگا کے پیو۔

دیکھو! خبردار! لوگوں کا اُن کے گھروں میں پیٹ بھرو۔ اُن کے عیال کو کھلاؤ۔ کیوں کہ لوگوں کو تمہارا دو مٹھی اناج دے دینا نہ اچھے اخلاق پیدا کرتا ہے اور نہ اُن کے بھوکے کو سیر کرتا ہے۔ واللہ! اس پر بھی میں خیال کرتا ہوں کہ جس اراضی سے روزانہ دو بکریاں اور دو جریب لی جائیں گی تو یہ تیزی کے ساتھ اُس کو بربادی کی طرف لے جائیں گی۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۶۸)

آرام و آسائش سے اجتناب

حُمید بن ہلال سے مروی ہے کہ حفص بن ابی العاص، حضرت عمرؓ کے کھانے میں موجود ہوتے تھے مگر کھاتے نہ تھے۔ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ تمہیں ہمارے کھانے میں کیا چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کا کھانا خراب اور سخت ہے۔ اور میرے لئے عمدہ کھانا تیار ہے، میں اُس میں سے لوں گا۔ فرمایا:

کیا تم مجھے اس سے عاجز سمجھتے ہو کہ میں بکری کے متعلق حکم دوں کہ اُس کے بال دُور کر دیے جائیں (یعنی صاف کر کے پکا دی جائے)۔ آٹے کے متعلق حکم دوں کہ وہ کپڑے میں چھان ڈالا جائے اور اُس کی باریک روٹی پکائی جائے۔ میں ایک صاع (3 ½) کشمش کا حکم دوں کہ ڈول میں رکھ کر اُس پر پانی ڈالیں کہ صبح کے وقت اُس کی یہ رنگت نظر آئے جیسے ہرن کا خون۔

حفص بن ابی العاص نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ آرام کی زندگی بسر کرنا جانتے ہیں۔ فرمایا:

بے شک! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر مجھے اپنی حسنات کا سلسلہ ٹوٹ جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہاری راحت کی زندگی میں ضرور شرکت کرتا۔

امیر المومنین کے فرائض

ربیع بن زیاد حارثی سے مروی ہے کہ وہ قاصد بن کر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے۔ انہیں ان کی ہیئت و طریقہ عجیب معلوم ہوا۔ اور عمرؓ سے سخت و خراب کھانے کی جو انہوں نے کھایا تھا، شکایت کی اور عرض کی: یا امیر المؤمنین! آپ عمدہ کھانے، عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

عمرؓ نے کاغذ (مثل) اُٹھایا، جو اُن کے پاس تھا اور اُس کو اپنے سر پر مارا اور کہا: دیکھو! واللہ! میں تمہیں یہ نہیں سمجھتا کہ تم نے اس سے اللہ کے راضی کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ تم نے اس بات سے صرف میرا تقرب حاصل کرنا چاہا ہے۔ خدا تمہارا بھلا کرے، میں نہیں سمجھتا کہ تم میں کوئی خیر ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ میری اور اُن (رعایا) کی کیا مثال ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی اور اُن کی کیا مثال ہے؟ (بیان فرمایئے)۔ فرمایا: اس کی مثال ایک جماعت کی سی ہے، جس نے سفر کیا اور اپنے اخراجات اپنی ہی قوم کے کسی شخص کے سپرد کر دیے اور اس سے کہہ دیا کہ ہم پر خرچ کرنا۔ کیا اس کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ اس مال میں سے اپنے لیے استعمال کر لے؟

انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! نہیں۔ فرمایا کہ میری اور اُن

(رعایا) کی ایسی ہی مثال ہے۔ میں نے تمہارے عمال کو اس لئے تم پر عامل نہیں بنایا کہ وہ تمہارے منہ پر ماریں یا تمہاری آبرو اور تمہارا مال لے لیں۔ میں نے انہیں اس لئے تم پر عامل بنایا ہے کہ وہ تمہیں تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت سکھائیں۔ اگر کسی شخص پر اُس کا عامل کسی طرح کا بھی ظلم کرے تو اُسے اجازت ہے کہ وہ اُس ظلم کی میرے پاس شکایت کرے کہ میں اُس کا بدلہ اس سے لوں۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۶۹)

رعایا سے حُسنِ سلوک

عمروؓ بن العاص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ نے غور فرما لیا کہ اگر کوئی امیر اپنی رعیت کے کسی شخص کو تعلیم کے طور پر مارے تو آپ اُس سے بھی قصاص لیں گے؟ عمرؓ نے کہا کہ کوئی وجہ نہیں کہ میں اُس سے قصاص نہ لوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ عمرؓ نے امرائے لشکر کو لکھا کہ مسلمانوں کو مار کر ذلیل نہ کرنا اور نہ انہیں محروم کر کے نافرمان بنانا۔ انہیں محتاج بنا کے فتنے میں نہ ڈالنا اور نہ انہیں جھاڑیوں میں اُتار کر ضائع کرنا۔[1]

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۶۹

امیر المومنین کا لقب

لوگوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور ابو بکرؓ صدیق خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمرؓ بن الخطاب خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفہ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہا گیا۔

مسلمانوں نے کہا کہ عمرؓ کے بعد جو شخص آئے گا، اُسے خلیفہ خلیفہ رسول علیہ السلام کہا جائے گا تو یہ طویل ہو جائے گا۔ تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کر لو، جس سے اپنے خلیفہ کو پکارو۔ اور جس سے بعد کے خلفاء بھی پکارے جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحابؓ نے کہا کہ ہم مومن ہیں اور عمرؓ ہمارے امیر ہیں، لہٰذا عمرؓ امیر المؤمنین پکارے گئے۔ وہ پہلے شخص ہیں، جن کا یہ نام رکھا گیا۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۶۹)

حضرت عمرؓ کی اوّلیات

(۱) وہ پہلے شخص ہیں کہ ربیع الاول ۱۶ھ میں تاریخ مقرر کی۔ انہوں نے نبی ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کو آغاز سن ہجری قرار دیا۔

(۲) وہ پہلے شخص ہیں کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کیا۔

(۳) وہ پہلے شخص ہیں کہ رمضان کی تراویح کے لئے لوگوں کو اس پر جمع کیا۔ اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان لکھے۔ یہ واقعہ رمضان ۱۴ھ کا ہے۔ انہوں نے مدینے میں دو قاری مقرر کیے۔ ایک جو مردوں کو نماز تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو پڑھائے۔

(۴) وہ پہلے شخص ہیں کہ شراب پینے پر اسی (۸۰) تازیانے مارے۔ اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور ان کی نیکی میں شک کرنے والوں پر سختی کی۔ انہی نے رویشد، لثقفی کا گھر جلا دیا جو ایک شراب کی دکان تھی۔ انہوں نے ربیعہ بن امیہ بن خلف (منافق) کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا۔ وہ شراب والا تھا، ملک روم میں جا کر مرتد ہو گیا۔

(۵) وہ پہلے شخص ہیں کہ لوگوں کی نگرانی و حفاظت کے لئے مدینہ میں اپنے حلقہ میں رات کے وقت گشت کیا اور درّہ لیا اور اس سے لوگوں کی تادیب کی۔ اُن کے بعد کہا جاتا تھا کہ عمرؓ کا درّہ تم لوگوں کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک ہے۔

(۶) وہ پہلے شخص ہیں کہ بہت سی فتوحات حاصل کیں، جو بہت سے شہروں اور زمینوں پر مشتمل تھیں کہ اُن میں خراج اور مالِ غنیمت تھا۔ انہوں نے پورے عراق کو، اُس کی بستیوں اور پہاڑوں کو، آذربائیجان، شہر بصرہ اور اس کی زمین، الاہواز، فارس اور اجنادین کے سوا پورا شام فتح

کیا۔ اجنادین حضرت ابو بکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتح ہو گیا تھا۔ عمرؓ نے الجزیرہ کی بستیاں، موصل، مصر اور اسکندریہ فتح کیا۔ وہ اُس وقت شہید کر دیئے گئے کہ ان کا لشکر رے پر تھا اور اُس کا اکثر حصہ فتح کر چکے تھے۔

(۷) وہ پہلے شخص ہیں کہ السواد اور ارض الجبل کی پیائش کی۔ جو شہر انہوں نے فتح کیے، ان کی زمینوں پر خراج اور اہل ذمہ پر (یعنی وہ غیر مسلم جو اُن کی رعایا تھے) جزیہ (اُن کی جان و مال کی حفاظت و ذمہ داری کا محصول) مقرر کیا۔ دولت مندوں پر سالانہ اڑتالیس درہم (یا بارہ روپے)، متوسط پر سالانہ چوبیس درہم (یا چھ روپے) اور غریب پر سالانہ بارہ درہم (یا تین روپے) مقرر کئے۔ اور فرمایا: ایک درہم (چار آنے) ماہوار ان میں سے کسی کو بھی گراں نہیں گزرے گا۔ عہد عمرؓ میں السواد اور الجبل کے خراج کی مقدار دو کروڑ دس لاکھ وافی تک پہنچ گئی۔ ایک وافی ایک درہم اور ڈھائی دانگ کے مساوی تھا جب کہ ایک دانگ ۶/۱ درہم کے۔

(۸) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفہ اور بصرہ اور الجزیرہ اور شام اور مصر اور موصل کو شہر بنایا۔ وہاں عربوں کو آباد کیا۔ انہوں نے کوفہ اور بصرہ میں قبائل کے لئے علیحدہ علیحدہ خطے مقرر کئے۔

(۹) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شہروں میں قاضی (حاکم

فوجداری و دیوانی) مقرر کئے۔ دفتر مرتب کیا (یعنی رجسٹر بنایا)۔ اس میں لوگوں کے نام بہ ترتیب قبائل درج کئے۔ اُن کے لئے مال غنیمت میں عطائیں مقرر کیں۔ لوگوں کو حصے تقسیم کیے۔ اہل بدر کا حصہ مقرر کیا۔ انہیں غیر اہل بدر پر فضیلت دی۔ مسلمانوں کے حصے ان کی قدر اور اسلام میں تقدم کے لحاظ سے مقرر کئے۔

(۱۰) وہ پہلے شخص ہیں کہ مصر سے غلہ کشتیوں میں بھر کر سمندر کے راستے سے الجار اور وہاں سے مدینہ منورہ منگایا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

عامل کی تقرری کے وقت احتیاطی تدابیر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب اپنی کسی عامل کو کسی شہر پر مقرر کر کے بھیجتے تھے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیتے تھے۔ انہوں نے ایک سو سے زائد لوگوں کا مال جب انہیں معزول کیا تو تقسیم کرالیا۔ (یعنی جو فہرست ابتدائی سے بڑھا وہ لے لیا، اگرچہ وہ تنخواہ ہی سے بڑھا۔ کیوں کہ عامل کے لئے نفقہ ہے اور جو اُس سے بڑھے، وہ اُسے واپس کرنا چاہیے)۔ جن کا مال تقسیم کرالیا، اُن میں سے سعد بن ابی وقاصؓ اور ابی ہریرہؓ بھی تھے۔

عامل اصحابِؓ رسول اللہ ﷺ میں سے کسی شخص کو بناتے تھے، جیسے عمروؓ بن العاص، معاویہؓ بن ابی سفیان اور مغیرہؓ بن شعبہ۔ جو ان

سے افضل تھے، انہیں چھوڑ دیتے تھے، جیسے عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور اُن کے مساوی لوگ۔ اس لیے کہ ان لوگوں میں عامل بننے کی صلاحیت تھی اور عمرؓ کی نگرانی اور ہیبت اثر انداز تھی۔ اُن سے کہا گیا کہ کیا بات کہ رسول اللہ ﷺ کے اکابر اصحاب کو والی نہیں بناتے؟ فرمایا: مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں انہیں عمل میں آلودہ کروں۔

حضرت عمرؓ نے (بروایت بعض) دار الرقیق (غلام خانہ) اور (بروایت بعض) دار الدقیق (توشہ خانہ) بنایا تھا۔ اس میں انہوں نے آٹا، ستّو، کھجور، کشمش اور حاجت کی چیزیں رکھیں، جن سے وہ مسافروں اور مہمانوں کی مدد کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مکّہ اور مدینہ کے درمیانی راستوں پر بھی وہ اشیاء مہیا کیں جو بے توشہ مسافر کو مفید ہوں۔ اور اُسے ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچادیں۔[1]

مسجد نبویؐ میں اضافہ

حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد منہدم کی اور اس میں اضافہ کیا۔ اضافے میں عباسؓ بن عبدالمطلب کا مکان بھی لے لیا اور

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۷۱

اسے وسیع کر کے بنا دیا۔ یہ اس وقت کیا جب مدینہ میں لوگ زیادہ ہو گئے۔ انہوں نے یہود کو حجاز سے نکال دیا۔ اور جزیرۃ العرب سے ملک شام میں جلاوطن کر دیا۔ نجران کے نصاریٰ کو نکال کر نواح کوفہ میں آباد کیا۔

حضرت عمرؓ کا الجابیہ میں قیام

حضرت عمرؓ صفر ۱۶ھ میں الجابیہ گئے۔ وہاں بیس (۲۰) شب قیام کیا۔ نماز میں قصر کرتے رہے (اس لئے کہ نیت پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی تھی، مگر اتفاق سے روانگی میں تاخیر ہو گئی، اس لئے نماز میں قصر کرنا پڑا۔ ورنہ اگر پہلے ہی سے بیس دن یا پندرہ دن کے قیام کی نیت ہوتی تو قصر نہ کرتے)۔ فتح بیت المقدس میں بھی موجود تھے۔ انہوں نے الجابیہ میں غنایم تقسیم کیں۔

عمواس کا طاعون

جمادی الاولیٰ ۱۷ھ میں ملک شام کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ سَرغ تک پہنچے تھے کہ معلوم ہوا، شام میں طاعون بہت زور سے پھیل گیا ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے۔ ابو عبیدہؓ بن الجراح نے اعتراض کیا: کیا

آپ تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہیں؟ جواب دیا: ہاں! تقدیر الٰہی کی طرف۔ انہیں کی خلافت میں ۱۸ھ میں عمواس کا طاعون ہوا۔ اسی سال تباہی کی ابتداء ہوئی، جس میں لوگوں کو قحط و خشک سالی اور بھوک کی تکلیف انیس (۱۹) مہینے تک رہی۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۷۲)

فرائض حج کی ادائیگی

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۱۳ھ میں لوگوں کو حج کرانے پر عبد الرحمٰنؓ بن عوف کو مقرر فرمایا۔ اس سال انہوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس کے بعد اپنی خلافت کے پورے زمانے میں عمرؓ بن الخطاب ہی لوگوں کو حج کراتے رہے۔ انہوں نے پے در پے دس سال تک لوگوں کو حج کرایا۔ ۲۳ھ میں جو آخری حج لوگوں کو کرایا، اس میں ازواجِ نبی علیہ السلام بھی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں تین عمرے کیے۔ ایک عمرہ رجب ۱۷ھ، دوسرا رجب ۲۱ھ اور تیسرا رجب ۲۲ھ میں۔ انہوں نے مقام ابراہیم کو اپنے مقام پر ہٹا دیا، جو اس زمانے میں بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مدینہ، بصرہ، کوفہ، بحرین، مصر، شام اور الجزیرہ کو شہر بنا دیا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۷۲)

قوم کی اصلاح

حسنؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا: ایک شے آسان ہے، جس سے میں قوم کی اصلاح کر سکتا ہوں۔ وہ یہ کہ اُن کے ایک امیر کو دوسرے امیر کی جگہ بدل دوں۔

عبداللہ بن ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جس نے (گرد و غبار سے بچانے کے لئے) کنکریاں ڈالیں، وہ حضرت عمرؓ بن الخطاب تھے۔ لوگ جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو اپنے ہاتھ سے جھاڑتے۔ عمرؓ نے کنکریوں کا حکم دیا تو وہ العقیق سے لائی گئیں اور مسجد نبوی ﷺ میں بچھائی گئیں۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

حضرت عمرؓ سے نرم روی کی درخواست

محمد بن زید سے مروی ہے کہ علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور سعدؓ سب مل کر جمع ہوئے۔ اُن میں سب سے زیادہ عمرؓ سے بے باک (بے تکلف) عبدالرحمنؓ بن عوف تھے۔ سب نے عبدالرحمنؓ بن عوف سے کہا کہ آپ امیر المؤمنین سے لوگوں کے لئے گفتگو کرتے (تو بہتر ہوتا) کیوں کہ انسان طالب حاجت بن آتا ہے۔ اُسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرنے سے روکتی ہے۔ اور وہ

بغیر اپنی حاجت بیان کیے واپس چلا جاتا ہے۔

عبدالرحمنؓ اُن کے پاس گئے اور کہا: اے امیر المؤمنینؓ! لوگوں پر نرمی کیجیے۔ کیوں کہ آنے والا آتا ہے، اُسے آپ کی ہیبت اپنی حاجت بیان کرتے سے روک دیتی ہے اور وہ واپس چلا جاتا ہے۔ آپ سے گفتگو نہیں کرتا۔ فرمایا: اے عبدالرحمنؓ! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، سچ بتاؤ، کیا علیؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ نے تمہیں اس بات کا مشورہ دیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! فرمایا:

اے عبدالرحمنؓ! واللہ! میں لوگوں کے لئے نرم ہو گیا تھا، مگر نرمی میں بھی اللہ سے ڈرا۔ پھر میں نے ان پر سختی کی، یہاں تک کہ سختی میں بھی اللہ سے ڈرا۔ پھر رہائی کی کون سی صورت ہے؟ عبدالرحمنؓ اپنی چادر کو ہاتھ سے کھینچتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ آپ کے بعد لوگوں کے لئے افسوس ہے، آپ کے بعد لوگوں کے لئے افسوس ہے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص ۷۴)

حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عباسؓ کو مال تقسیم کرنے کا حکم

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب جب نماز پڑھ چکتے تو لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے۔ کوئی اپنی حاجت پیش کرتا تو اُس پر غور

کرتے۔ انہوں نے کچھ نمازیں پڑھیں، جن کے بعد نہیں بیٹھے۔ میں دروازے پر آیا اور پکارا: اے یرفا! یرفا آیا تو میں نے پوچھا: کیا امیر المؤمنین! کو کوئی بیماری ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ عثمانؓ آ گئے۔ یرفا اندر چلا گیا۔ پھر وہ ہمارے پاس آیا اور کہا کہ اے ابن عفانؓ! کھڑے ہو اور اے ابن عباسؓ! کھڑے ہو۔ ہم دونوں عمرؓ کے پاس گئے۔ اُن کے سامنے مال کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ہر ڈھیر پر گوشت کا ایک دست تھا۔ فرمایا کہ میں نے غور کیا تو مدینہ میں تم دونوں سے زیادہ خاندان والا کسی کو نہیں دیکھا۔ تم دونوں اس مال کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اگر کچھ بڑھے تو اُسے واپس کر دینا۔

عثمانؓ نے تو ہاتھ جھاڑ دیئے (یعنی انکار کر دیا)۔ میں اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہو گیا اور کہا: اگر (تقسیم کرنے میں یہ مال بجائے بڑھنے کے) کم ہو جائے تو آپ ہمیں واپس کر دیں گے؟ فرمایا: پہاڑ کا پتھر (واپس کر دیں گے)۔ کیا یہ مال اُس وقت اللہ کے پاس نہ تھا، جب محمد ﷺ اور اُن کے اصحابؓ محدود مقدار میں کھاتے تھے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! تھا۔ اور اگر آنحضرت ﷺ کو فتح ہوتی تو ضرور آپ کے عمل کے خلاف کرتے۔ پوچھا: آنحضرت ﷺ کیا کرتے؟ میں نے کہا: اُس وقت آپ خود بھی کھاتے اور ہمیں بھی کھلاتے۔

ذمہ داری کا احساس

میں نے دیکھا کہ وہ رونے لگے، یہاں تک کہ ہچکیوں سے اُن کی پسلیاں ہلنے لگیں اور فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ سب کو کافی ہو کہ میں بری ہو جاؤں کہ نہ میرے ذمہ کچھ رہے اور نہ میرے لئے کچھ بچے۔[1]

مسلمانوں کی دعوت

(۱) سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ مال میں سے ایک اونٹ ملا (بروایت یحییٰ غنیمت میں سے اونٹ ملا)۔ حضرت عمرؓ نے اُسے ذبح کیا۔ ازواجِ نبی ﷺ کو بھیجا۔ جو بچا اُسے تیار کرایا۔ بعض مسلمانوں کی دعوت کی، جن میں اس روز عباسؓ بن عبد المطلب بھی تھے۔ عباسؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اگر آپ روزانہ ہمارے لئے ایسا ہی کریں تو ہم لوگ آپ کے پاس کھائیں اور باتیں کریں۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں ایسا دوبارہ نہ کروں گا۔ میرے دونوں صاحب (یعنی نبی ﷺ اور ابو بکرؓ) ایک عمل کر کے اور ایک راستہ چل کے گزر گئے۔ اگر میں اُن کے عمل کے خلاف کروں گا تو راہِ راست سے بھٹک جاؤں گا۔

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۷۷

(۲) زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب آ کے منبر پر بیٹھے۔ لوگ اُٹھ اُٹھ کے اُن کے پاس آئے۔ اہل عالیہ (یعنی بیرون مدینہ کے دیہات کے لوگوں) نے سنا تو وہ بھی آئے۔ عمرؓ نے انہیں تعلیم دی اور کوئی صورت ایسی نہ رہی جو بتا نہ دی ہو۔

عمرؓ اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور فرمایا: میں نے جن باتوں سے منع کیا ہے، تم لوگوں نے بھی سن لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم میں سے کوئی بھی میری منع کی ہوئی باتیں کرے گا تو اُسے دوچند سزا دوں گا یا جیسا کہا ہو۔

(۳) سالم بن عبداللہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنا چاہتے تو پہلے اپنے عزیزوں کے پاس جاتے اور کہتے کہ میں کسی کو (تم میں سے) ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ اس چیز میں مبتلا ہو، جس سے میں نے منع کیا ہے، سوائے اس کے کہ میں اُسے دوچند سزا دوں گا۔

فریقین کے مابین حضرت عمرؓ کی حالت

(۱) عروہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کے پاس دو فریق آتے تو وہ اپنے زانو کے بل جھک جاتے اور کہتے: اے اللہ! ان دونوں پر میری مدد

کر۔ کیوں کہ ان میں سے ہر شخص مجھے دین سے ہٹانا چاہتا ہے۔

(۲) حکم بن ابی العاص الثقفی سے مروی ہے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کیا۔ عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے اور اہل نجران کے درمیان کوئی قرابت ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ واللہ! میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اس کی گفتگو سے مسلمانوں کا ہر شخص جانتا ہے کہ اُس کے اور اہل نجران کے درمیان قرابت ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر المؤمنین! اُس کے اور اہل نجران کے درمیان فلاں فلاں کے قبل قرابت تھی۔ عمرؓ نے اُس سے کہا کہ ٹھہر جاؤ! میں خود نشانوں پر چل لوں گا۔

(۳) زیاد بن حدیر سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو سب سے زیادہ روزہ دار اور سب سے زیادہ مسواک کرنے والا دیکھا۔

(۴) قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے خلافت کے ساتھ طاقت ہوتی تو میں ضرور اذان کہا کرتا۔

(۵) یحییٰ بن ابی جعدہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا: اگر مجھے اللہ کی راہ پر چلنا نہ ہوتا یا اپنی پیشانی اللہ کے لیے زمین پر رکھنا نہ ہوتی یا اُس جماعت کی ہم نشینی نہ ہوتی جو عمدہ کلام منتخب کر لیتے ہیں، جس طرح عمدہ پھل چن لیا جاتا ہے تو میں اللہ سے مل جانا پسند کرتا (یعنی موت کو ترجیح دیتا)۔

(۶) عمر بن سلیمان بن ابی حثمہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ شفا بنت عبداللہ نے چند نوجوانوں کو روانگی کا قصد کرتے اور آہستہ باتیں کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا کہ ہم حجاج ہیں۔ انہوں نے کہا: واللہ! عمرؓ جب بات کرتے تو اتنے زور سے کہ دوسرے بخوبی سُن لیتے، جب چلتے تو جلد جلد اور مارتے تو بدن دُکھا دیتے تھے اور وہی سچے حاجی تھے۔

(۷) مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رہتے تھے کہ اُن سے تقویٰ سیکھیں۔

(۸) انسؓ بن مالک نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ اللہ کے معاملات میں میری اُمت میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت نمونہ ہے

عمر بن عبدالعزیزؒ سے مروی ہے کہ قبل خلافت میں نے نبی ﷺ کو اس طرح خواب میں دیکھا کہ ابو بکرؓ آپ کی داہنی جانب تھے اور عمرؓ بائیں جانب۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عمرؒ! اگر تم لوگوں کی حکومت کے والی ہونا تو ان دونوں کی سیرت اختیار کرنا۔

معن نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب مکہ کے کسی راستے پر چل رہے تھے

اور قطن بن ذہب کے چچا سے مروی ہے کہ وہ کسی سفر میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ تھے۔ الروحا کے قریب (بروایت معن وعبداللہ بن مسلمہ) انہوں نے پہاڑ سے چرواہے کی آواز سنی۔ اُس کی طرف پلٹ گئے۔ قریب پہنچ کے زور سے پکارا کہ او بکریاں چرانے والے! اس چرواہے نے انہیں جواب دیا تو فرمایا کہ اے اُن کے چرانے والے! میں ایسے مقام سے گزرا ہوں جو تیرے مقام سے زیادہ سرسبز ہے۔ ہر چرواہے (راعی) سے اُس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے روز) بازپرس کی جائے گی۔ پھر وہ اونٹوں کے آنے کے راستے پر پلٹ گئے۔[1]

خوفِ الٰہی

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ایک روز میں عمرؓ بن الخطاب کے ہمراہ نکلا، یہاں تک کہ وہ ایک احاطے میں داخل ہوگئے۔ میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ احاطے کے اندر تھے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ عمرؓ بن الخطاب امیر المؤمنین ہیں، خوشی کی بات ہے۔ واللہ! اے فرزند خطاب! تجھے ضرور اللہ سے ڈرنا ہوگا، ورنہ اللہ تجھ پر عذاب کرے گا۔

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۸۰

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ لوگ اس وقت برابر دُرست رہیں گے جب تک اُن کے پیشوا اور ہادی درست رہیں گے۔

امام کے فرائض

(۱) حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے، جب تک کہ امام اللہ کے حقوق ادا کرتا رہتا ہے۔ جب امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرنے لگتے ہیں۔

(۲) زید بن اسلم سے مروی ہے کہ مجھے میرے والد اسلم نے خبر دی کہ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ اے اسلم! مجھے عمرؓ کا حال بتاؤ۔ اسلم نے کہا کہ میں نے انہیں عمرؓ کے بعض حالات بتائے۔ تو عبداللہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سے کبھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو اتنا کوشش کرنے والا اور اتنا سخی ہو کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ جائے۔

(۳) عاصم سے مروی ہے کہ میں ابو عثمان النہدی کو کہتے سنا کہ قسم اُس ذات کی جو اگر میرے نیزے کو بولنے کی طاقت عطا فرمائے تو یہ کہے گا کہ اگر عمرؓ بن الخطاب میزان (ترازو) ہوتے تو اُن میں بال بھر کا بھی فرق نہ ہوتا۔

احتسابِ نفس

(۱) ابو عمیر حارث بن عمیر نے ایک شخص سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب منبر پر چڑھے اور لوگوں کو جمع کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا کہ اے لوگو! میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ میرے لیے پھل نہ تھے کہ لوگ کھاتے، سوائے اس کے کہ بنی مخزوم میں میری چند خالہ تھیں۔ جنہیں میں میٹھا پانی پلاتا تھا، تو وہ میرے لیے چند مٹھیاں کشمش کی جمع کر لیتی تھیں۔ پھر وہ منبر سے اُتر آئے۔ پوچھا گیا: یا امیر المؤمنین! اس سے آپ کا مقصد کیا ہے؟ فرمایا: میں نے اپنے دِل میں کچھ محسوس کیا تو چاہا کہ اُس سے کچھ کم کر دوں۔

(۲) سفیان بن عینیہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: مجھے سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو میرے عیوب میرے سامنے بیان کر دے۔

(۳) انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ ہرمزان نے عمرؓ بن الخطاب کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کروٹ کے بل لیٹے دیکھا تو کہا کہ واللہ! یہ مبارک بادشاہ ہیں۔

(۴) زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ گھوڑے کا ایک کان پکڑتے اور دوسرے ہاتھ سے

اُس کا (دوسرا) کان پکڑتے اور اُچک کر اُس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔

عامل کے خلاف شکایت

عطا سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے عاملوں کو حج کے وقت اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا کرتے۔ لوگ جمع ہوتے تو فرماتے: اے لوگو! میں نے اپنے عاملوں کو تم پر مقرر کر کے اس لیے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے جان و مال کو تکلیف پہنچائیں۔ میں نے صرف اس لیے انہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کریں اور تمہاری غنیمت کو تم پر تقسیم کریں۔ جس کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے اور شکایت پیش کرے۔ ایک شخص کے سوا کوئی کھڑا نہ ہوا۔ وہ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر المؤمنین! مجھے آپ کے فلاں عامل نے سو تازیانے مارے ہیں۔ آپ نے عامل سے فرمایا کہ تم نے کس بارے میں اُسے مارا؟ (اے فریادی شخص!) اُٹھ اور اس سے بدلہ لے۔

عمروؓ بن العاص کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا امیر المؤمنین! اگر آپ یہ کریں گے تو آپ پر (شکایت کا سلسلہ) بہت ہو جائے گا۔ اور یہ فعل سنت ہو جائے گا، جسے آپ کے بعد کے لوگ اختیار کریں گے۔ فرمایا: کیا میں قصاص نہ لوں؟ حالاں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ذات سے قصاص لیتے دیکھا ہے۔ عمروؓ بن العاص نے کہا کہ اچھا! ہمیں مہلت

دیجیے کہ ہم اُسے راضی کر لیں۔ فرمایا: اچھا! تمہیں مہلت ہے، اُسے راضی کر لو۔ اُس عامل کی طرف سے دو سو دینار فدیہ دیے گئے، ہر تازیانے کے عوض دو دینار۔

حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کی مسجد میں ایک نشست

(۱) ابی سعید مولائے ابی اُسیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب عشاء کے بعد مسجد میں گشت کرتے تھے، جس کسی کو دیکھتے نکال دیتے سوائے اُس شخص کے جو کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہو۔ اصحابِؓ رسول اللہ ﷺ کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے، جن میں اُبی بن کعب بھی تھے۔ پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ اُبی نے جواب دیا کہ یا امیر المؤمنین! آپ کے عزیزوں کی ایک جماعت ہے۔ پوچھا کہ نماز کے بعد تمہیں کس چیز نے چھوڑا۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جو شخص ان کے زیادہ قریب تھا، اُس سے فرمایا کہ شروع کرو۔ انہوں نے دُعا کی۔

چنانچہ انہوں نے اُن میں سے ایک ایک آدمی کو جو دُعا کر رہے تھے، پڑھوایا۔ یہاں تک کہ میری باری آئی۔ میں اُن کے پہلو ہی میں تھا۔ فرمایا: پڑھو۔ میری آواز بند ہو گئی اور خوف سے لرزنے لگا۔ انہوں نے بھی محسوس کیا اور فرمایا: اگر تم کہتے کہ اے اللہ! ہماری مغفرت کر،

اے اللہ! ہم پر رحمت کر (تو بہتر ہوتا)۔

راوی نے کہا کہ پھر عمرؓ نے شروع کیا۔ اس جماعت میں اُن سے زیادہ آنسو بہانے والا، اُن سے زیادہ رونے والا کوئی نہ تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب واپس جاؤ۔ سب لوگ منتشر ہو گئے۔

(۲) زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب پالتی مار کے بیٹھتے، چت لیٹتے اور اپنا ایک پاؤں اُٹھا کر دوسرے پر رکھ لیتے۔

(۳) زہری سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کی مسجد میں طویل نشست ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنا پہلو ٹکا لے (یعنی لیٹ رہے)۔ کیوں کہ وہ اس کا مستحق ہے کہ نشست اُسے بیزار نہ کر دے۔

مردم شماری

جبیر بن الحویرث بن نقید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے میں مسلمانوں سے مشورہ لیا۔ علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ جو مال آپ کے پاس جمع ہو اُسے ہر سال تقسیم کر دیا کیجیے اور اس میں سے کچھ نہ رکھیے۔ عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ مال کثیر لوگوں کو گنجائش دے دے گا (کہ ایک آدمی دو مرتبہ لے لے اور ایک کو ایک مرتبہ بھی نہ ملے) اگر اُن کا شمار نہ کیا گیا۔ تاوقتیکہ آپ

لینے والے اور نہ لینے والے کو نہ پہچانیں (اور اس کی یہی صورت ہے کہ دیوان میں سب کے نام درج کیے جائیں)۔ مجھے خوف ہے کہ حکومت میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔

ولید بن ہشام ابن مغیرہ نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! میں شام سے آیا ہوں۔ میں نے وہاں کے بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دفتر مرتب کیے اور لشکر بنائے۔ آپ بھی دفتر مرتب کیجیے اور لشکر بنائیے۔ عمرؓ نے اُن کا قول اختیار کیا۔

عقیل بن ابی طالب اور مخرمہ بن نوفل اور جبیر ابن مطعم کو بلایا، جو قریش کے نسب جاننے والوں میں تھے۔ اُن سے فرمایا کہ لوگوں کے نام اُن کے مرتبے کے مطابق لکھو۔ انہوں نے لکھا تو بنی ہاشم سے شروع کیا۔ اُن کے بعد ابو بکرؓ اور اُن کی قوم کو لکھا۔ پھر عمرؓ اور اُن کی قوم کو بہ ترتیب خلافت لکھا۔ عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا کہ واللہ! مجھے اسی طرح پسند ہے، مگر پہلے نبی ﷺ کی قرابت سے شروع کرو۔ جو سب سے قریب ہو وہ (اس تحریر میں بھی) سب سے قریب ہو۔ عمرؓ کو بھی اُس مقام پر رکھو جہاں اُن کو اللہ نے رکھا ہے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۸۳)

مردم شماری میں درجہ بندی

اسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ میں نے

عمرؓ بن الخطاب کو اس وقت دیکھا جب اُن کے سامنے ناموں کی فہرست پیش کی گئی۔ اُس میں اس طرح درج تھا کہ بنو ہاشم کے بعد بنو تیم اور بنو تیم کے بعد بنو عدی۔ میں نے اُنہیں فرماتے سُنا کہ عمرؓ کو اس کے مقام پر رکھو (یعنی اسے بڑھاؤ نہیں)۔ شروع اُن سے کرو جو رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہوں۔

بنو عدی عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ تھے۔ بہتر ہوتا کہ آپ اپنے کو اُس مقام پر رکھتے، جہاں اس جماعت نے رکھا تھا۔ فرمایا: خوب! خوب! اے بنی عدی! تم نے میرے نام سے بلندی چاہی کہ میں حسنات میں تمہارے باعث محروم ہو جاؤں۔ نہیں! اور تا بمرگ نہیں، چاہے دفتر تم پر بند ہی کیوں نہ ہو جائے، یعنی اگرچہ تم لوگ سب سے آخر میں لکھے جاؤ۔ میرے دونوں صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ و ابو بکرؓ) ایک طریقہ پر چلے۔ اگر میں اُن کی مخالفت کروں گا تو میرے ساتھ بھی مخالفت کی جائے گی۔

واللہ! ہم نے دُنیا میں جو فضیلت پائی اور آخرت میں اپنے اعمال کی بدولت ہم جو کچھ اللہ کے ثواب کی اُمید رکھتے ہیں، وہ صرف محمد ﷺ کے سبب سے ہے۔ آپ ہمارے شرف ہیں، آپ کی قوم سارے عرب سے اشرف ہے۔ جو آپ سے زیادہ قریب ہے، وہی شرف میں بھی زیادہ نزدیک ہے۔ عرب کو رسول اللہ ﷺ کی بدولت شرافت

حاصل ہوئی۔ اگرچہ ہم میں سے بعض کا نسب آپ کے اجداد سے مل جاتا ہے، ہمارے اور آپ کے نسب ملنے میں کوئی حائل نہیں ہے۔ ہم آدمؑ تک آپ سے (نسب میں) جدا نہیں ہوتے، سوائے چند باپ دادا کے۔ تاہم واللہ! اگر عجمی بارگاہِ ایزدی میں اعمال نیک لائیں اور ہم بغیر عمل کے آئیں تو وہ لوگ قیامت میں ہم سے زیادہ محمد ﷺ سے قریب ہوں گے۔

لہٰذا کوئی شخص قرابت کو نہ دیکھے اور جو نعمت اللہ کے پاس ہے، اُس کے لئے عمل کرے۔ کیوں کہ جس کے عمل نے اُس کے ساتھ کمی کی، اُسے اُس کا نسب پورا نہیں کر سکے گا۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۸۴)

دیوان کی ترتیب میں بنو ہاشم سے آغاز

زہری (اور طرق متعددہ) سے مروی ہے کہ جب محرم ۲۰ھ میں حضرت عمرؓ بن الخطاب نے دیوان مرتب کرنے پر اتفاق کر لیا تو بلحاظ مرتبہ بنی ہاشم سے شروع کیا، پھر جو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ قریب تھے۔ اگر کوئی قوم رسول اللہ ﷺ کی قرابت میں مساوی ہوتی تو وہ سابقین کو (جنہوں نے نیکیوں میں سبقت کی ہے، اُن کو) مقدم کرتے۔ اس طرح انصار تک پہنچے تو فرمایا کہ سعدؓ بن معاذ اشہلی کی قوم سے شروع کرو، پھر جو سعدؓ بن معاذ سے قریب تر ہو۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۸۴)

اہل دیوان کے حصص

حضرت عمرؓ نے اہل دیوان کا حصہ مقرر کیا۔ انہوں نے اہل سوابق و شواہد کو (جو لوگ نیکیوں میں اور اسلام لانے میں مقدم تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب جہاد میں حاضر ہوئے تھے) حصہ دینے میں ترجیح و فضیلت دی۔ حالانکہ ابو بکرؓ صدیق نے لوگوں کے درمیان تقسیم کرنے میں مساوات اختیار کی تھی۔ جب اعتراض کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں کو جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مقابلہ کیا، اُن کے برابر نہیں کر سکتا جو آپ کے ہمرکاب دشمنوں سے لڑے۔[1]

بدری صحابہؓ

حضرت عمرؓ نے، جو مہاجرین و انصار بدر میں موجود تھے، اُن سے شروع کیا۔ اور اُن میں سے ہر شخص کے لئے پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر کیا۔ جس میں اُن کے حلیف اور اُن کے مولیٰ سب برابر رکھے گئے۔ اُن لوگوں کو جن کا اسلام مثل اہل بدر کے اسلام کے تھا، جو مہاجرین حبشہ میں سے تھے اور اُحد میں حاضر ہوئے تھے، اُن میں سے ہر ایک کے لئے چار ہزار درہم سالانہ مقرر کیا۔ اہل بدر کے لڑکوں کے لئے دو دو ہزار

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۸۴

درہم مقرر کیا، سوائے حسنؓ و حسینؓ کے کہ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے اُن کو علیؓ کے ساتھ رکھا اور اُن میں سے ہر ایک کے پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔ عباسؓ ابن عبدالمطلب کے بھی بوجہ قرابت رسول اللہ ﷺ پانچ ہزار درہم مقرر کیے۔

ازواج مطہراتؓ کو بدری صحابہؓ پر ترجیح

ابن سعد نے کہا کہ بعضوں نے روایت کی کہ عباسؓ کے لئے سات ہزار درہم مقرر کیے۔ باقی سب راویوں نے کہا کہ انہوں نے سوائے ازواجؓ نبی ﷺ کے اور کسی کو اہل بدر پر ترجیح نہیں دی۔ اُن میں سے ہر بیوی کے لیے بارہ بارہ ہزار درہم مقرر کئے، جن میں جویریہؓ بنت حارث اور صفیہؓ بنت حیی بھی تھیں۔ یہ متفق علیہ ہے۔ اور جنہوں نے قبل فتح مکہ ہجرت کی، اُن میں سے ہر ایک کے لیے تین ہزار درہم مقرر کیے۔

فتح مکہ میں اسلام لانے والوں میں سے ہر شخص کے لئے دو ہزار مقرر کیے۔ اولاد مہاجرین و انصار کے نومولود بچوں کے لئے مسلمین فتح مکہ کے برابر حصہ مقرر کیا۔ عمرؓ بن ابی سلمہ کے لئے چار ہزار درہم مقرر کیے۔ اُسامہؓ بن زید کے لئے بھی چار ہزار درہم مقرر کیے۔

اس کے بعد انہوں نے لوگوں کے قرآت قرآن اور جہاد کے اعتبار سے حصے مقرر کیے۔ پھر بقیہ لوگوں کے لئے ایک باب بنایا۔ جو مسلمان اُن کے پاس مدینے میں آئے، انہیں بھی انہی میں شامل کیا۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے پچیس ہزار دینار مقرر کیے۔ انہی کے ساتھ آزاد کردہ غلاموں کا بھی حصہ مقرر کیا۔

اہل یمن، شام و عراق کے لئے عطا

اہل یمن کے لئے بھی عطا مقرر فرمائی۔ شام اور عراق میں ہر شخص کو دو ہزار سے ایک ہزار، نو سو، پانچ سو اور تین سو تک عطا کیا۔ انہوں نے کسی کا تین سو سے کم نہیں کیا۔ اور فرمایا کہ اگر مال زیادہ ہو گا تو میں ہر شخص کے لئے چار ہزار درہم مقرر کر دوں گا۔ ایک ہزار اُس کے سفر کے لئے، ایک ہزار اُس کے ہتھیاروں کے لیے، ایک ہزار اُس کے گھر والوں کے لئے اور ایک ہزار اس کے گھوڑے یا خچر کے لیے۔[1]

نسائے مہاجرات کا حصہ

انہوں نے نسائے مہاجرات (ہجرت کرنے والی عورتوں) کا بھی

---

[1] طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۸۵

حصہ مقرر کیا۔ صفیہؓ بنت عبد المطلب کے لئے چھ ہزار درہم، اسماءؓ بنت عمیس کے لئے ایک ہزار درہم، امّ کلثومؓ بنت عقبہ کے لئے ایک ہزار درہم اور عبد اللہؓ بن مسعود کی والدہ کے لئے ایک ہزار درہم مقرر کیے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ نسائے مہاجرات میں سے ہر ایک کے لئے تین ہزار درہم مقرر کئے۔ عمرؓ کے حکم سے اہل عوالی (بیرون مدینہ کے دیہات کے باشندوں) کی فہرست مرتب کی گئی۔ انہوں نے اُن کی خوراک جاری کر دی۔ عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو خوراک کے علاوہ پوشاک بھی عطا فرمائی۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۸۵)

نوزائیدہ بچوں کے لیے عطا

حضرت عمرؓ پیدا ہونے والے بچے کے سو درہم مقرر کرتے، جب وہ بڑا ہوتا تو اُسے دو سو تک پہنچاتے اور جب بالغ ہوتا تو اور زیادہ کر دیتے تھے۔ اگر اُن کے پاس لاوارث بچہ لایا جاتا تو اُس کے لئے بھی سو درہم اور مناسب تنخواہ مقرر کرتے، جسے اس کا سرپرست و محافظ ہر مہینے لے لیتا۔ پھر اُسے ایک سال سے دوسرے سال منتقل کرتے۔ اور انہیں نیکی کی وصیت کرتے۔ اُن کی رضاع (شیر خواری) و نفقہ بیت المال سے مقرر فرماتے۔

حزام بن ہشام الکعبی نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن

الخطاب کو دیکھا کہ وہ خزاعہ کا دفتر (رجسٹر) لیے ہوئے قدید میں آتے تھے۔ قدید میں ہر عورت اُن کے پاس اس طرح آتی تھی کہ کوئی عورت خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ، اُن سے چھپتی نہ تھی کہ وہ خود اُن کے ہاتھ میں نہ دیتے ہوں۔ پھر وہ جاتے تھے اور غسفان میں ٹھہرتے تھے۔ وہاں بھی ایسا ہی کرتے تھے، یہاں تک کہ اُن کی وفات ہو گئی۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

محمد بن زید سے مروی ہے کہ عمرؓ کے زمانے میں حمیر کا دفتر علیحدہ تھا۔

حضرت عمرؓ کے حُسنِ عمل کی تعریف

جہم بن ابی جہم سے مروی ہے کہ خالد بن عُرفُطہ العذری عمرؓ کے پاس آئے۔ آپ نے لوگوں کا حال دریافت فرمایا۔ عرض کی: یا امیر المؤمنین! میں نے اپنے پیچھے والوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ اللہ سے دُعا کر رہے تھے کہ وہ اُن لوگوں کی عمروں میں سے کچھ آپ کی عمر میں بڑھا دے۔ جس کسی نے قادسیہ کو روندا (یعنی وہاں جہاد کیا)، اُس کی عطا (تنخواہ) دو ہزار یا پندرہ سو ہے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے اُسے سو درہم اور ہر مہینہ دو جریب (پیمانہ) دیے جاتے ہیں، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ ہمارا کوئی لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اُسے پانچ سو یا چھ سو والوں کے ساتھ شامل کر دیا جاتا ہے۔ پھر جب یہ معلوم ہوتا کہ اُن میں سے کسی گھر والے کے لئے ایسا بچہ ہے جو کھانا کھاتا ہے اور اُن میں وہ بھی ہے جو کھانا

نہیں کھاتا تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اُسے جہاں مناسب ہے اور جہاں نامناسب ہے، خرچ کرے؟

حضرت عمرؓ کی اپنی مدح کی ممانعت

فرمایا: فَاللّٰہُ الْمُسْتَعَان (اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے)۔ جو انہیں دے دیا گیا، وہ انہیں کا حق ہے۔ اور میں انہیں اُس کے ادا کرنے کے لئے مستعد ہوں۔ جن میں وہ بھی ہے جو اُسے لے لیتا ہے۔ اس پر میری مدح نہ کرو۔ کیوں کہ جو تم کو دیا گیا ہے، وہ اگر خطاب کا مال ہوتا (تو میں مدح کا مستحق ہوتا، کیوں کہ وہ میرے باپ کا مال ہوتا اور اب تو اللہ کا مال ہے اور تم لوگ بھی اس کے حق دار ہو)۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس میں کچھ زیادہ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ میں اُسے اُن سے روکوں۔ اگر ان چھوٹے عربوں میں سے کسی کی عطا نکلے تو وہ اس سے بکری خریدے اور اسے اپنے دیہات کے ریوڑ میں شامل کر دے۔ جب دوسری عطا نکلے تو اس سے بھی جانور خرید لے اور اُسے بھی اسی میں کر دے (تو بہتر ہے)۔ کیوں کہ خدا تمہارا بھلا کرے، اے خالد بن عرفطہ! مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تم پر ایسے والی ہوں گے کہ اُن کے زمانے میں عطا مال شمار نہ ہوگی۔ اگر ان میں سے کوئی باقی رہا یا اُن کی اولاد میں سے کوئی رہا تو اُن کے لئے ایک شے ہوگی، جس کا وہ اعتقاد

کریں گے۔ اور اس پر بھروسہ کریں گے۔

میری نصیحت تمہارے لیے کہ تم میرے پاس بیٹھے ہو، اُن لوگوں کی نصیحت کی طرح ہے، جو اسلامی سرحدوں میں دُور دراز مقامات پر ہیں۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ نے ان کی حکومت کا طوق میری گردن میں ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی رعیت کی خیانت کرے گا، مرے گا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھے گا۔

حضرت حذیفہؓ کو عطائیں تقسیم کرنے کا حکم

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے حذیفہؓ کو لکھا کہ لوگوں کو اُن کی عطائیں اور تنخواہیں دے دو۔ انہوں نے لکھا کہ ہم نے یہ کر دیا ہے اور بہت کچھ بچ گیا ہے۔ انہیں حضرت عمرؓ نے لکھا کہ وہ غنیمت جو اللہ نے عطا فرمائی، نہ عمرؓ کی ہے نہ آلِ عمرؓ کی، اُسے بھی اُنہی میں تقسیم کر دو۔

مالِ غنیمت کی صحیح تقسیم

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تین مرتبہ کہتے سُنا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ لوگوں میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کا اس مال میں حق نہ ہو کہ وہ اُسے دے دیا گیا یا اُسے روک دیا گیا۔ ان میں سوائے غلام مملوک کے کوئی

شخص ایسا نہیں جو کسی سے زیادہ حق دار ہو (یعنی غلام مملوک سے سب لوگ زیادہ حق دار ہیں)۔ اور میں بھی اس معاملے میں ایسا ہی ہوں، جیسے ان میں کا کوئی ایک شخص۔ لیکن ہم لوگ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے تعلق کے مطابق اپنے مراتب و اقسام پر ہیں۔ ایک شخص اور اُس کی اسلام میں مصیبت، ایک شخص اور اس کی اسلام میں قدامت، ایک شخص اور اس کی اسلام میں بے نیازی اور ایک شخص اور اس کی اسلام میں محتاجی (یعنی یہ مسلمانوں کی مختلف اقسام ہیں)۔ اگر میں زندہ رہا تو کوہِ صفا کے چرواہے کے پاس اسی مال میں سے اُس کا حصہ ضرور ضرور آئے گا، حالاں کہ وہ اپنے مقام پر ہو گا۔

مالک بن اوس بن حدثان سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے سُنا کہ رُوئے زمین پر ہر ایسا مسلمان جس کی گردن کا کوئی مالک نہ ہو (یعنی وہ غلام نہ ہو) اُس کا اس غنیمت میں حق ہے، وہ دیا جائے یا اس سے روکا جائے۔ اگر میں زندہ رہا تو یمن کے چرواہے کے پاس اُس کا حق آ جائے گا، قبل اس کے کہ اُس کی تلاش میں اُس کا چہرہ سُرخ ہو۔

مالِ غنیمت کی افراط پر حضرت عمرؓ کا اظہارِ تعجب

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں بحرین سے عمرؓ کے پاس آیا۔ اُن سے ایسے وقت ملا کہ وہ (دن کی) آخری نماز عشاء میں تھے۔ میں نے سلام

کیا تو مجھ سے لوگوں کا حال پوچھا اور فرمایا کہ تم کیا لائے ہو؟ میں نے کہا پانچ لاکھ درہم۔ ارشاد ہوا کہ تم جانتے ہو کہ تم کیا کہتے ہو؟ عرض کی کہ ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، ایک لاکھ، اس طرح میں نے پانچ مرتبہ شمار کر لیا۔ فرمایا کہ تم نیند میں ہو، اپنے گھر والوں کے پاس جا کے سو رہو، صبح ہو تو میرے پاس آنا۔

میں صبح کے وقت اُن کے پاس گیا تو فرمایا: تم کیا لائے؟ عرض کی: پانچ لاکھ درہم۔ عمرؓ نے کہا: کیا وہ حلال ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا (یعنی انہیں حلال ہی جانتا ہوں)۔ انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے، اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لیے شمار کر دوں اور اگر تم لوگ چاہو تو میں اسے تمہارے لیے پیمانے میں ناپ دوں۔ ایک شخص نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! میں نے ان عجمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ دفتر مرتب کر لیتے ہیں کہ اس پر لوگوں کو دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے بھی دیوان مرتب کیا اور مہاجرین اولین کے لیے پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لیے چار چار ہزار اور ازواجؓ نبی ﷺ کے لئے بارہ بارہ ہزار مقرر کیے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

اُمّ المومنین حضرت زینبؓ کی سخاوت

بَرزہ بنت رافع سے مروی ہے کہ جب عطا میں سے حصہ ملا تو عمر

رضی اللہ عنہ نے (ام المؤمنین) زینبؓ بنت جحش کو وہ حصہ بھیجا جو اُن کا تھا۔ جب وہ اُن کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ عمرؓ کی مغفرت کرے، میری دوسری بہنیں اس کی تقسیم پر مجھ سے زیادہ طاقت رکھتی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا حصہ ہے۔ تو انہوں نے سبحان اللہ کہا اور اس سے ایک چادر کی آڑ میں چھپ گئیں اور کہا کہ انہیں ڈال دو اور ان پر کپڑا ڈھانک دو۔

مجھ سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اندر ڈالو اور اس میں سے ایک مٹھی لے لو۔ اُسے فلاں اور فلاں کی اولاد کے پاس لے جاؤ۔ جو ان کے قرابت دار اور یتیم تھے، اُن کو انہوں نے تقسیم کیا۔ کپڑے کے نیچے کچھ بچ گیا تو برزہ بنت رافع نے کہا کہ یا اُمّ المؤمنین! اللہ آپ کی مغفرت کرے، واللہ! اس میں ہمارا بھی تو حق ہے۔ فرمایا کہ اچھا! جو چادر کے نیچے ہے، وہ تم لوگوں کے لئے ہے۔ برزہ نے کہا کہ ہم نے کپڑا کھولا تو پچاسی درہم پائے۔

پھر انہوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا کہ اے اللہ! اس سال کے بعد مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی عطا نہ ملے۔ ایسا ہی ہوا کہ اُن کی وفات ہو گئی۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

شیر خوار بچوں کے لئے عطا کا اعلان

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند ہم سفر تجّار آئے اور عید گاہ میں اُترے۔ عمرؓ نے عبدالرحمنؓ بن عوف سے کہا کہ تمہاری رائے ہے کہ ہم ان لوگوں کی رات بھر چوری سے حفاظت کریں۔ دونوں رات بھر حفاظت کرتے رہے اور نمازیں پڑھتے رہے، جو اللہ نے اُن کے لئے فرض کی تھیں۔

عمرؓ نے بچے کے رونے کی آواز سُنی تو اُس کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور بچے کے ساتھ بھلائی کر۔ (یہ کہہ کے) پھر اپنے مقام پر پلٹ آئے۔ دوبارہ اُس کے رونے کی آواز سُنی تو اُس کی ماں کے پاس گئے اور اس سے اسی طرح کہا اور اپنے مقام پر آ گئے۔

جب آخر شب ہوئی تو پھر اس کے رونے کی آواز سُنی، اس کی ماں کے پاس آئے اور کہا: تیرا بھلا ہو! میں تجھے بہت بُری ماں سمجھتا ہوں۔ کیا بات ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھتا ہوں کہ رات سے اُسے قرار نہیں؟ اُس نے کہا: اے بندۂ خُدا! (وہ عورت آپ کو پہچانتی نہ تھی) تم مجھے رات سے پریشان کر رہے ہو۔ میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں تو وہ انکار کرتا ہے۔ فرمایا: کیوں (دودھ چھڑانا چاہتی ہو)؟

اُس نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ صرف دُودھ چھوڑنے والے بچوں کا

حصہ مقرر کرتے ہیں۔ پوچھا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اُس نے کہا: اتنے اتنے مہینے۔ فرمایا: خدا تیرا بھلا کرے! اس کے ساتھ جلدی نہ کر۔

انہوں نے فجر کی نماز اس حالت میں پڑھی کہ شدت گریہ سے لوگ ان کی قرأت کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ جب سلام پھیرا تو کہا کہ عمرؓ کی خرابی ہے! اُس نے مسلمانوں کے کتنے بچے قتل کر دیے۔ پھر انہوں نے منادی کو حکم دیا تو اُس نے ندا دی کہ دیکھو! خبردار! اپنے بچوں کے ساتھ دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو۔ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں۔ اس کے متعلق انہوں نے سب طرف فرمان بھیجے کہ ہم اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کی عطا مقرر کرتے ہیں۔

جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ نے عطا کے بارے میں مشورہ کیا کہ کس سے شروع کریں۔ لوگوں نے کہا کہ خود اپنے سے شروع کیجیے، مگر انہوں نے اپنی قوم سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے اقارب سے شروع کیا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۸۹)

حق اور مساوات کا احساس

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو کہتے ہوئے سنا کہ واللہ! اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو آخری آدمی

کو پہلے آدمی سے ملادوں گا (یعنی سب سے کم عطاوالے کو سب سے زیادہ عطاوالے کے برابر عطادی جائے گی) اور میں سب کو مثل ایک آدمی کے کردوں گا۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب کو انہوں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ "اگر میں سال بھر تک زندہ رہا تو میں سب سے کم مرتبے والے کو سب سے اعلیٰ مرتبے والے سے ملادوں گا (یعنی عطامیں)"۔

عمرؓ نے مروی ہے کہ اگر میں مال کے بہت ہونے تک زندہ رہا تو مسلمانوں کی عطائیں ہزار کردوں گا۔ ایک ہزار اس کی سواری اور اسلحہ کے لیے، ایک ہزار اُس کے خرچ کے لئے اور ایک ہزار اُس کے گھر والوں کے خرچ کے لئے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۹۰)

حسنؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: اگر مجھے اس امر (خلافت) میں اپنا حصہ معلوم ہو جاتا تو سردات حمیرہ میں ایک چرواہے کے پاس اُس کا حصہ اس طرح آجاتا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آنے پاتا۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ بن الخطاب نے اہل مکہ میں

دس دس درہم تقسیم کیے۔ انہوں نے ایک شخص کو دیا تو کہا گیا: یا امیر المؤمنین! یہ تو غلام ہے۔ فرمایا: اُسے واپس کرو، پھر فرمایا: اُسے جانے دو۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے فرمایا: مجھے اُمید ہے کہ میں لوگوں کے لئے مال صاع (پیمانہ) سے ناپوں گا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

معمولی حصص کی تقسیم کا اہتمام

یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر سوار کیا کرتے تھے۔ ایک آدمی کو شام تک ایک اونٹ پر سوار کرتے اور دو آدمیوں کو عراق تک ایک اونٹ پر سوار کیا کرتے۔ پھر اُن کے پاس اہل عراق میں سے ایک شخص آیا اور کہا: مجھے اور سحیم (سیاہ) کو سواری دے دیجیے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سُحیم مشک ہے؟ اس کا کہا: جی ہاں!

عائشہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ہمارے چھوٹے چھوٹے حصے تک ہمارے پاس بھیج دیا کرتے تھے، حتیٰ کہ جانور اور چوپائے بھی۔

عبداللہ بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں لوگوں کو زیادہ دوں گا، جتنا زیادہ مال ہو گا۔ میں اُسے اُن کے لئے شمار

کروں گا اور اگر اس نے مجھے تھکا دیا تو اُسے ان کے لئے پیمانے سے ناپ دوں گا۔ پھر اگر اس نے بھی تھکا دیا تو لپ بھر کر بغیر حساب کے دوں گا۔

حضرت عمرؓ کا ابو موسیٰ کے نام خط

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰؓ کو لکھا:

امابعد! میں سال کا وہ دِن جانتا ہوں کہ بیت المال میں ایک درہم بھی باقی نہ رہے گا کہ عطا کیا جائے۔ اللہ کو علم ہے کہ میں نے ہر حق دار کو اُس کا حق ادا کر دیا۔ حسنؒ نے کہا کہ انہوں نے اُس کا صاف لے لیا اور میلا چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اُن کے دونوں صاحبوں سے ملا دیا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۹۰)

کثرتِ دولت پر حضرت عمرؓ کی گریہ وزاری

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مجھے عمرؓ بن الخطاب نے بلایا۔ میں آیا تو اُن کے سامنے چمڑے کے فرش پر سونا پھیلا ہوا تھا۔ فرمایا کہ آؤ اور اسے اپنی قوم میں تقسیم کر دو۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اُس نے اُسے اپنے نبی علیہ السلام اور ابو بکرؓ سے کیوں علیحدہ رکھا اور مجھے دیا، معلوم نہیں! خیر کی وجہ سے یا شر کی وجہ سے؟ ابن عباسؓ نے کہا کہ میں جھک کے اُسے

تقسیم کرنے لگا اور ہٹانے لگا کہ رونے کی آواز آئی۔ دیکھا تو عمرؓ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس نے اس مال کو اپنے نبی علیہ السلام اور ابو بکرؓ سے اُن کے ساتھ شر کا ارادہ کرنے سے نہیں روکا اور عمرؓ کو اس کے ساتھ خیر کے ارادے سے نہیں دیا۔

محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کے ایک داماد اُن کے پاس آئے اور درخواست کی کہ وہ انہیں بیت المال سے کچھ دیں۔ عمرؓ نے انہیں جھڑک دیا اور کہا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ سے خائن بادشاہ بن کے ملوں۔ جب یہ وقت گزر گیا تو انہوں نے اُن کو اپنے ذاتی مال میں سے دس ہزار درہم دے دیے۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۹۱)

سالم ابی عبد اللہ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے سب لوگوں کے لئے عطا مقرر فرمائی۔ کسی شخص کو بھی بغیر اُس کا حصہ لگائے نہیں چھوڑا۔ چند ایسے لوگ باقی رہ گئے کہ جن کے نہ قبائل تھے نہ موالی، اُن کے لئے بھی ڈھائی سو سے تین سو تک عطا مقرر کی۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مہاجرین اہل بدر کے لئے جو قریش اور عرب اور موالی میں سے تھے، پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کئے اور انصار اور اُن کے موالی کے لیے چار چار ہزار۔

ازواجِ مطہراتؓ میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح

مصعب بن سعد سے مروی ہے کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عطائیں مقرر کیں۔ اہل بدر مہاجرین و انصار کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کیے۔ ازواجِ نبی ﷺ کی بھی عطائیں مقرر فرمائیں۔ اُن میں حضرت عائشہؓ کو ترجیح دی، جن کے لئے انہوں نے بارہ ہزار اور بقیہ کے لئے دس دس ہزار مقرر کئے۔ سوائے جویریہؓ اور صفیہؓ کے کہ اُن کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کیے۔ اور پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے اسماءؓ بنت عمیس اور اسماءؓ بنت ابی بکرؓ اور امّ عبد والدۂ عبداللہؓ بن مسعود کے لیے ایک ایک ہزار مقرر کیے۔

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو عطائے مسلمین کو تین ہزار کر دوں گا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

اسود بن قیس نے اُن لوگوں کے ایک شیخ سے روایت کی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو ادنیٰ لوگوں کی عطا دو ہزار کر دوں گا۔

عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: واللہ! جس قدر مال زیادہ ہو گا، میں لوگوں کو زیادہ دوں گا۔ اُن کے لئے شمار کیا کروں گا۔ پھر اگر اس کی کثرت نے مجھے تھکا دیا تو میں انہیں لپ بھر بھر کر بغیر حساب دوں گا کہ وہ اُن کا مال ہو گا، جسے وہ لیں گے۔

دو جریب غلّہ کی تعداد

حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے غلے کا جریب (پیمانہ) تیار کرنے کا حکم دیا۔ آٹا گوندھا گیا، اس کی روٹی پکی اور ثرید بنائی گئی۔ پھر انہوں نے تیس (۳۰) آدمیوں کی دعوت کی۔ عشاء کے وقت بھی ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا کہ آدمی کو ہر مہینے دو جریب غلہ کافی ہے۔ انہوں نے لوگوں کو ماہوار دو جریب خوراک میں دیے، عورت، مرد، غلام سب کو دو دو جریب ماہوار۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۹۲)

حضرت عمرؓ کا احساس ذمہ داری

عمرؓ سے مروی ہے کہ میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور مجھے اُس کی شکایت پہنچ گئی، مگر میں نے اصلاح نہ کی تو گویا میں نے اُس پر ظلم کیا۔ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ میں کسی کو اس حالت میں عامل بنا کے گناہ کروں گا جب کہ میں اُس سے زیادہ قوی پاؤں۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ اگر کوئی اونٹ ساحلِ فرات پر ضائع ہو کے مر جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ اللہ مجھ سے اس کی باز پرس کرے گا۔

ابی وجزہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسلمانوں کے گھوڑوں کے لیے نقیع کو محفوظ کر رکھا تھا۔ رَبذہ اور شرف

صدقے کے اونٹوں کے لیے مخصوص تھا۔ آپ سالانہ تیس ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں سواری کے لیے دیتے تھے۔

یزید بن شریک الفزاری سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو سالانہ تیس ہزار اونٹوں اور تین سو گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے پایا۔ اور گھوڑے نقیع میں چرتے تھے۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس گھوڑے دیکھے، جن کی رانوں پر "جَیْشٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ" (یعنی اللہ کی راہ میں روکا گیا ہے) لکھا ہوا تھا۔

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو ہر سال دیکھا کہ وہ اُن اونٹوں کا سامان، جھولیں اور کجاوے دُرست کرتے تھے، جن پر اللہ کی راہ میں سوار کراتے اور جب کسی کو اونٹ پر سوار کراتے تو اُس کے ساتھ اُس کا سامان بھی کر دیتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳)

مسافروں کی آسائش

کثیر بن عبداللہ مزنی نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب سے مکہ اور مدینہ کے درمیانی راستے والوں نے عمارت بنانے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی۔ اور فرمایا: مسافر پانی اور سائے کا زیادہ مستحق ہے۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ شادی شدہ کے بجائے غیر شادی شدہ کو جہاد کے لیے بھیجتے تھے اور قاعدے کے بدلے (یعنی جو مجبوری سے بیٹھ گیا ہو) سوار کو جہاد کے لیے ترجیح دیتے تھے۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ مجاہدین کی باری مقرر کرتے اور بچوں اور عورتوں کے سرحدوں پر لے جانے کو منع کرتے۔

خلیفہ اور بادشاہ کا فرق

سلمانؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اُن سے پوچھا: میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ عرض کی: اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم یا اس سے کم و بیش حاصل کر کے خلاف حق خرچ کر دیا تو آپ بادشاہ ہیں، خلیفہ نہیں ہیں۔ عمرؓ کے آنسو جاری ہو گئے۔

سفیان بن ابی العوجا سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا: واللہ! مجھے معلوم نہیں کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔ اگر میں بادشاہ ہوں تو یہ امر عظیم ہے۔ کسی نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! دونوں میں (یعنی بادشاہ اور خلیفہ میں) فرق ہے۔ فرمایا: وہ کیا؟ اُس نے کہا کہ خلیفہ تو بغیر حق کے کچھ نہیں لیتا اور خلافِ حق اُسے خرچ نہیں کرتا۔ آپ تو بحمد للہ! ایسے ہی ہیں۔ بادشاہ زبردستی وصول کرتا ہے، وہ اس سے لیتا ہے اور اُس کو دیتا ہے۔ عمرؓ خاموش ہو گئے۔

عمال کی فہرست واموال کی طلبی

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عمال کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے اموال کی فہرست لکھ بھیجی۔ ان میں سعدؓ بن ابی وقاص بھی تھے۔ عمرؓ نے ان کے مال نصف نصف تقسیم کر دیے۔ نصف انہوں نے لیا اور نصف اُن لوگوں کو دے دیا۔

شعبی سے مروی ہے کہ عمرؓ جب کسی کو عامل بناتے تو اُس کا مال لکھ لیتے تھے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۹۴)

حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کو مشورہ

ایوب بن ابی امامہ بن سہل حنیف نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ ایک زمانے تک اس طرح رہے کہ بیت المال سے کچھ نہیں کھاتے تھے، یہاں تک کہ فقر کی نوبت آ گئی۔ انہوں نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ کو بلوا کے اُن سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے اپنے آپ کو اس امر خلافت میں مشغول کیا ہے، مگر وہ میرے لیے کافی نہیں ہے۔ عثمانؓ ابن عفان نے کہا کہ کھایئے۔ یہی سعید بن زید بن عمرو بن نفیل نے بھی کہا۔ آپ نے علیؓ سے پوچھا کہ اس معاملہ میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: صبح اور شام کا کھانا (کھایئے)۔ حضرت عمرؓ نے اسی کو اختیار کیا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اصحابِ نبی ﷺ سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ واللہ! میں کبوتر کے طوق گردن کی طرح تم لوگوں کے گلے میں بھی اُس کا طوق ڈالوں گا۔ بتاؤ کہ بیت المال سے میرے لیے کیا مناسب ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ صبح و شام کا کھانا۔ فرمایا: تم نے سچ کہا۔

بیت المال میں حضرت عمرؓ کا حصہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ اپنی اور اپنے گھر والوں کی خوراک اور گرمی میں ایک حلہ (چادر اور تہہ بند) پہننے کو لیتے تھے۔ اکثر تہہ بند پھٹ جاتی تو اس میں پیوند لگاتے تھے۔ مگر اس کی جگہ دوسری نہیں بدلتے تھے، تاوقتیکہ اس کا وقت نہ آئے۔ کوئی سال ایسا نہ تھا کہ مال کی کثرت نہ ہوتی ہو، مگر میں دیکھتا تھا کہ اُن کا لباس سال گزشتہ سے کم درجے کا ہوتا جاتا تھا۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۳ ص ۹۴)

حضرت عمرؓ کی کفایت شعاری

موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب اپنے اور اپنے عیال کے خرچ کے لیے دو درہم روزانہ لیتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے ایک حج میں ایک سو اسی (۱۸۰) درہم خرچ کیے۔

ابن الزبیر سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سو اسی درہم خرچ کیے اور فرمایا کہ ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے حج میں سولہ (۱۶) دینار خرچ کیے۔ اور فرمایا: اے عبداللہ بن عمرؓ! ہم نے اس مال میں اسراف کیا ہے۔ راوی نے کہا کہ ایک دینار کو بارہ درہم میں بدل دینے پر یہ روایت بھی مثل پہلی ہی روایت کے ہے۔(16 x 12 = 192)

عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ والی ہوئے تو انہوں نے اور اُن کے اہل و عیال نے بیت المال سے خرچ لیا۔ انہوں نے پیشہ و تجارت اپنے ذاتی مال سے کی۔ (طبقات ابنِ سعد ج۳ ص۹۴)

حضرت عمرؓ اور ذکرِ الٰہی

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ بلال نے عمرؓ کے پاس جانے کی اجازت چاہی تو میں نے کہا: وہ سوتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اے اسلم! تم عمرؓ کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے کہا کہ وہ سب سے اچھے ہیں، سوائے اس کے جب غضب میں ہوتے ہیں تو امر عظیم ہوتے ہیں۔ بلال نے کہا کہ اگر میں اُس وقت اُن کے پاس ہوتا تو اُن کے سامنے قرآن اتنا پڑھتا کہ اُن کا غضب چلا جاتا۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۹۵)

عبداللہ بن عون بن مالک الدار نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ مجھے ایک روز عمرؓ نے ڈانٹا اور درّے سے مارا۔ عرض کی کہ میں آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔ عمرؓ نے درّہ ڈال دیا اور کہا کہ تم نے بہت بڑے کو یاد دلا دیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ عمرؓ غضب میں ہوں اور اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے یا خوف دلایا جائے یا کوئی شخص قرآن کی آیت پڑھ دے تو وہ ارادے سے باز نہ آجائیں۔

عام الرمادہ

حزام بن ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ ۱۸ھ میں لوگ حج سے واپس ہوئے تو سخت تکلیف پہنچی۔ شہر خشک ہو گئے، مواشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوک کے مارے مرنے لگے۔ یہاں تک کہ لوگ بوسیدہ ہڈیوں کا سفوف کرتے تھے۔ صحرائی اور شہری چوہوں کے سوراخ کھودتے تھے اور جو کچھ ان میں ہوتا، اُسے نکال لیتے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳)

عوف بن حارث نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس سال کا نام عام الرمادہ (راکھ کا سال) رکھا گیا۔ اس لئے کہ ساری زمین (خشکی کی وجہ سے) سیاہ ہو کر راکھ کے مشابہ ہو گئی تھی اور یہ کیفیت نو مہینے رہی۔

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کی غذا

عبید اللہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عمرؓ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ قحط کا زمانہ ہوا تو شام کو اُن کے پاس روٹی لائی گئی، جس میں زیتون ملا دیا گیا تھا۔ اُنہی دِنوں میں سے کسی دِن لوگوں نے اونٹ ذبح کیے اور لوگوں کو کھلائے۔ عمرؓ کے لئے عمدہ حصہ رکھ لیا۔ وہ اُن کے پاس لایا گیا تو اتفاق سے کوہان اور کلیجی کے ٹکڑے تھے۔ پوچھا: یہ کہاں سے آئے؟ خادم نے کہا: یاامیر المؤمنین! یہ اُن اونٹوں کا ہے جو ہم نے آج ذبح کیے ہیں۔ فرمایا:

خوب! خوب! میں بہت بُرا والی ہوں، اگر اُن کا اچھا حصہ میں کھاؤں اور ردّی لوگوں کو کھلاؤں۔ یہ پیالہ اُٹھاؤ اور ہمارے لیے اس کے سوا کوئی اور کھانا لاؤ۔

پھر روٹی اور زیتون لایا گیا۔ وہ اپنے ہاتھ سے توڑنے لگے اور اُس روٹی کو زیتون لگانے لگے اور فرمایا: اے یرفا! تم پر افسوس ہے۔ یہ پیالہ ثمغ میں میرے گھر والوں کے پاس لے جاؤ۔ میں نے انہیں تین دن سے کچھ نہیں دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بے آب و دانہ ہیں، اسے اُن کے سامنے رکھو۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۹۸)

حضرت عمرؓ کے رنگ میں تغیر

عیاض بن سنیفہ سے مروی ہے کہ میں نے قحط کے سال عمرؓ کو دیکھا کہ سیاہ رنگ کے ہو گئے تھے، حالاں کہ پہلے وہ گورے تھے۔ ہم لوگ پوچھتے کہ یہ کاہے سے ہوا؟ تو فرماتے کہ ایک عربی آدمی تھا، جو گھی اور دُودھ کھاتا تھا۔ لوگوں پر قحط کی مصیبت آئی تو اُس نے یہ چیزیں اُس وقت تک اپنے اوپر حرام کر لیں، جب تک کہ لوگ سرسبز نہ ہو جائیں۔ اُس نے زیتون کھایا، تو اس کا رنگ بدل گیا اور بھوکا رہا تو اور زیادہ تغیر ہو گیا۔

اُسامہ بن زید بن اسلم نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ نے قحط رفع نہ کیا تو عمرؓ مسلمانوں کی فکر میں مر جائیں گے۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۰)

صفیہ بنت ابی عبید سے مروی ہے کہ مجھ سے عمرؓ کی کسی حرم نے بیان کیا کہ زمانۂ قحط میں عمرؓ فکر کی وجہ سے کسی بیوی کے قریب نہ گئے، یہاں تک کہ لوگ خوش حال ہو گئے۔

یزید بن فراس الدیلمی نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب ہر روز دستر خوان پر بیس (۲۰) اونٹ ذبح کرتے جو عمروؓ بن العاص نے مصر سے بھیجے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۰)

حضرت عمرؓ کی مرغوب غذا

انسؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ کو کھانوں میں سب سے زیادہ مرغوب اناج تھا۔

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے شہید ہونے تک سوائے گھی یا چربی یا جوش دیے ہوئے زیتون کے اور کسی چیز کا تیل استعمال نہیں کیا۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۴)

احوص بن حکیم نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمرؓ کے پاس پکا ہوا گوشت لایا گیا، جس میں گھی بھی تھا۔ انہوں نے اُس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک سالن ہے۔

ابی حازم سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی صاحبزادی حفصہؓ کے پاس گئے۔ انہوں نے ٹھنڈا شوربا اور روٹی اُن کے آگے رکھی اور شوربے میں زیتون ٹپکا دیا۔ فرمایا کہ میں ایک برتن میں دو سالن نہ کھاؤں گا، یہاں تک اللہ سے ملوں۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۴)

حسنؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ ایک شخص کے پاس گئے۔ پیاس لگی تھی، اُس سے پانی مانگا تو وہ شہد لے آیا۔ پوچھا: یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: شہد ہے۔ فرمایا: واللہ! یہ اُن چیزوں میں نہیں ہو گا، جن کا مجھ سے قیامت میں حساب لیا جائے گا۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۴)

یسار بن نمیر سے مروی ہے کہ واللہ! میں نے عمرؓ کا آٹا کبھی بغیر اُن کی نافرمانی کیے ہوئے نہیں چھانا (یعنی انہوں نے چھاننے کو منع کر دیا تھا، مگر یہ چھانتے تھے)۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۴)

سائب بن یزید نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں زمانہ قحط میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کو رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آدھی رات کو نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ کہتے تھے کہ

اے اللہ! ہمیں قحط سے ہلاک نہ کر اور ہم سے مصیبت کو دُور کر دے۔ اس کلمے کو وہ دُہراتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۴)

زمانہ قحط سالی میں حضرت عمرؓ کا لباس

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے بدن پر زمانہ قحط سالی میں ایک تہ بند دیکھی، جس میں سولہ (۱۶) پیوند لگے تھے۔ اور اُن کی چادر چھ بالشت کی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ اے اللہ! اُمتِ محمد یہ ﷺ کی ہلاکت میرے قدموں پر نہ کر۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۴)

عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ کا خطبہ

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ عام الرمادہ میں حضرت عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کو خطبہ سنایا کہ اے لوگو! اللہ سے ڈرو، اپنے

معاملات میں بھی اور اُن امور میں بھی جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں۔ کیوں کہ میں تمہارے ساتھ مبتلا کر دیا گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا کر دیے گئے ہو۔ میں نہیں جانتا کہ ناراضی مجھ پر تمہارے بدلے ہے یا تم پر میرے بدلے ہے یا مجھے اور تمہیں دونوں کو شامل ہے۔ آؤ! کہ ہم اللہ سے دُعا کریں: وہ ہمارے قلوب کی اصلاح کرے۔ ہم پر رحمت کرے اور ہم سے قحط کو رفع کرے۔

راوی نے کہا کہ عمرؓ اس روز اس حالت میں دیکھے گئے کہ اپنے ہاتھ اُٹھا کر اللہ سے دُعا مانگ رہے تھے اور لوگوں نے بھی دُعا کی۔ وہ بھی روئے اور لوگ بھی بڑی دیر تک روئے۔ پھر وہ منبر سے اُتر آئے۔

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے عمرؓ کو کہتے سُنا:

اے لوگو! مجھے خوف ہے کہ ناراضی ہم سب کو شامل ہو۔ لہٰذا اپنے رب کو مناؤ اور ہاتھ پھیلاؤ اور اُس کی طرف رجوع کرو اور نیکی کرو۔[1]

بارانِ رحمت

زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ قحط کے زمانہ میں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ہمیں ذرا سا بھی ابر نظر نہ آتا تھا۔ جب عمرؓ نے نماز استسقاء پڑھائی تو ہم لوگ کچھ دِن منتظر رہے۔ پھر ابر کے

[1] طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۶

چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دیکھنے لگے۔

حضرت عمرؓ جب اندر جاتے اور باہر آتے تو زور سے تکبیر کہتے۔ لوگ بھی تکبیر کہتے۔ یہاں تک کہ ہمیں کالی گھٹائیں نظر آئیں، جو سمندر سے اُٹھیں۔ شام کا رُخ اختیار کیا، پھر اللہ کے حکم سے بارش ہو گئی۔

ابی وجزہ السعدی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ عرب کو وہ دِن معلوم تھا، جس دن عمرؓ نے نماز استسقاء پڑھی۔ اُن میں سے کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے، تو وہ نماز استسقاء کے لئے اس طرح چلے کہ گویا دُبلے گدھ ہیں، جو اپنے آشیانوں سے نکل رہے ہیں۔ یہ لوگ اللہ سے گریہ وزاری کر رہے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۷)

اعراب کی واپسی

سعید بن عطا بن ابی مروان نے اپنے باپ دادا سے روایت کی کہ عام الرمادہ میں جب بارش ہو گئی تو میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ اعراب کو روانہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ نکلو، نکلو! اپنے شہروں کو جاؤ۔

حضرت عمرؓ کا علم

حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور تمام آدمیوں کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمرؓ کا علم بھاری ہو گا۔ میں نے اس کا ذکر ابراہیم سے کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! عبداللہ نے اس سے بڑھ کر کہا۔ میں نے پوچھا: کیا کہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات ہو گئی تو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے جاتے رہے۔

(۲) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے رویا میں دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا مجھ کو دیا گیا۔ میں نے اس میں سے پیا اور باقی عمرؓ بن الخطاب کو دیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کی تاویل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: علم۔

(۳) عبدالمالک بن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیصہ بن جابر سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے: اللہ کی قسم! میں نے ابو بکرؓ صدیق سے زیادہ کسی کو رعیت پر رحیم و نرم نہیں دیکھا۔ اور نہ عمرؓ بن خطاب سے زیادہ کسی کو کتاب اللہ کا قاری اور دینِ الٰہی میں فقیہ اور حدودِ الٰہیہ کا قائم کرنے والا اور لوگوں کے دلوں میں رُعب ڈالنے والا دیکھا اور نہ عثمانؓ بن عفان سے زیادہ کسی کو باحیا دیکھا۔ (اُسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج۷ ص۶۶۹)

حضرت عمرؓ کا حلیہ

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے مروی ہے کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ بڑے گورے آدمی تھے، جن پر سُرخی غالب تھی۔ قد لمبا تھا۔ چندیا پر بال نہ تھے۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۸)

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمرؓ کو حضرت عمرؓ فاروق کا حلیہ بیان کرتے سُنا کہ وہ گورے آدمی تھے، جن پر سُرخی غالب تھی۔

ابوہلال سے مروی ہے کہ میں نے ابوالتیاح کو حسن کی مجلس میں بیان کرتے سُنا کہ وہ ایک چرواہے سے ملے اور اُس سے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ یہ شخص جو اپنے ہاتھ سے ہر کام کرنے والا ہے، اسلام لے آیا یعنی عمرؓ۔ اُس نے کہا کہ وہ شخص جو بازار عکاظ میں کشتی لڑا کرتا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! اُس نے کہا کہ دیکھو! خبردار! یا تو وہ اُن لوگوں کی خیر میں وسعت کر دے گا یا اُن کے شر میں وسعت کر دے گا۔[1]

حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات

قَالَ عمرو بن میمون، کنت قائما غداۃ أصیب عُمَرَ: ما بینی و بینہ الا عبداللہ بن عباس، و کان اذا مر بَیْنَ الصفین قام

[1] طبقات ابن سعد ج۳ ص۱۰۹

بینهما، فاذا رأی خللا قَالَ: استووا، حتی اذا لم یر فیهم خللا تقدم فکبر۔ قَالَ: و ربما قرأ سورة یوسف أو النحل، او نحو ذٰلِکَ، فی الرکعة الأولی حتی یجتمع النَّاس، فما هو الا أن أکبر حین طعنه ابو لؤلؤة، و طار العلج بسکین ذات طرفین لا یمر علی أحد یمینا أو شمالا الا طعنه، حتی طعن ثلاثة عشر رجلا، فمات منهم تسعة و فی روایة سبعة۔ فلما رأی ذٰلِکَ رجل من المسلمین طرح عَلَیْهِ برنسا، فلما ظن العلج أنه ماخوذ نحر نفسه۔ و تناول عُمَرَ رضی اللہ تعالی عَنْهُ عبدالرحمن بن عوف فقدمه، فأما من کان بلی عُمَرَ فقد رأی ما رأیت، و أما نواحی المسجد ما یدرون ما الأمر؟ غیر أنهم فقدوا صوت عُمَرَ و هم یقولون: سبحان اللہ سبحان اللہ! فصلی بهم عبدالرحمن صلاة خفیفة، فلما انصرفوا قَالَ: یا ابن العباس انظر من قتلنی؟ قَالَ: فغاب ساعة ثُمَّ جاء فَقَالَ: غلام المغیرة بن شعبة،

فَقَالَ عُمَرَ رضی اللہ عنه: قاتله اللہ لقد کنت أمرت به معروفا۔ ثُمَّ قَالَ: الحمد لله الَّذِیْ لم یجعل میتی بید رجل مسلم۔ فاحتمل الی بیته فانطلقنا معه قَالَ: و کان النَّاس لم تصبهم مصیبة قبل یومئذ! قَالَ: فقائل یقول أخاف علیه، و قائل

يقول لا بأس۔ فأتى بنبيذ فشرب منه فخرج من جوفه، ثُمَّ أتى بلبن فشرب منه فخرج من جوفه، فعرفوا أنه ميت۔ قَالَ: فدخلنا عَلَيْهِ و جاء النَّاس يثنون عليه، و جاء رجل شاب فَقَالَ: أبشر يا أمير المؤمنين ببشرى من الله عزوجل؛ قد كان لک صحبة من رَسُوْل الله ﷺ و قدم فى الاسلام ما قد علمت، ثُمَّ وليت فعدلت، ثُمَّ شهادة، فَقَالَ: وددت أن ذٰلِکَ كان كفافا لا علي و لا لى۔ فلما أدبر الرجل اذا ازاره يمس الأرض، فَقَالَ: ردوا على الغلام، فَقَالَ: يا ابن أخى ارفع ثوبک فانه أنقى لثوبک و أتقى لربک۔ ثُمَّ قَالَ: يا عبدالله انظر ما على من الدين؟ فحسبوه فوجدوه ستة و ثُمَّانين ألفا أو نحوه، فَقَالَ: ان وفى به مال آل عُمَرَ فأده من اموالهم؛ و لا فسل فى بنى عدى بن كعب، فان لم تف اموالهم فسل فى قريش و لا تعدهم الى غيرهم، و أدعنى هذا المال و انطلق الى أم المؤمنين عائشة فقل: عُمَرَ يقرأ عليک السلام، و لا تقل أمير المؤمنين فانى لست اليوم للمؤمنين أميرا، و قل يستأذن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أن يدفن مع صاحبيه۔ فذهب عبدالله فسلم و استأذن ثُمَّ دخل عليها، فوجدها قاعدة تبكى، فَقَالَ: يقرأ عليک عُمَرَ ابن الخطاب

السلام و یستأذن أن یدفن مع صاحبیه، فَقَالَت: کنت أریده لنفسی ولأوثرنه الیوم علی نفسی! فلما أقبل قیل هذا عبداللہ بن عُمَرَ قد جاء فَقَالَ: ارفعونی، فأسنده رجل الیه۔ فَقَالَ: ما لدیک؟ قَالَ: الَّذِیْ تحب یا أمیر المؤمنین قد أذنت قَالَ: الحمد للہ ما کان شیء أهم الی من ذٰلِکَ! فاذا انا قبضت فاحملونی ثُمَّ سلم و قل یستأذن عُمَرَ! فان أذنت لی فأدخلونی و ان ردتنی ردونی الی مقابر المسلمین۔[1]

عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ جس صبح کو حضرت عمرؓ کے زخم لگا، میں بھی جماعت میں کھڑا تھا۔ اور ان کے درمیان میں صرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے۔ آپ جب دو صفوں کے بیچ میں گزرتے تو کھڑے ہو جاتے اور اگر کچھ خلل دیکھتے تو فرماتے کہ برابر ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ جب کجی اور نقصان نہ رہتا، تب آگے بڑھتے۔ اور اکثر پہلی رکعت میں سورہ یوسف یا نحل یا اور کوئی ایسی سورت پڑھتے تاکہ لوگ اکٹھا ہو جاویں۔

پس آپ نے اللہ اکبر ہی کہا تھا کہ میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھ کو کتے نے مار ڈالا یا کھالیا۔ جب آپ کے ابولولو نے زخم لگایا اور وہ خبیث کافر دو دھاری چھری لے کر بھاگا، جس کے پاس کو نکلا

[1] احیاء العلوم ج ۴

داہنے بائیں زخمی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا۔ جس میں سے نو نے وفات پائی۔ اور ایک روایت میں سات شہید ہوئے۔ جب ایک مسلمان نے یہ صورت دیکھی تو اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا۔ جب اس کافر نے دیکھا کہ میں پکڑا گیا، اپنے آپ کو ذبح کر ڈالا۔ اور واصل جہنم ہوا۔

ادھر حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کو پکڑ کر آگے کر دیا کہ نماز پڑھائیں۔ اس وقت جو حضرت عمرؓ کے پاس لوگ تھے، انہوں نے تو یہ ماجرا دیکھا اور جو لوگ مسجد کے اطراف سے تھے، ان کو اس حال کی کچھ خبر نہ ہوئی۔ بجز اس کے کہ حضرت عمرؓ کی آواز آنی موقوف ہو گئی اور کہنے لگے کہ سبحان اللہ! سبحان اللہ۔ غرض کہ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف نے نماز مختصر پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو فرمایا کہ دیکھو مجھ کو کس نے زخمی کیا۔

حضرت ابن عباسؓ ایک ساعت کو غائب ہوئے۔ پھر آکر فرمایا کہ مغیرہؓ بن شعبہ کے غلام نے یہ حرکت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خدا اس کو قتل کرے، میں نے تو اس پر احسان کرنے کے لئے امر کیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہ کی۔

غرضیکہ آپ کو مسجد شریف سے آپ کے گھر میں اُٹھالائے اور ہم بھی ساتھ گئے۔ اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ گویا اس دن سے پیشتر کبھی ان پر مصیبت نہ آئی تھی۔ اور اپنی اپنی کہہ رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ مجھے آپ کے اوپر موت کا خوف ہے۔ کوئی کہتا کہ کچھ خوف نہیں۔ اتنے میں آپ کے لئے عرق انگور لائے۔ آپ نے جو پیا، پیٹ میں سے نکل گیا۔ پھر دودھ لائے، وہ بھی نکل گیا۔ تب لوگوں نے جان لیا کہ آپ نہیں بچیں گے۔ اور لوگ آکر آپ کی ثنا کرتے جاتے تھے۔ ایک شخص جوان آیا، اس نے یوں کہا:

اے امیر المؤمنین! آپ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہو کہ آپ کو رسول خدا ﷺ کی صحبت اور قدامت اسلام میں وہ مرتبہ میسر ہے، جو آپ کو معلوم ہی ہے۔ پھر آپ حاکم ہوئے اور عدل فرمایا۔ پھر شہادت ملی۔

آپ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سب باتیں میری گذر ہی کے لائق ہو جاویں۔ نہ ان سے میرا نقصان ہو، نہ فائدہ ہو۔ جب وہ شخص جانے لگا تو اس کا پائجامہ زمین کو لگتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ ہٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ بھتیجے! اپنا کپڑا اونچا کر، اس سے گرد وغیرہ سے بچا رہے گا۔ اور خدا تعالیٰ سے تقویٰ کے بھی قریب تر ہے۔

پھر اپنے صاحبزادے کو فرمایا کہ اے عبداللہ! دیکھ کہ میرے اوپر کتنا قرض ہے؟ حساب جو کیا تو چھیاسی ہزار یا کچھ کم و بیش پایا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ہمارے خاندان کا مال اس کو وفا کرے تب تو اسی میں سے ادا کرو ورنہ عدی بن کعب کی اولاد سے مانگنا۔ اور اگر ان کا مال بھی وفا نہ کرے تو قریش سے لے کر ادا کرنا۔ اور قریش کے سوا اوروں کی طرف مت بڑھنا اور میری طرف سے یہ قرضہ دے دینا۔ اور اب ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے پاس جاؤ اور کہہ کہ عمرؓ تم کو سلام کہتا ہے۔ یہ مت کہنا کہ امیر المؤمنین، اس لئے کہ میں آج مومنوں کا سردار نہیں ہوں۔ اور کہنا کہ وہ اجازت چاہتے ہیں کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ مدفون ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور سلام کے بعد اجازت مانگی اور ان کے پاس جا کر دیکھا کہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں۔ ان سے عرض کیا کہ عمرؓ بن خطاب آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کی اجازت چاہتے ہیں کہ میں اپنے دونوں یاروں کے پاس دفن ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ جگہ اپنے لئے رکھی تھی مگر میں آج اپنے نفس پر عمرؓ کو ترجیح دیتی ہوں۔

جب عبداللہؓ واپس حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے۔ لوگوں نے کہا کہ عبداللہؓ حاضر ہیں، حضرت عائشہؓ کے پاس ہو آئے۔ حضرت

عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ کو اُٹھاؤ۔ ایک شخص نے ان کو اپنے سہارے سے بٹھا دیا۔ آپ نے صاحبزادے سے پوچھا کہ کیفیت بیان کرو، کیا جواب لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جو بات آپ کو محبوب تھی، وہی بات۔ حضرت عائشہؓ نے منظور کر لی اور اجازت دے دی۔ آپ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! کوئی چیز میرے نزدیک اس سے بڑھ کر ضروری نہ تھی۔ جب مر جاؤں تو میرے جنازے کو لے جانا اور دروازے پر پہنچ کر سلام کرنا اور کہنا کہ عمرؓ اجازت چاہتے ہیں۔ اور اگر وہ اجازت دیں تو مجھ کو اندر لے جانا۔ اور اگر مجھ کو ہٹا دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔[1]

و جائت أم المؤمنين حفصة و النساء يسترنها، فلما رأيناها قمنا فولجت عَلَيْهِ فبكت عنده ساعة، و استأذن الرجال فولجت داخلا فسمعنا بكائها من داخل۔ فَقَالَوا: أوص يا أمير المؤمنين و أستخلف۔ فَقَالَ: ما أرى أحق بهذا الأمر من هؤلاء النفر الَّذِيْنَ توفى رَسُوْل اللّٰه ﷺ و هو عنهم راض فسمى عليا و عُثْمَان و الزبير و طلحة و سعدا و عبد الرحمن و قَالَ: يشهدكم عبد الله بن عُمَرَ و ليس له من الأمر شيء،

[1] احیاء العلوم ج ۴ از امام غزالیؒ

كهيئة التعزية له، فان أصابت الامارة سعدا فذاک و الا فليستعن به ايكم أمر، فانى لم أعزله من عجز و لا خيانة۔ و قَالَ أوصى الخليفة من بعدى بالمهاجرين الأوّلين أن يعرف لهم فضلهم و بحفظ لهم حرمتهم،

و اوصيه بالأنصار خَيْرا اَلَّذِيْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَ الْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ أن يقبل من محسنهم و أن يعفو عَنْ مسيئهم، و اوصيه بأهل الأمصار خَيْرا فانهم ردء الاسلام و جباة الأموال و غيظ العدوّ و أن لا يأخذ منهم الا فضلهم عَنْ رضا منهم، و أوصيه بالأعراب خَيْرا فانهم أصل العرب و مادة الاسلام و أن ياخذ من حواشى أموالهم و يرد على فقرائهم، و أوصيه بذمة الله عزوجل و ذمة رَسُوْل الله ﷺ أن يوفى لهم بعهدهم و أن يقاتل لهم من ورائهم و لا يكلفهم الا طاقتهم۔ قَالَ فلما قبض خرجنا به فانطلقنا نمشى، فسلم عبدالله بن عُمَرَ و قَالَ يستأذن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَت أدخلوه، فادخلوه فى موضع هنالک مع صاحبيه الحديث۔ (احیاء العلوم ج ۴ از امام غزالیؒ)

اور حضرت اُمّ المؤمنین حفصہؓ تشریف لائیں۔ عورتیں ان کو ڈھانکے ہوئے تھیں۔ جب ہم نے ان کو دیکھا تو ہم علیحدہ ہو گئے۔

وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئیں اور ایک ساعت بھر ان کے پاس روئیں۔ پھر مردوں نے اجازت چاہی، تو وہ اندر مکان کے ہو گئیں۔ ان کے رونے کی آواز ہم نے اندر سے سنی۔

پھر لوگوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ہم کو وصیت کیجیے اور اپنا خلیفہ کسی کو مقرر کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خلافت کے لئے ان لوگوں سے بڑھ کر اور کسی کو مستحق نہیں جانتا ہوں، ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ان سے راضی ہی اس جہان سے تشریف لے گئے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمنؓ کا نام لیا اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمرؓ بھی تمہارے پاس آوے گا مگر خلافت سے اس کو سروکار نہیں۔ یہ ایسی صورت سے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی تسکین ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ اگر نوبت خلافت کی سعدؓ کو پہنچے تو فبہا ورنہ جو کوئی امیر ہو اس سے استعانت کرے۔ اس لئے کہ میں نے اس کو عاجزی اور خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا۔

اور میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ جو لوگ اول ہجرت کر کے آئے ہیں، ان کی فضیلت پہچانے۔ اور ان کی حرمت

کی حفاظت کرے۔ اور تعظیم کیا کرے۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ انصارؓ کے ساتھ خیر کیا کرے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اس جگہ میں اور ایمان میں سب سے پہلے انہوں نے جگہ پکڑی ہے۔ ان کے محسن کی طرف سے قبول کیا کرے۔ اور برائی کرنے والے سے درگذر کیا کرے۔

اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ اطراف شہر والوں سے سلوک کرے، اس لئے کہ وہ لوگ اسلام کے حامی اور مالوں کے جمع کرنے والے اور موجب دشمنوں کے جلنے کے ہیں۔ اور یہ کہ ان سے کچھ نہ لے بجز اس کے جو ان کے مال سے زائد ہو۔ اور بخوشی دے دیں۔

اور عرب والوں سے خیر کرنے کی وصیت کرتا ہوں، بایں وجہ کہ یہ لوگ عرب کی اصل اور اسلام کی جڑ ہیں۔ ان کے زائد مال میں سے لے کر انہیں کے مفلسوں کو دے دے۔ اور عرب والوں سے خیر کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے عہد اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے عہد کو لحاظ کرے۔

اور ذمی لوگوں سے عہد پورا کیا کرے اور ان کی حمایت کے لئے اوروں سے لڑا کرے۔ اور ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا کرے۔

راوی کہتے ہیں کہ جب آپ کی روح خلد بریں کو پرواز کر گئی تو ہم آپ کے جنازے کو لے کر چلے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں جا کر سلام کیا اور عرض کیا کہ عمرؓ بن خطاب اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اندر لے آؤ۔ غرضکہ اندر لے جا کر دونوں یاروں کے پاس دفن کر دیا۔ آخر حدیث تک۔

وعَنْ ابن عباس قَالَ وضع عُمَرَ علی سریرہ فتسکفنہ النَّاس یدعون ویصلون قبل أن یرفع وأنا فیھم، فلم یرعنی الا رجل قد أخذ بمنکبی فالتفت فاذا ھو علی بن اَبِیْ طالب رضی اللہ عَنْہُ فترحم علی عُمَرَ وقَالَ ما خلفت أحد أحب الی أن ألقی اللہ بمثل عملہ منک! وایم اللہ ان کنت لأظن لیجعلنک اللہ مع صاحبیک وذٰلِکَ أنی کنت کثیرا أسمع النبی ﷺ یقول "ذھبت أنا وأبوبَکْرٍ وعُمَرَ وخرجت أنا وأبوبَکْرٍ وعُمَرَ ودخلت أنا وأبوبَکْرٍ وعُمَر[1]، فانی کنت لأرجو أن لأظن أن یجعلک اللہ معھما۔[2]

اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب عمرؓ کو چارپائی پر رکھا تو

---

[1] حدیث ابن عباس قال: وضع عمر علی سریرہ فتسکفنہ الناس یدعون ویصلون، فذکر قول علی بن أبی طالب کنت کثیرًا أسمع النبی ﷺ یقول "ذھبت أنا و أبوبکر و عمر۔۔۔ الحدیث" متفق علیہ

[2] احیاء العلوم امام غزالیؒ ج ۴

لوگوں نے آکر جنازے کو روک لیا۔ دعا کرتے تھے۔[1] اور نماز پڑھتے تھے۔ پہلے اس سے کہ جنازہ اٹھے۔ اور میں بھی ان لوگوں میں تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے دونوں مونڈھے پکڑ کر مجھ کو ڈرا دیا۔ میں نے جو پیچھے پھر کر دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ انہوں نے کلمات رحم حضرت عمرؓ کے اوپر کہے۔

اور فرمایا کہ تم نے اپنے بعد کسی کو ایسا نہ چھوڑا کہ مجھ کو اس جیسا عمل کر کے مرنا محبوب تر ہو۔ تمہارا ہی سا عمل کر کے خدائے تعالیٰ سے ملنا مجھ کو پسند آتا ہے۔ اور قسم ہے خدا کی کہ مجھ کو گمان غالب تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں یاروں کے ساتھ کر دے گا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ میں اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ گئے اور میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ نکلے اور میں اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اندر آئے۔ جب ہر ایک بات میں اسی طرح فرماتے تھے تو مجھ کو توقع ہے اور گمان غالب تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں یاروں کے ساتھ کر دے گا۔

---

[1] فی الاصل یصلون الخ یعنی دُعا اور استغفار کرتے تھے۔ ۱۲

حضرت عمرؓ کی شہادت پر حضرت حسانؓ کا مرثیہ

ثلثه برزوا بفضلهم نضرهم ربهم اذا نشروا

تین آدمی تھے جو اپنے فضائل کے ساتھ ظاہر ہوئے (یعنی رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ اور عمرؓ رضی اللہ عنہما)۔ تر و تازہ رکھا ان کو ان کے پروردگار نے جب ظاہر ہوئے۔

فليس من مومن له بصر ينكر تفضلهم اذا ذكروا

کوئی مومن صاحبِ بصیرت ایسا نہیں ہے جو ان تینوں کے فضائل کا منکر ہو۔

عاشوا بلا مزقة ثلثهم و اجتمعوا في الممات اذ قبروا

یہ تینوں زندگی میں بھی ایک دوسرے سے جُدا نہیں ہوئے اور موت کے بعد قبر میں بھی پھر اکٹھے ہو گئے۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ کی زوجہ عاتکہؓ کا مرثیہ

عين جودي بعبرة و ينجبر لا تملي على الامام النجيب

اے آنکھ عبرت اور سختی کے ساتھ آنسو بہا۔ امام برگزیدہ کے لئے آنسو بہانے میں تاخیر نہ کر

فجعتنی الممنون بالفارس المعلم یوم الهیاج و التلیب

اے شخص! تو نے مجھ کو اس کی خبر غم سنائی جس کی تلوار ملک فارس میں چمکتی تھی اور میدان کارزار کا وہ معلم تھا۔

عصمة الناس و المعین علی اللهروغیث المنتاب والمحروب

لوگوں کے لئے جائے پناہ اور مصائب پر لوگوں کی اعانت کرنے والا اور آفت رسیدوں کا فریاد رس تھا۔[1]

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفی

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۲۳ رجب ۱۴۳۳ھ ۱۴ جون ۲۰۱۲ء بروز جمعرات

☆☆☆☆

[1] اُسدُالغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج ۷ ص ۶۶۸ مولفہ علامہ ابن اثر جزری

فاروقِ اعظم عمرؓ بن الخطاب کی خانوادہ نبوتؐ سے عقیدت و محبت

فاروق اعظمؓ کا حضرت فاطمۃؓ الزہرا سے عقیدت و محبت کا اظہار

(۱) مستدرک للحاکم میں روایت ہے:

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةَ وَ اللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْكِ وَ اللّٰهِ مَا كَانَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيْكِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْكِ۔[1]

(یعنی) حضرت عمرؓ بن الخطاب حضرت فاطمۃؓ الزہرا کے پاس آئے اور یہ ذکر کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری ہیں اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک بھی نبی کریم ﷺ کے بعد آپ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

---

[1] (۱) المستدرک للحاکم ج۳ص۱۵۵ (۲) کنز العمال ج۷ص۱۱۱ طبع اول قدیم

ایک غلط فہمی کا ازالہ ایک جھوٹی روایت

(۱) کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ دینوری

(۲) العقد الفرید لابن عبد ربہ

(۳) تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری وغیرہ

کتب بالا سے بعض لوگ ایک غلط واقعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق کی بیعت کے موقع پر حضرت ابو بکرؓ کے حکم سے حضرت عمرؓ، حضرت فاطمۃؓ الزہرا اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے گھر گئے اور بقول بعض رواۃ کے آگ بھی ساتھ لے گئے۔ ان کو ڈرایا، دھمکایا اور سخت کلامی ہوئی اور کہا کہ اگر تم لوگ ابو بکرؓ صدیق کی بیعت نہ کروگے تو میں تمہارا گھر جلادوں گا۔ تب حضرت علیؓ وزبیرؓ وغیرہ خوف زدہ ہو کر ابو بکرؓ کے پاس گئے اور بیعت کرلی۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ بیشتر ایسی کتابوں سے پیش کیا جاتا ہے جو بے سند اور بے اسناد ہیں۔ ان کتب میں واقعات کی سند بیان نہیں کی جاتی۔ مثلاً ابن قُتیبہ دینوری کی طرف منسوب کتاب "الامامۃ و السیاسۃ"، "العقد الفرید" لابن عبد ربہ وغیرہ۔

(۱) اس قسم کی بلا اسناد و بے سند کتابوں میں اس واقعہ کا مذکور ہونا کچھ حجت نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کو صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اس نوع

کی کتب میں صدق و کذب، سچ جھوٹ، صحیح و غلط سب قسم کی ملاوٹ پائی جاتی ہے۔ ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) ابن قُتیبہ نام کے دو مؤرخ گزرے ہیں۔ ان میں سے ایک ابن قُتیبہ سُنّی ہیں۔ مختلف الحدیث اور المعارف وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

دوسرے ابن قُتیبہ وہ ہیں جن کی کتاب "الامامۃ و السیاسۃ" ہے۔ ان کے بارے میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں مکائد میں ابن قُتیبہ کے متعلق متعدد بار کلام کیا ہے۔

یہ تقیہ باز بزرگ تھے۔ ملاحظہ ہو کید نمبر ۱۹، ۲۳، ۸۱ کے مطالعہ سے تسلی کی جاسکتی ہے۔ یہ سُنّی نہیں تھے۔

(۳) اور کتاب "العقد و الفرید" کے متعلق علماء نے تصریح کر دی ہے۔

مثلاً ابن خلکان نے کہا ہے کہ اس کی کتاب نے ہر قسم کی اشیاء (صحیح وغلط) کو جمع کر ڈالا ہے۔

اور ابن کثیر نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا کلام اس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

کشف الظنون ج ۲ ص ۱۱۴۹، تحت العقد الفرید میں یہ دیکھا جا سکتا ہے۔ نیز العقد الفرید جدید طبع کے مقدمہ میں شائع کرنے والوں کی

طرف سے اس کے تعارف کے ذکر میں یہ الفاظ درج ہیں:

وَھُوَ اَمْیَلُ اِلَی التَّشِیْع

یعنی شیعہ مذہب کی طرف ان کا بہت زیادہ رجحان ہے۔

لہٰذا ان کتابوں کی روایت نا قابل اعتبار ہے۔

(۴) طبری میں جو روایت ہے، اس کا راوی ابن حمید ہے۔ اس راوی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "احذق بالکذب" (دروغ گوئی میں بڑا ماہر) تھا۔ اور یہ شخص "مقلب المتون والاسانید" یعنی متن وسند میں کئی قسم کی تبدیلیاں کر دیتا تھا۔

نیز یہ روایت مقطوع ہے۔ اس واقعہ کا ناقل زیاد بن کلیب خود واقعہ میں موجود نہیں تھا۔ کسی شخص نے اس کو یہ واقعہ سنایا۔ بیان کرنے والا کون شخص تھا، کچھ معلوم نہیں۔

(۵) جن روایات کے اسانید پر معمولی جرح پائی جاتی ہے، ان میں یہ خامی ہے کہ وہ روایات بھی مقطوع ہیں۔ روایت کی سند کے آخری راوی اور واقعہ ہذا کے درمیان انقطاع زمانی پایا جاتا ہے۔ واقعہ بیان کرنے والا خود اس واقعہ میں موجود نہیں۔ کسی شخص سے سُن کر اس نے روایت چلادی ہے۔ زید بن اسلم اور خود اسلم دونوں باپ بیٹا اس واقعہ کے وقت مدینہ طیبہ میں ہرگز موجود نہ تھے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن عبد البر وغیرہ کی روایات اسی نوعیت کی ہیں

یعنی مقطوع پائی گئی ہیں۔ یہ سنی سنائی باتیں درج کر دی گئیں۔ اور یہ خبریں جھوٹ پر مبنی ہیں۔ صحابہؓ کرام اور اہل بیتؓ عظام کی شان کو بدنام کرنے کے لئے یہ گھڑی گئی ہیں۔

ان روایات کے بارے میں علماء اہل سنت کا یہی نظریہ ہے:

(۱) حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے:

ایں قصہ سراسر واہی و بہتان و افترا است

(یعنی) یہ قصہ سراسر افترا ہے، بہتان و جھوٹا ہے۔[1]

(۲) مولانا عبد العزیز پرہادی لکھتے ہیں:

وَ سَابعها اَنَّ اَبَابَکْرٍ اَمَرَ بِاحْرَاقِ بَیْتِ عَلِیٍّ وَ فِیْهِ فَاطِمَة وَ حَسَنَانِ لِتَاَخُّرِهٖ عَنِ الْبَیْعَةِ قُلْنَا کَذِبٌ مَحْضٌ۔[2]

(۳) شیعہ علماء نے ان روایات کو نا قابل قبول اور غیر معتمد و غیر معتبر قرار دیا ہے۔

ابن الحدید کہتے ہیں:

اما ما ذکرہ من الھجوم علی دار فاطمة و جمع الحطب لتحریقھا فھو خبر واحد غیر موثوقٍ بہ و لا معمول عَلَیْهِ فی حق الصحابة بل و لا فی حق احدٍ من المسلمین ممن

---

[1] تحفہ اثناء عشریہ باب مطاعن فاروقی طعن دوم

[2] بزاس شرح عقائد تحت متن ولا یشترط ان یکون الامام معصوماً ص ۵۲۹ مطبوعہ ملتان

ظہرت عدالتہ۔[1]

(حاصل یہ ہے کہ) سیدہ فاطمہؓ کے خانہ پر ہجوم کرنا اور خانہ سوزی کے لئے لکڑی جمع کرنے کی روایات خبر واحد ہیں (یعنی مشہور و متواتر نہیں ہیں)۔ یہ غیر معتمد ہیں۔ نہ صحابہؓ کے حق میں قابل عمل ہیں، نہ کسی دوسرے عادل مسلمان کے حق میں۔

حضرت فاطمۃؓ الزہراء حضرت عمرؓ فاروق سے راضی تھیں

(۱) ابن ابی الحدید شیعی معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں ابو بکر الجوہری شیعی کے حوالہ سے پہلے تو حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ان کے راضی ہو جانے کا بھی ذکر ان الفاظ سے کیا ہے:

قَالَ فَمَشٰی اِلَیْھَا اَبُوْبَکْرٍ بَعْدَ ذٰلِکَ وَشَفَّعَ لِعُمَرَ وَطَلَبَ اِلَیْھَا فَرَضِیَتْ عَنْہُ۔[2]

(۲) ملا باقر مجلسی نے بھی حضرت فاطمہؓ کے راضی ہونے کا لکھا ہے:

چوں علی وزبیر بیعت کردند وایں فتنہ فرونشت ابو بکر آمد وشفاعت کرد از برائے عمر وفاطمہ راضی شد۔[3]

---

[1] شرح نہج البلاغہ لابن اَبِیْ الحدید شیعی معتزلی ج ۴ ص ۶۳ ۱ طبع بیروت تحت قولہ العمار بن یاسر سمعہ یراجع کلاما دعہ یاعمار

[2] شرح نہج البلاغہ حدیدی ج ۱ ص ۱۵۷ طبع بیروت بحث الامام الی البیعت

[3] حق الیقین ملا باقر مجلسی ص ۱۱۰ طبع قدیم لکھنؤ وطبع جدید طہران ص ۱۸۰ بحث بیعت علی

(حاصل یہ ہے کہ) جب علیؓ اور زبیرؓ نے ابو بکرؓ الصدیق سے بیعت کر لی اور یہ آزمائش دور ہو گئی تو ابو بکرؓ فاطمہؓ کے پاس آئے اور عمرؓ کے لئے سفارش کی تو فاطمہؓ عمرؓ سے راضی ہو گئیں۔

دعوت مصالحت: جب صحابہؓ کرام اور اہل بیتؓ عظام آپس میں ایک دوسرے سے راضی تھے اور حضرت فاطمہؓ بھی حضرت عمرؓ فاروق، حضرت ابو بکرؓ صدیق سے راضی دُنیا سے گئیں، اب خواہ مخواہ ناراضگی کی غلط روایات سنا سنا کر لوگوں کے ایمان کو خراب کرنے کے علاوہ وہ لوگ کوئی خدمت نہیں کر رہے جو لوگ اس طرح کر رہے ہیں۔ اللہ کا خوف کریں، قیامت کے دِن کیا جواب دیں گے۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے جنازہ میں شرکت

امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ مَاتَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَجَآءَ اَبُوْ بَکْرٍ وَّ عُمَرُ لِیُصَلُّوْا فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ تَقَدَّمْ مَا کُنْتُ لِاَتَقَدَّمَ وَ اَنْتَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ صَلّٰی عَلَیْھَا۔[1]

---

[1] کنزل العمال علی متقی ہندی طبع اول ج ۶ ص ۳۱۸ باب فضائل الصحابہؓ، فصل تفضیلھم، فصل الصدیق بحوالہ رواۃ مالک

(حاصل یہ ہے کہ) امام جعفر صادقؒ اپنے والد امام محمد باقرؒ سے، وہ اپنے والد امام زین العابدینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ مغرب وعشاء کے درمیان فاطمہؓ الزہرا کی وفات ہوئی۔ ابو بکرؓ صدیق اور عمرؓ فاروق تشریف لائے۔ جب نماز کے لئے جنازہ سامنے رکھا گیا تو علیؓ المرتضیٰ نے حضرت ابو بکرؓ صدیق کو کہا کہ آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے تشریف لائیں۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے جواب دیا کہ اے ابو الحسنؓ! آپ کی موجودگی میں ؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ! آپ پیش قدمی فرمائیں۔ آپ خلیفہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اللہ کی قسم! آپ کے بغیر کوئی دوسرا شخص فاطمہؓ پر نماز جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ تب ابو بکرؓ صدیق نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو دفن کی گئیں۔

دورِ فاروقِ اعظمؓ میں حضرت امام حسینؓ کی ایک شادی

حضرت فاروقِ اعظمؓ کے دورِ خلافت راشدہ میں یزدگرد بادشاہ ایران کی بیٹیاں جب ایران کی فتح کے بعد قیدیوں میں مدینہ پہنچیں تو ان میں سے شہربانو کا نکاح حضرت عمرؓ فاروق نے حضرت امام حسینؓ سے کیا۔

اصولِ کافی باب الحجہ مولا علی بن الحسینؓ میں امام باقرؒ سے روایت:

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا قُدِّمَتْ بِنْتُ یَزْدَجَرْدٍ عَلٰی عُمَرَ اَشْرَفَ لَهَا عُذَارٰی الْمَدِیْنَةِ وَ اَشْرَقَ الْمَسْجِدَ بِضَوْءِهَا لَمَّا دَخَلَتْهُ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْهَا عُمَرُ غَطَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ اُفِیْزُوْجِ بَادَا هُرْمُزْ فَقَالَ عُمَرُ اَتَشْتِمُنِیْ هٰذِهٖ وَ هَمَّ بِهَا فَقَالَ لَهٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَام لَیْسَ ذٰلِکَ لَکَ خَیِّرْهَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اَحْسِبَهَا بِفَیْءٍ فَخَیَّرَهَا فَجَاءَتْ حَتّٰی وَضَعَتْ یَدَهَا عَلٰی رَأْسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا اِسْمُکِ فَقَالَتْ جهان شاه فَقَالَ لَهَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ شَهْرُ بَانَوَیْهِ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَیْنِ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَیَلِدَنَّ لَکَ مِنْهَا خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ فَوَلَدَتْ عَلِیَّ بْنَ الْحُسَیْنِ۔[1]

شیعہ مجتہدین نے لکھا ہے کہ:

امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ یزدگرد بادشاہِ ایران کی لڑکی جب حضرت عمرؓ بن الخطاب کی خدمت میں مدینہ پہنچی تو اس کا حسن و جمال دیکھنے کے لئے مدینہ کی عورتیں مکانوں کے اوپر چڑھ گئیں۔ اور مدینہ کی مسجد اس کی روشنی کی وجہ سے منور ہو گئی۔

جب حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اس طرف دیکھا تو اس نے اپنا منہ

[1] اصولِ کافی باب الحجہ مولا علی بن الحسینؓ ص ۲۹۶ طبع نول کشور لکھنوء، رحماء بینہم ج ۲ ص ۲۶۷ مولفہ محمد نافع طبع لاہور

چھپا لیا اور کہنے لگی کہ ہُرمُز کا بُرا ہو جس کی بد تدبیری کے باعث ہمیں یہ کچھ دیکھنا پڑا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے: کیا یہ لڑکی مجھے سبّ و شتم کرتی ہے؟ کچھ تنبیہ کرنا چاہی تو اُس وقت حضرت علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ یہ آپ کو بُرا بھلا نہیں کہہ رہی بلکہ دوسرے شخص کے بارے میں اس نے کچھ کہا ہے۔

پھر حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ اس لڑکی کو مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کو پسند کرنے کا اختیار دے دیں۔ اس کے بعد اس شخص کے حصہ مغنیمت میں اس کو شمار کر دینا۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب نے اسی طرح کرتے ہوئے لڑکی کو حسب منشاء پسندیدگی کا اختیار دے دیا۔ لڑکی نے آکر حضرت حسینؓ بن علیؓ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ (اس طرح یہ حضرت حسینؓ کے حصہ میں دے دی گئی)۔

پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اس لڑکی کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا: مجھے 'جہان شاہ' کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ نہیں بلکہ تیرا نام 'شہربانویہ' تجویز کیا ہے۔ پھر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے خوش خبری کے طور پر حضرت حسینؓ کو فرمایا کہ تیرے لئے اس سے فرزند ہو گا جو اپنے دور میں تمام اہل زمین سے بہتر ہو گا۔ اس کے بعد حضرت زین العابدینؒ اس سے متولد ہوئے۔

(۲) شیعہ کے انساب کے مشہور فاضل ابن عینیہ (جمال الدین) نے اپنی کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آلِ ابی طالب میں لکھا ہے:

فَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهَا شَاهْ زَنَانِ بِنْتِ كِسْرٰى يَزْدجَرْدِ بِنْ شَهَرْيَار وَ قِيْلَ اِنَّ اِسْمَهَا شَهْر بَانُوْ قِيْلَ نُهِبَتْ فِيْ فَتْحِ الْمَدَاءِن فَنَفَلَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔[1]

ابن عینیہ کے بیان کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ یہ لڑکی فتوحات مدائن میں آئی تھی اور حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت حسینؓ بن علیؓ کو عنایت فرمائی۔

فاروق اعظمؓ کے حضرات حسنؓ و حسینؓ کے ساتھ باہمی تعلقات

جس طرح سیدنا علیؓ المرتضیٰ اور سیدنا عمرؓ فاروق کے درمیان رشتہ مؤدت اور دوستی بالدوام قائم تھا، اسی طرح ان کی اولاد کے درمیان یہ تعلقات بہترین طریقہ سے قائم ودائم رہے۔

حضرات حسنینؓ کے لئے حضرت عمرؓ نے کپڑے یمن سے منگائے

(۱) حماد بن زید عَنْ معمر عَنْ الزهری اَنَّ عُمَرَ كَسَا اَبْنَاءَ الصَّحَابَةِ وَ لَمْ يَكْسُ فِيْ ذٰلِكَ مَا يَصْلَعُ لِلْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ

[1] عمدۃ الطالب الفصل ثانی فی عقب الحسین ص ۱۹۲

فَبَعَثَ اِلَی الْیَمَنِ فَاَتٰی بِکِسْوَۃٍ لَھُمَا فَقَالَ الْاٰن طَابَتْ نَفْسِیْ۔ (سیر اعلام النبلاء ذھبی ج۳ ص۱۹۱ تذکرہ حسین)

حاصل یہ ہے کہ زہری سے منقول ہے کہ:

(فتوحات ہونے پر باہر سے کپڑا آیا تو) حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کرام کی اولاد کو پوشاکیں عنایت کیں۔ ان میں حضرت حسنؓ و حسینؓ کے مناسب کوئی لباس نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے علاقہ یمن کی طرف آدمی روانہ کر کے حکم بھیجا کہ ان دونوں صاحبزادوں کے موافق لباس تیار کر کے ارسال کیا جائے۔ (جب یہ لباس آیا اور حضرات حسنینؓ نے زیب تن کیا) تو اس وقت حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا کہ اب میری طبیعت خوش ہوئی۔

یہ واقعہ مندرجہ ذیل مصنفین نے بھی اپنے اپنے الفاظ میں لکھا ہے:

(۲) تلخیص ابن عساکر لابن بدران ج۴ ص۳۲۲ تذکرہ حسینؓ

(۳) سیرت عمرؓ بن الخطاب لابن الجوزی ص۹۷ طبع مصر

(۴) کنز العمال ج۷ ص۱۰۶ بحوالہ ابن سعد

(۵) البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج۸ ص۲۰۷

(۶) ریاض النضرہ محب الدین الطبری ج۲ ص۲۸ طبع مصر

(۷) رحماء بینھم، مولانا محمد نافع ج۲ ص۲۶۴ طبع لاہور

حسنؓ و حسینؓ کا بیت المال سے وظیفہ بدری صحابہؓ کے برابر

(۱) حافظ ابن عساکر مشہور مؤرخ لکھتے ہیں:

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّاب لَمَّا دَوَّنَ الدِّیْوَان وَ فَرَضَ الْعَطَاءَ الْحَقَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنِ بِفَرِیْضَةِ اَبِیْهِمَا مَعَ اَهْلِ بَدْرٍ لِقَرَبَتِهِمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فَفَرَضَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا خَمْسَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ۔[1]

(۱) حاصل مضمون یہ ہے کہ

جب حضرت عمرؓ فاروق نے (اہل اسلام کی خاطر مال فے وغیرہ سے بطور وظیفہ امداد جاری کرنے کے لئے) فہرستیں بنوائیں تو اس وقت حضرات حسنؓ و حسینؓ کے لئے ان کے والد (حضرت علیؓ المرتضیٰ) کے حصہ کے برابر وظیفہ مقرر کیا۔ (یعنی بدری صحابہؓ کرام کی طرح) پانچ پانچ ہزار درہم مقرر کیا۔ اس لئے کہ یہ دونوں حضرات سردار دو جہاں حضور ﷺ کے قریبی رشتہ دار تھے۔

---

[1] ۱۔ تہذیب ابن عساکر ج ۴ ص ۳۲۱ تذکرہ حسینؓ، ۲۔ تلخصف لابن بدران ج ۴ ص ۲۱۲ تذکرہ امام حسنؓ، ۳۔ السنن الکبریٰ مع الجواہر النقی ج ۶ ص ۳۵۰ کتاب القسم من الفیء و الغنیمة للصلامه البیهقی، ۴۔ تلخیص کتاب الاحوال لابی عبید القاسم بن سلام باب فرض الاعطیة من الفیء ص ۲۲۴ طبع مصر، ۵۔ تلخیص شرح معانی الآثار طحاوی ج ۲ ص ۱۸۱ کتاب وجوہ الفیء

اس سے پہلے روایات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ

(۲) سیدنا فاروق اعظمؓ کی طرف سے بعض اوقات سیدنا حسنؓ و حسینؓ کے لئے اُن کی شان کے مطابق پوشاک ولباس عنایت کیا جاتا تھا۔

(۳) فاروقی خلافت کے دوران سیدنا حسنؓ و حسینؓ فوج میں شمولیت رکھتے تھے اور شریک کار رہتے تھے اور آمدہ مالِ غنیمت سے اُن کو حصہ دیا جاتا تھا۔

(۴) شیعی روایات اور مجتہدین و علماء کی تحقیق کے موافق سیدنا حسینؓ کو ایک بیوی لونڈی اسلامی فتوحات میں سے حضرت فاروق اعظمؓ نے عطا کی تھی۔ انہوں نے بخوشی قبول کی تھی۔ اس محترمہ کا نام شہر بانو رکھا گیا، جس سے حضرت امام زین العابدینؒ متولد ہوئے۔[1]

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلافت فاروقیؓ برحق تھی، غاصبانہ نہ تھی۔ اہل بیتؓ رسولؐ سے حضرت عمرؓ فاروق کی محبت تھی اور حضرت علیؓ المرتضیٰ حضرت فاروق اعظمؓ کے مشیر تھے۔

حضرت عمرؓ فاروق کا حضرت علیؓ المرتضیٰ کی دُختر اُمّ کلثوم سے نکاح

سیدنا حضرت عمرؓ فاروق اور سیدنا علیؓ المرتضیٰ کے تعلقات اور روابط کے لئے یہ چیزیں تاریخی شواہد ہیں۔

---

[1] شاہ ایران کی بیٹی شہر بانو تھی۔ اس وقت امام حسینؓ کی عمر تقریباً ۱۴ سال تھی۔

یہ امر مسلّم ہے کہ دو شخصوں کے درمیان رشتہ داری قائم ہونا، ایک شخص کا لڑکی کا رشتہ دینا، دوسرے شخص کا اس کو قبول کرنا باہم اعتماد اور وثوق کی بنا پر ہوتا ہے۔

حضرت فاروق اعظمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے خود حضور ﷺ سے سنا تھا کہ قیامت کے روز تمام رشتے اور تعلقات ختم ہو جائیں گے، مگر میرے خاندان کے ساتھ رشتہ اور انتساب کام آئے گا۔

اس سلسلہ میں پہلی سعادت تو سیدنا عمرؓ فاروق کو مل چکی تھی کہ حضرت حفصہؓ آپ کی بیٹی کا نکاح حضور ﷺ سے ہوا۔ جس سے آپ حضور ﷺ کے خسر بننے کی سعادت پا چکے تھے۔

حضرت عمرؓ نے کہا کہ میری دِلی آرزو ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نسبی قبیلہ کے ساتھ میری نسبت قائم ہو جائے۔

اس کے لئے حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت علیؓ المرتضیٰ سے حضرت فاطمۃؓ الزہراء کی بیٹی حضرت اُمّ کلثومؓ سے نکاح کے لئے رشتہ طلب کیا اور حضرت علیؓ المرتضیٰ نے منظور کر لیا۔ جس پر روایات شاہد ہیں۔

(۲) حاکم نیشاپوری المتوفیٰ ۴۰۵ھ نے لکھا ہے:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَطَبَ اِلٰی عَلِیٍّ اُمَّ کَلْثُوْمٍ فَقَالَ اَنْکِحِیْهَا فَقَالَ عَلِیٌّ

اِنِّیْ اَرْھَدُھَا لِابْنِ اَخِیْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَر فَقَالَ عُمَرَ اَنْکِحِیْھَا فَوَ اللّٰہِ مَا مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ یُرْصِدُ مِنْ اَمْرِھَا مَا اَرْصِدُہٗ فَانْکَحَہٗ عَلِیٌّ فَاَتٰی عُمَرَ الْمُھَاجِرِیْنَ فَقَالَ لَا تُھَنِّءُوْنِیْ فَقَالُوْا بِمَنْ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ؟ فَقَالَ بِاُمِّ کَلْثُوْمِ بِنْتِ عَلِیٍّ وَ ابْنَۃَ فَاطِمَۃُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ کُلُّ نَسَبٍ یُنْقَطَعُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ سَبَبِیْ وَ نَسَبِیْ فَاَحْبَبْتُ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ نَسَبٌ وَ سَبَبٌ۔[1]

روایت ہذا کا حاصل یہ ہے کہ

امام زین العابدینؒ علی بن الحسینؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے ان کی لڑکی اُمّ کلثوم کا نکاح طلب کیا۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے جواب دیا کہ میں نے اپنے برادرزادہ عبداللہ بن جعفر کے لئے یہ رشتہ محفوظ کیا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ مجھے نکاح کر دیں، اللہ کی قسم! میں اس کی نگاہ داشت کروں گا کہ جس طرح کوئی دوسرا حفاظت نہ رکھ سکے گا۔ اس پر حضرت علیؓ نے حضرت اُمّ کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے کر دیا۔ اس کے بعد حضرت

---

[1] ھذا حدیث صحیح الاسناد و لم یخرجاہ المستدرک للحاکم ج۳ ص۱۴۲ باب فضائل علی، ۲۔ کنز العمال علامہ علی متقی ج۷ ص۹، روایت ۸۲۵ طبع قدیم بحوالہ ابن سعد، ابن راہویہ مختصراً رواہ، ۳۔ مجمع الزوائد للہیثمی ج۹ ص۱۷۳ تحت فضل اہل بیت

عمرؓ بن الخطاب مہاجرین کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ تم مجھے مبارک باد نہیں دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: کس چیز کی مبارک باد پیش کریں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ علیؓ المرتضیٰ اور فاطمہؓ کی بیٹی اُم کلثومؓ کے ساتھ نکاح کی مسرت میں مبارک دیجیے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نسب و سبب قیامت کے روز منقطع ہوں گے مگر میرے ساتھ نسب کا تعلق ختم نہیں ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے پسند کیا کہ حضور ﷺ کے خاندان کے ساتھ میرا نسبی تعلق قائم ہو جائے۔

فاروق اعظمؓ سے حضرت اُمّ کلثومؓ کے نکاح کی روایات

بعض لوگ حضرت عمرؓ فاروق سے حضرت اُمّ کلثومؓ کے نکاح کی روایات کو صرف اس بنا پر نہیں مانتے کہ اس سے حضرت عمرؓ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن کیا روایات کے انکار سے اُن کی فضیلت میں کوئی فرق آ سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ جو فضیلت اُن کو ملنی تھی، ازل سے لکھی ہوئی تھی، اُن کو مل گئی۔

اب اگر کوئی اُن سے بُغض رکھتا ہے تو اپنا نقصان کرتا ہے یا اہل بیتؓ رسولؐ کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے، اُن کو کمزور اور مجبور ظاہر کرتا ہے۔ حال یہ ہے کہ وہ نہ مجبور تھے، نہ کمزور تھے۔ وہ دلیر گھرانہ

تھا۔ انہوں نے ساری زندگی حق پر جرأت کا ایک نمونہ بن کر گزاری۔ انہوں نے یہ رشتہ بھی خوشی سے کیا نہ کہ مجبوری سے۔ یہی اہل سنت کا عقیدہ اور نظریہ ہے۔

کتب نسب قریش میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔

(۱) کتاب "نسب قریش" (لابی عبداللہ المصعب بن الزبیری المتوفیٰ ۲۳۶ھ) میں حضرت علیؓ بن ابی طالب کی اولاد کے شمار کے تحت لکھا ہے:

(۱) وَ زَیْنَب ابنة عَلِیٌّ الْکُبْرٰی وَ لَدَت لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِیْ طَالِب (۲) وَ اُمِّ کَلْثُوْم الْکُبْرٰی وَلَدَتْ لِعُمَر بنِ الْخَطَّاب وَ اُمُّھُمْ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔[1]

یعنی حضرت علیؓ کی لڑکی زینب کبریٰ کے بطن سے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی اولاد ہوئی۔ اور اُم کلثوم کبریٰ کے بطن سے حضرت عمرؓ بن الخطاب کا بچہ پیدا ہوا۔ ان دونوں (زینب اور اُمّ کلثوم) کی ماں سیدہ فاطمہؓ حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹی تھیں۔

(۲) فریق مخالف کی مندرجہ ذیل کتب میں نکاح کا تذکرہ موجود ہے:

(۱) فروع کافی ج ۲ ص ۱۴۱ طبع نو لکشور لکھنوء کتاب النکاح باب تزویج اُمّ کلثوم

---

[1] کتاب نسب قریش ص ۴۱ تحت ولد علی بن ابی طالب طبع مصر، رحماء بینہم ج ۲ ص ۲۲۴ مؤلفہ محمد نافع۔ مزید حوالے رحماء بینہم جلد دوم مؤلفہ مولانا محمد نافع میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

(۲) فروع کافی ج ۲ ص ۳۱۱ باب المتوفی عنہا زوجہا

(۳) الجعفریات و الاسعثیات مع قرب الاسناد للحمیری ص ۱۰۹ طبع طہران

(۴) الاستبصار جز ثالث ابواب العدہ ص ۱۸۵ مطبوعہ لکھنوء

(۵) تہذیب الاحکام کتاب الطلاق باب عدۃ النساء ص ۲۳۸ طبع ایران

(۶) تہذیب الاحکام کتاب المیراث ص ۳۸۰ طبع ایران

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) حضرت اُمّ کلثومؓ بنت علیؓ المرتضیٰ حضرت عمرؓ فاروق کے نکاح میں تھیں۔

(۲) حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ چچا کی وساطت سے یہ نکاح کر دیا تھا۔

(۳) حضرت اُمّ کلثومؓ سے حضرت عمرؓ فاروق کی اولاد بھی ہوئی تھی۔

(۴) جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا تو حضرت علیؓ اپنی بیٹی اُمّ کلثوم کو عدت گذارنے کے لئے اپنے گھر لے گئے۔

(۵) جس روز حضرت اُم کلثومؓ کا انتقال ہوا، اسی روز اُن کے لڑکے زید بن عمر بن الخطاب کا بھی انتقال ہوا۔ اور ماں بیٹے کا جنازہ بیک وقت اُٹھایا گیا اور یک جا پڑھا گیا۔ (رحماء بینہم ج ۲ ص ۲۳۵ مولفہ محمد نافع)

فائدہ: مولانا محمد نافع صاحب لکھتے ہیں:

(۱) نسبی تعلقات کے ضمن میں حضرت عمرؓ فاروق اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کا باہمی رشتہ پیش کیا گیا تھا۔ بحمد للہ! یہ رشتہ مؤدت ہر دو حضرات کے درمیان قائم ودائم رہا۔

(۲) علمانے تصریح کی ہے کہ یہ بابرکت نکاح ذوالقعدہ ۱۷ھ میں منعقد ہوا تھا اور اس کا مہر چالیس ہزار درہم مقرر ہوا۔ پھر حضرت علیؓ کی صاحبزادی اُمّ کلثوم سے حضرت عمرؓ کی اولاد ہوئی۔ ایک لڑکا متولد ہوا۔ ان کا نام زیدؒ تھا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی، جس کا نام رقیہؒ تھا۔

(۳) حضرت فاروق اعظمؓ حضرت علیؓ شیر خدا کے داماد ہیں۔

(۴) اور حضرت علیؓ المرتضیٰ حضرت عمرؓ کے خسر ہیں۔

(۵) حضرت فاطمۃؓ الزہرا حضرت عمرؓ کی خوش دامن (ساس) ہیں۔

(۶) سیدنا حسنؓ وسیدنا حسینؓ حضرت عمرؓ فاروق کے برادر نسبتی ہیں۔

(۷) حضرت عمرؓ حسنینؓ شریفین کے بہنوئی ہیں۔

(۸) اور حضرت زینبؒ دختر علیؓ المرتضیٰ حضرت عمرؓ فاروق کی خواہر نسبتی ہیں۔

(۹) زیدؒ پسر عمرؓ فاروق اور رقیہؒ دختر عمرؓ فاروق حضرت علیؓ کے نواسے ہیں۔

(۱۰) امام حسنؓ وامام حسینؓ وامام محمد بن حنفیہؒ کے حضرت زیدؒ ورقیہؒ

بھانجے ہیں۔

(۱۱) حضرات امام حسنؓ و حسینؓ زیدؒ بن عمرؓ اور رقیہؒ بنت عمرؓ کے ماموں ہیں۔

(۱۲) رحمت للعالمین ﷺ کی بنت البنت (نواسی) حضرت اُمّ کلثوم حضرت عمرؓ کے نکاح میں ہے۔

ناظرین کرام! خدارا انصاف وعدل فرمائیں کہ کیا یہ تمام دوستی کی علامات ہیں دشمنی کی؟

ہم نے حقیقت واقعہ پیش کر دی ہے۔ عقل و انصاف کے پیشِ نظر فیصلہ کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔[1]

حضرت امام باقرؒ کی تصدیق کہ حضرت عمرؓ دلادِ علیؓ تھے

حضرت امام باقرؒ سے منقول ہے کہ

حَدَّثَنَا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ قَالَ اَتَیْتُہٗ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ وَ قَعَدْتُ اِلَیْہِ فَقُلْتُ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہ ھَلْ شَھِدَ

[1] تلخیص رحماء بینہم ج ۲ فاروقی حصہ ص ۲۵۴ مؤلفہ مولانا محمد نافع صاحب

عَلِیٌّ مَوْتَ عُمَرَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَوَ لَیْسَ الْقَاءِلُ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَلْقِیَ اللّٰہَ بِصَحِیْفَتِہٖ مِنْ ھٰذَا الْمُسَجّٰی ثُمَّ زَوَّجَہٗ بِنْتَہٗ لَوْ لَا اَنَّہٗ رَاٰہُ اَھْلًا مَّا کَانَ یُزَوِّجُھَا اِیَّاہُ وَ کَانَتْ اَشْرَفَ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ جَدُّھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ اَبُوْھَا عَلِیٌّ ذُو الشَّرْفِ الْمَنِیْفِ وَ الْمَنْقَبَۃِ فِی الْاِسْلَامِ وَ اُمُّھَا فَاطِمَۃُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ اَخُوْھَا الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَ جَدَّتُھَا خَدِیْجَۃُ۔[1]

حاصل یہ ہے کہ

امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں کہ میں امام باقرؒ کی خدمت میں پہنچا، سلام کیا اور بیٹھ گیا اور گفتگو ہوتی رہی۔ میں نے دریافت کیا کہ اللہ آپ پر نزول رحمت فرمائے، کیا حضرت عمرؓ کی وفات کے موقع پر حضرت علیؓ موجود تھے؟ تو امام محمد باقرؒ نے فرمایا: سبحان اللہ! تعجب کی بات ہے، یہ قول اُس وقت کس نے کہا تھا کہ لوگوں میں سے کوئی شخص میرے نزدیک اس کفن پوش سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے کہ اس جیسے اعمال نامہ کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔

پھر امام محمد باقرؒ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے اپنی دُختر (اُمّ

[1] جامع مسانید الامام الاعظم للقاضی الخوارزمی المتوفیٰ ۶۶۵ھ ج ۱ ص ۲۰۴ باب فضائل عمر طبع مرح دائرۃ المعارف دکن

کلثوم) کا حضرت عمرؓ سے نکاح کیا۔ اگر ان کو اس چیز کا اہل نہ سمجھتے تو یہ تزویج نہ کرتے۔ اور یہ دُختر (اُمّ کلثوم) اپنے دور کی تمام عورتوں سے اشرف و برتر تھی۔ اس کے نانا رسول اللہ ﷺ تھے اور اس کے باپ صاحب مناقب و فضائل علیؓ المرتضیٰ تھے۔ اس کی ماں حضرت فاطمۃؓ الزہرا تھیں۔ اس کے بھائی حضرات حسنؓ و حسینؓ تھے، جو جوان جنتیوں کے سردار ہوں گے اور اس کی ماں کی ماں (نانی) حضرت خدیجۃؓ الکبریٰ تھیں۔ الخ

حضرت عمرؓ فاروق کی اولاد حضرت اُمّ کلثوم بنت فاطمۃؓ الزہرا سے

(۱) ابو محمد بن عبد اللہ بن مسلم بن قُتیبہ دینوری لکھتے ہیں:

وَاَمَّا اُمُّ كُلْثُوْمٍ الْكُبْرٰى وَهِيَ بِنْتُ فَاطِمَةَ فَكَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَلَدَتْ لَهٗ وَلَدًا قَدْ ذَكَرْنَاهُمْ۔[1]

(یعنی) حضرت علیؓ کی لڑکی اُمّ کلثوم کبریٰ، یہ حضرت فاطمہؓ کی لڑکی تھی، حضرت عمرؓ بن الخطاب کے نکاح میں تھی۔ حضرت عمرؓ کی اس سے اولاد بھی ہوئی، اس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۲) اور پھر ابن قتیبہ نے حضرت عمرؓ کی اولاد کے تحت لکھا ہے:

---

[1] المعارف، لابن قُتیبہ دینوری ص ۹۲ تحت عنوان بناتِ علیؓ، طبع مصر

فَاطِمَةَ وَ زَيْدًا وَّ اُمُّهُمَا اُمُّ كَلْثُوْمَ بِنْتِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ [1]

(یعنی) حضرت عمرؓ کی اولاد میں فاطمہ اور زید ہیں۔ ان دونوں کی ماں حضرت علیؓ کی لڑکی اُمّ کلثوم ہیں جو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔

یاد رہے کہ ابن قتیبہ نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اس فاطمہ بنت عمر کو رقیہ بنت عمر بھی کہا گیا ہے۔ (رحماء بینہم ج ۲ حصہ فاروقی ص ۲۲۶ از مولانا محمد نافع)

زیدؒ بن عمرؓ بن خطاب، حضرت علیؓ کے نواسہ کی جرأت

علامہ طبریؒ نے لکھا ہے کہ

ایک دفعہ بسر بن ابی ارطاۃ نے حضرت معاویہؓ کے سامنے حضرت علیؓ کے متعلق سخت لفظ کہا۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے نواسے حضرت زیدؒ بن عمرؓ بن خطاب وہاں بیٹھے ہوئے تھے، وہ عصاء لے کر بسر بن ابی ارطاۃ پر پل پڑے۔ اس کا سر پھاڑ ڈالا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے پہلے تو زیدؒ بن عمرؓ بن خطاب سے کہا کہ ایک بزرگ قریش رئیس اہل شام پر تم نے حملہ کیا اور مارا اور پھر بسر سے کہا

---

[1] المعارف، لابن قُتَیبہ دینوری ص ۹۷ تحت عنوان اولاد عمرؓ بن الخطاب، طبع مصر

کہ ان کے سامنے تم نے حضرت علیؓ کے متعلق سخت لفظ کہا۔ وہ ان کے نانا ہیں۔ یہ فاروقؓ کے فرزند ہیں۔ تم سمجھتے تھے کہ یہ سنیں گے اور برداشت کرلیں گے۔ پھر دونوں کو حضرت معاویہؓ نے راضی کرلیا۔[1]

ابوبکرؓ و عمرؓ نے ایک دانہ برابر بھی اہل بیتؓ کے حقوق ضائع نہ کئے

حضرت امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں:

قَالَ اَبُوْبَکْر (الْجَوْهرِی) ... قَالَ یَحْیٰ ابْنُ الْمُتَوَکِّلِ اَبُوْ عَقِیْلٍ کَثِیْرُ النَّوَاءِ قُلْتُ لِاَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّد بْن عَلِیٍّ جَعَلَنِی اللّٰهُ فِدَاکَ اَرَاَیْتَ اَبَابَکْرٍ وَ عُمَرَ هَلْ ظَلَمَاکُمْ مِنْ حَقِّکُمْ شَیْءًا اَوْ قَالَ ذَهَبَا بِهٖ مِنْ حَقِّکُمْ فَقَالَ لَا وَ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا مَاظَلَمَانَا مِنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاکَ اَفَاَتَوَلّٰهُمَا قَالَ نَعَمْ وَیْحَکَ تَوَلَّهُمَا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ مَا اَصَابَکَ فَفِیْ عُنُقِیْ ثُمَّ قَالَ فَعَلَ اللّٰهُ بِالْمُغِیْرَةِ وَ بَنَّانَ فَاِنَّمَا کَذَبَا عَلَیْنَا اَهْلَ الْبَیْتِ۔[2]

حاصل یہ ہے کہ

---

[1] تاریخ طبری ج۴ حصہ اول ص۱۳۷

[2] (۱) وفا الوفاء باخبار دار المصطفیٰ علامہ نور الدین سمہودی ج۳ ص۱۰۰۱ فصل صدقاتہ ﷺ، (۲) شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید المعتزلی الشیعی ج۴ ص۱۱۳ بحث فدک الفصل اول

کثیر النواء کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؒ سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں، کیا ابو بکرؓ و عمرؓ بن الخطاب نے آپ کے حقوق میں ظلم و ستم روا رکھا تھا یا آپ کے حق کو برباد اور ضائع کر دیا تھا؟ امام باقرؒ نے جواب دیا کہ بالکل نہیں! اس ذات کی قسم! جس نے تمام عالم کے نذیر پر اپنا قرآن مجید نازل فرمایا، ان دونوں نے ہمارے حقوق میں ایک دانہ برابر بھی ضائع نہیں کیا اور ظلم نہیں کیا۔ کثیر کہتا ہے کہ پھر میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں، ان دونوں کے ساتھ تولّی اور دوستی رکھوں؟ سیدنا محمد باقرؒ نے فرمایا کہ ان سے تجھے دُنیا و آخرت دونوں عالم میں دوستی رکھنی چاہیے۔ اور (بالفرض) کوئی وبال پیش آئے میری گردن پر ہو گا۔ پھر فرمایا کہ مغیرہ بن سعید اور بنان کے ساتھ اللہ وہی معاملہ فرمائے، جس کے وہ اہل ہیں، ان دونوں نے ہم اہل بیت پر جھوٹ، کذب و افتراء، دروغ بنا بنا کر پھیلا دیئے اور ہماری طرف منسوب کر دیئے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ دوستی نہ کرنے والے کو شفاعت نصیب نہ ہو

امام جعفر صادق نے فرمایا:

عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِیْ حَفْصَةَ قَالَ قَالَ جَعْفَر صَادق بْنُ مُحَمَّد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَبُوْبَکْرٍ جَدِّی اَفَیَعْبُ الرَّجُلُ جَدَّہٗ لَا نَالَتْنِیْ

شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ اِنْ لَمْ اَكُنْ اَتَوَلَّاهُمَا وَ اَبْرَأُ مِنْ عَدُوِّهِمَا۔[1]

(یعنی) سالم کہتا ہے کہ سید جعفر صادق نے فرمایا کہ ابو بکرؓ میرے جد (اور نانا ہیں)۔ کیا کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کو گالی دیتا ہے؟ نبی اقدس محمد ﷺ کی شفاعت ہی مجھے نصیب نہ ہو اگر میں ابو بکرؓ و عمرؓ سے تولّی اور دوستی نہ رکھوں اور میں اُن کے دشمن سے بیزاری اختیار نہ کروں۔

حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ امام عادل تھے

امام جعفر صادق کا فرمان:

فَقَالَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِيْ حَقِّ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُمَا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَ مَاتَا عَلَيْهِ فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔[2]

حاصل یہ ہے کہ

ایک شخص نے امام جعفر صادق سے ابو بکرؓ و عمرؓ کے متعلق سوال

---

[1] (۱)سیرت عُمَرَ رضی اللہ عنہ بن الخطاب لابن جوزی ص۳۲ طبع مصر، (۲) کتاب السنة لامام احمد ص۱۹۷ طبع مکہ مکرمہ

[2] کتاب "احقاق الحق" قاضی نور اللہ شوستری شیعی ج۱ ص۱۶ طبع مصر و ج۱ ص۷۰ طبع طہران

کیا تو امام موصوف نے جواباً فرمایا کہ یہ دونوں بزرگ (تمام اہل اسلام کے) امام تھے، عدل و انصاف کرنے والے تھے، حق بات پر قائم رہے، حق پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت فرمائے۔

امام جعفر صادق ابو بکرؓ و عمرؓ کے مزار پر سلام کہتے تھے

وَ الْمَرْوِیُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَتَوَلَّاهُمَا وَ يَاْتِي الْقَبْرَ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمَا مَعَ تَسْلِيْمِهٖ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[1]

(مطلب یہ ہے کہ) امام جعفر صادق حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے ساتھ دوستی اور مودّت رکھتے تھے۔ جس وقت سید الاوّلین و الآخرین نبی کریم علیہ السلام و التسلیم (کی قبر شریف پر) صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہوتے تو ابو بکرؓ الصدیق اور عمرؓ بن الخطاب کی قبور پر بھی سلام و تسلیم کہتے تھے۔

---

[1] (۱) کتاب الشافی ص ۲۳۸ طبع قدیم تلخیص الشافی از سید مرتضیٰ الشیعی، (۲) شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید الشیعی ج ۴ ص ۱۴۰ بحث الفصل الثالث

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی حضرت امام باقرؒ سے ملاقات

حضرت امام باقرؒ کا ارشاد:

وَ اَخْرَجَ الدَّارُ قُطْنِیْ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ سَأَلَ اَبَا جَعْفَرِ الْبَاقِرَ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ فَتَرَحَّمَ عَلَیْهِمَا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ حَنِیْفَةَ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ عِنْدَنَا بِالْعِرَاقِ اِنَّکَ تَبَرَّأُ مِنْهُمَا فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ کَذَبُوْا وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ ثُمَّ ذَکَرَ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ تَزْوِیْجَ عَلِیٍّ بِنْتَهٗ اُمَّ کُلْثُوْمٍ بِنْتَ فَاطِمَةَ مِنْ عُمَرَ وَ اَنَّهٗ لَوْ لَمْ یَکُنْ لَهَا اَهْلًا مَا زَوَّجَهٗ اِیَّاهَا فَقَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ لَوْ کَتَبْتَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ لَا یُطِیْعُوْنِیْ بِالْکِتَابِ۔[1]

(یعنی) دار قطنی نے امام ابو حنیفہؒ سے تخریج کی ہے کہ امام ابو حنیفہ جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو ابو جعفر امام محمد باقرؒ سے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ پر ترحم کے کلمات دعائیہ ارشاد فرمائے۔ یہ سُن کر ابو حنیفہؒ نے امام باقرؒ سے کہا کہ ہمارے ہاں عراق میں لوگ کہتے ہیں کہ آپ ابو بکرؓ و عمرؓ سے تبرّیٰ و بیزاری کیا کرتے ہیں۔ امام محمد باقرؒ نے کہا کہ معاذ اللہ (اللہ کی پناہ)! ربّ کعبہ کی قسم! انہوں نے

---

[1] الصواعق المحرقة الفصل خامس فی ذکر شبهات ص ۲۸، المناقب الامام الاعظم ملموفق بن احمد المکی ج ۲ ص ۱۶۵

یہ سب جھوٹ اور دروغ کہا۔ پھر امام باقرؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے سامنے تزویج اُمّ کلثوم کے ساتھ استدلال پیش کرتے ہوئے کہا کہ اگر عمرؓ بن الخطاب اس چیز کے اہل نہ ہوتے تو ان کو حضرت علیؓ المرتضیٰ اپنی دُختر اُمّ کلثوم کا نکاح نہ کر کے دیتے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ آپ یہ چیز اہل عراق کو لکھ کر ارسال کر دیں تو بہتر ہو گا۔ امام باقرؒ نے فرمایا: وہ میری تحریر کو تسلیم نہیں کرتے۔

شہادت سے پہلے حضرت عمرؓ فاروق کا خواب

خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ فاروق کا قاتل عجمی و مجوسی غلام ابو لؤلؤ فیروز نامی شخص تھا، جس نے ۲۷ ذی الحجہ ۲۳ھ کو نماز کے دوران قاتلانہ حملہ کیا جب کہ آپ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ اس کے بعد آپ تین روز زندہ رہے اور یکم محرم ۲۴ھ کو شہادت ہوئی۔

حضرت عمرؓ فاروق نے اس سے پہلے ایک خواب دیکھا اور جمعہ پر خطبہ میں بیان کیا:

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ ذَكَرَ اَبَابَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رُؤْيَا لَا اَرَاهَا اِلَّا لَحُضُوْرًا اَجَلِيْ رَاَيْتُ كَاَنَّ

دِیْکًا نَقَرَنِیْ نَقْرَتَیْنِ قَالَ ذَکَرَ لِیْ اَنَّهٗ دِیْکٌ اَحْمَرُ فَقَصَصْتُهَا عَلٰی اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ فَقَالَتْ یَقْتُلُکَ رَجُلٌ مِنَ الْعَجَمِ ... (روایت طویل ہے) ... قَالَ فَخَطَبَ النَّاسَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ أُصِیْبَ یَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ۔[1]

حاصل یہ ہے کہ

(شہادت سے پہلے) حضرت عمرؓ فاروق نے جمعہ کے دِن منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کی، پھر نبی اقدس ﷺ کا ذکر خیر فرمایا۔ پھر ابو بکرؓ صدیق کا ذکر کیا۔ اس کے بعد کہنے لگے کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اس سے میں یہ سمجھا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ ایک سُرخ مرغ ہے، اُس نے میرے شکم میں دو تین بار اپنی چونچ سے ٹھونگے لگائے ہیں۔ اس خواب کو میں نے حضرت اسماءؓ بنت عمیس (حضرت علیؓ المرتضیٰ کی اہلیہ) کے پاس بیان کیا۔

اسماءؓ بنت عمیس نے کہا ہے کہ عجم کا ایک آدمی تجھے قتل کر دے گا۔

روایت کرنے والا کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق نے جمعہ کو یہ خطبہ

---

[1] مسند امام احمد تحت مسندات عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ج ۱ ص ۱۵، رحماء بینہم ج ۲ ص ۲۷۲، مسند حمیدی تحت احاث عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب ج ۱ ص ۱۷

دیا اور چہار شنبہ یعنی بدھ کے دِن ان پر یہ مصیبت پہنچی۔

فاروق اعظمؓ کے دورِ خلافت میں قاضی حضرت علیؓ تھے

انتظام سلطنت کے لئے تقسیم کار ضروری ہوتا ہے۔ حکومت کے لئے بے شمار انتظامی شعبے ہوا کرتے ہیں۔ خلفاء راشدین کے مقدس دور حکومت و خلافت میں تقسیم کار کے تحت: (۱) حضرت عثمانؓ بن عفان (۲) حضرت علیؓ بن ابی طالب (۳) حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ (۴) حضرت معاذ بن جبلؓ (۵) حضرت ابی بن کعبؓ (۶) حضرت زید بن ثابتؓ عہد فاروقی میں مفتی اور قاضی رہے۔

(۱) طبقات ابن سعد میں ہے:

ثُمَّ وَلِیَ عُمَرُ فَکَانَ یَدْعُوْھُؤُلَاءِ النَّفَرَ الخ

(یعنی) حضرت ابو بکرؓ صدیق کے بعد حضرت عمرؓ فاروق والی حکومت ہوئے۔ وہ افتاء و فتویٰ کے لئے ان حضرات (عثمانؓ بن عفان، علیؓ بن ابی طالب، عبد الرحمنؓ بن عوف، معاذؓ بن جبل، ابیؓ بن کعب، زیدؓ بن ثابت رضی اللہ عنہم) کو بلاتے تھے۔[1]

(۲) دوسرے مقام پر ابن سعد روایت کرتے ہیں:

---

[1] طبقات ابن سعد باب اھل العلم و الفتوی من اصحاب النبی ج ۲ ص ۱۰۹ القسم الثانی طبع لندن

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَنَا عُمَرُ فَقَالَ عَلِیٌّ اَقْضَانَا وَ اُبَیٌّ اَقْرَانَا۔[1]

ابن عباس کہتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ دے کر فرمایا کہ علیؓ المرتضیٰ ہمارے بہترین قاضی ہیں اور اُبی بن کعب ہمارے بہترین قاری ہیں۔

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰن بن ھُرمز الاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلِیٌّ اَقْضَانَا (طبقات ابن سعد، باب علی ج ۲ ص ۱۰۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت عمرؓ بن خطاب نے کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ قوم کے بہترین قاضی ہیں۔

(۴) علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

عَنْ شُعَیْبٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِ قَالَ لَمَّا وَلِیَ عُمَرُ قَالَ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اِقْضِ بَیْنَ النَّاسِ وَ تَجَرَّدْ لِلْحَرْبِ۔[2]

(یعنی) جب حضرت عمرؓ فاروق خلیفہ ہوئے، اس وقت انہوں نے

---

[1] (۱) طبقات ابن سعد ج ۲ القسم الثانی ص ۲ تحت علی المرتضیٰ، (۲) بخاری شریف ج ۲ ص ۶۴۳ کتاب التفسیر ما نسخ من آیۃ، (۳) امالی شیخ ابی جعفر الطوسی الشیعی ج ۱ ص ۲۵۶ طبع جدید نجف اشرف، (۴) رجماء بینہم ج ۲ فاروقی ص ۱۱۴ طبع لاہور

[2] سیرت عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لابن جوزی تحت باب ۳۳ ص ۶۳ طبع مصر

حضرت علیؓ المرتضیٰ سے کہا کہ آپ لوگوں میں تنازعات کے فیصلے کیجیے اور جنگی اُمور سے علیحدگی اختیار کرلیں۔

(۵) علامہ ابن کثیر ۱۳ھ کے حالات میں لکھتے ہیں:

وَ فِيْهَا وَلِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب يَوْمَ الثلثَاءِ لِثَمَانٍ بقين مِنْ جُمَادَى الْاٰخِرَة مِنْهَا فَوَلّٰى قَضَاءَ الْمَدِيْنَةِ عَلِيّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ اسْتَنَابَ عَلَى الشَّامِ اَبَا عُبَيْدَةَ عَامر بْن عَبْدِ اللهِ بْنِ الْجَرَّاح الْفِهْرِى۔۔۔الخ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۷ ص ۱۳۱ تحت ۱۳ھ)

حاصل یہ ہے کہ

۱۳ھ جمادی الاخریٰ میں سے آٹھ یوم باقی تھے، منگل کے دِن حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور مدینہ طیبہ کا قاضی انہوں نے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو متعین فرمایا اور ملک شام کے لئے اپنا نائب ابوعبیدہ عامر بن الجراح کو مقرر فرمایا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس طرح فاروقی حکومت میں دیگر قاضی و مفتی کام کر رہے تھے، وہاں حضرت فاروق اعظمؓ کے نزدیک حضرت علیؓ المرتضیٰ بہترین قاضی تھے اور عہدہ قضاء و افتاء میں ان کا خاص مقام تھا۔

(۲) یہ چیز واضح صورت میں عیاں ہوگئی ہے کہ سیدنا امیر المؤمنین عمرؓ فاروق اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کے درمیان کوئی عداوت، بغض و

عناد، تضاد فساد وغیرہ ہر گز نہ تھا۔ نہ فاروقی خلافت سے قبل تھا، نہ بعد میں تھا۔ (رحماء بینہم ج ۲ حصہ فاروقی ص ۱۱۶ از مولانا محمد نافع صاحب)

فاروق اعظمؓ کے فضائل ومناقب سیدنا علیؓ المرتضیٰ کی زبانی

حضرت علیؓ المرتضیٰ جب کوفہ تشریف لے گئے تو فرمایا:

قَالُوْا وَ كَانَ مَقْدَمُهُ الْكُوْفَةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ لِاِثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَجَبَ سَنَةَ (٣٦ھ) وَ قِيْلَ لَهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتَنْزِلُ الْقَصْرَ؟ قَالَ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ نُزُوْلِهٖ لِاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُبْغِضُهُ وَ لٰكِنِّيْ نَازِلُ الرَّحْبَةَ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ الْاَعْظَمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَ الرَّحْبَةَ۔[1]

(یعنی) حضرت علیؓ ۱۲ رجب ۳۶ھ میں کوفہ تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! آپ محل (یعنی قصر شاہی) میں قیام فرمائیں گے؟ فرمایا: مجھے وہاں قیام کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ عمرؓ بن الخطاب (ایسے) محلات میں قیام رکھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ اس لئے میں ایک عام چبوترہ پر اُتروں گا۔ پھر آپ جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں دو رکعت نماز

---

[1] الاخبار و الطوال لابی حنیفہ احمد بن داؤد دینوری المتوفی ۲۸۲ھ تحت وقعۃ الجمل ص ۱۵۲ طبع جدید

ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ اس چبوترہ پر تشریف فرما ہوئے۔

(۱) معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی سیرت حضرت عمرؓ فاروق کی سیرت کے موافق تھی اور دونوں بزرگ باعتبار کردار کے متحد و متفق تھے۔

(۲) حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت عمرؓ فاروق کے جاری کردہ دستور العمل کو جاری رکھا۔ اسی کو قابل عمل سمجھا۔ اس میں کوئی تغیر و تبدل روا نہیں رکھا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ فاروقی خلافت کا نظام حضرت علیؓ کے نزدیک بالکل صحیح اور قابل عمل ولائق تقلید تھا۔[1]

فاروق اعظمؓ کے ہاتھ پر حضرت علیؓ المرتضیٰ کا بیعت کرنا

حضرت ابو بکرؓ صدیق کی وفات کے بعد حضرت علیؓ المرتضیٰ نے حضرت عمر ابن خطاب کی بیعت کی۔

(۱) طبقات ابن سعد میں ہے:

ثُمَّ اَمَرَهٗ فَخَرَجَ بِالْكِتَابِ مَخْتُوْمًا وَ مَعَهٗ عُمَرُ بْنَ الْخَطَّاب وَ اُسَيْد بن سَعِيْدِ نِ الْقُرْظِيْ فَقَالَ عُثْمَانُ لِلنَّاس أُتْبَايِعُوْن لِمَنْ

[1] تلخیص از کتاب "رحماء بینہم حصہ فاروقی ص ۷۲ مولفہ مولانا محمد نافع صاحب طبع سوم اگست ۲۰۰۰ مطبوعہ تحقیقات اکرم آر کیڈ ۲۹ ٹمپل روڈ لاہور۔

فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ فَقَالُوْا نَعَمْ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ (قَالَ ابْنُ سَعْدٍ عَلِیِّ نِ الْقَاءِلُ) وَ هُوَ عُمَر فَاَقَرُّوْا بِذٰلِکَ جَمِیْعًا وَّ رَضُوْا وَ بَایَعُوْا

... الخ (طبقات ابن سعد تذکرہ ابی بکر ج۳ ص ۱۴۳ طبع لندن، رحماء بینہم ج۲ ص ۵۰)

خلاصہ یہ ہے کہ

صدیق اکبرؓ کے حکم سے حضرت عثمانؓ ایک تحریر سر بمہر کر کے (صدیق اکبرؓ کے گھر سے) باہر آئے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب اور اُسید بن سعید القرظی ساتھ تھے۔ لوگوں کو حضرت عثمانؓ نے صدیق اکبرؓ کی طرف سے کہا کہ اس کاغذ میں جس شخص کی تجویز ہو چکی ہے، کیا اس کے حق میں بیعت کرنے کے لئے آپ تیار ہیں؟ سب حضرات نے کہا کہ ہمیں تسلیم ہے اور ہم بیعت کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض نے کہا (کہنے والے حضرت علیؓ تھے): وہ شخص ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ عمرؓ ہیں۔ سب لوگوں نے اس چیز کو تسلیم کر لیا اور اس پر رضامند ہو گئے اور سب نے بیعت کر لی۔

(۲) دوسری روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:

عَنْ یَسَارِ بْنِ حَمْزَةَ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ اَبُوْبَکْرٍ اَشْرَفَ عَلَی النَّاسِ مِنْ کُرَّةٍ فَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَهِدْتُ عَهْدًا أَفَتَرْضَوْنَ بِهٖ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ رَضِیْنَا یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلِیٌّ لَا نَرْضٰی

اِلَّا یَکُوْنَ عُمَرَ بْنُ الْخَطَّابِ۔[1]

حاصل ان روایات کا یہ ہے کہ

جب حضرت ابو بکرؓ صدیق کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو گھر کے دریچہ سے (لوگوں کو خطاب کرنے کے لئے) جھانکا اور فرمایا کہ (خلافت کے بارے میں) میں نے ایک عہد کیا ہے کہ تم اس پر رضامند ہوتے ہو؟ لوگوں نے جواباً عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول! ہم اس بات پر راضی ہیں اور حضرت علیؓ المرتضیٰ کہنے لگے کہ عمرؓ بن الخطاب کے بغیر (اس معاملہ میں) ہم کسی دوسرے شخص کے حق میں راضی نہیں ہوں گے۔

حضرت علیؓ المرتضیٰ نے تینوں خلفاء راشدین کی بیعت کی

(۲) جنگ جمل کے بعد کچھ لوگ جو جنگ آپ کے خلاف لڑے، معذرت کرنے کے لئے تشریف لائے تو اس موقع پر حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا:

---

[1] (۱) أسد الغابه لعز الدین ابی الحسن علی بن محمد المعروف بابن اثیر الجزری، تذکره عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب ج۴ ص۷۰، (۲) ریاض النضرة فی مناقب العشرة الفصل العاشره فی خلافت ج۲ ص۸۸، (۳) تاریخ الخلفاء سیوطی فصل فی مرضه و فاته و صیته ص۶۱ طبع دہلی، (۴) الصواعق المحرقه لابن حجر المکی اهیتمی الفصل ثانی فی استخلاف ابی بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ ص۵۴

... قَالَ (عَلِیّ) فَبَایَعْتُمْ اَبَابَکْرٍ وَ عَدَلْتُمْ عَنِّیْ فَبَایَعْتُ اَبَابَکْرٍ کَمَا بَایَعْتُمُوْهُ... فَبَایَعْتُ عُمَرَ کَمَا بَایَعْتُمُوْهُ... فَوَفَیْتُ لَهٗ بِبَیْعَتِهٖ حَتّٰی لَمَّا قُتِلَ سَادِسَ سِتَّةٍ فَدَخَلْتُ حَیْثُ اَدْخَلَنِیْ... فَبَایَعْتُمْ عُثْمَانَ فَبَایَعْتُهٗ... الخ۔[1]

(یعنی) تم نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ جس طرح تم نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی، اسی طرح میں نے بھی ان سے بیعت کی۔... پھر جس طرح تم نے حضرت عمرؓ کی بیعت کی، میں نے بھی اسی طرح اُن کی بیعت کی۔ اور اس بیعت کے حقوق کو میں نے پورا کیا، حتیٰ کہ جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجھے چھ آدمیوں (کی سب کمیٹی) میں ایک ممبر قرار دے کر شامل کیا اور میں نے شامل ہونا قبول کیا۔... پس تم نے حضرت عثمانؓ بن عفان کی بیعت کی تو میں نے بھی اُن کی بیعت کی۔... الخ

حضرت امام حسنؓ نے اپنے لڑکوں کا نام ابو بکر و عمر رکھا

(۱) شیعہ کے معتبر مؤرخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر نے اپنی تاریخ یعقوبی میں حضرت امام حسنؓ کی اولاد کے ذکر کے تحت لکھا ہے:

[1] امالی شیخ ابی جعفر الطوسی ج ۲ ص ۱۲۱ المعروف شیخ الطائفہ المتوفیٰ ۴۶۰ھ طبع نجف اشرف، عراق

وَ كَانَ لِلْحَسَنِ مِنَ الْوَلَدِ ثَمَانِيَةَ ذُكُوْرٍ وَ هُمُ اَلْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنُ (اَلْمُثَنّٰى) وَ اُمُّهٗ خَوْلَةُ بِنْتُ مَنْظُوْرِ الْغَزَارِيَةِ وَ زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ اُمُّهٗ اُمُّ بَشَرٍ بِنْتِ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ اَلْاَنْصَارِي الْخِزْرِجِيّ وَ عُمَرُ وَ الْقَاسِمُ وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِاُمَّهَاتِ اَوْلَادٍ شَتّٰى وَ طَلْحَةُ وَ عَبَيْدُاللّٰهِ۔[1]

ترجمہ: حضرت امام حسنؓ کے آٹھ لڑکے تھے اور وہ الحسن بن حسن (المثنیٰ)، ان کی ماں خولہ بنت منظور الغزاریہ تھیں۔ اور زید بن الحسن، ان کی ماں اُمّ بشر بنت ابی مسعود الانصاری الخزرجی تھیں اور عمرو القاسم وابو بکر وعبد الرحمن، مختلف ماؤں سے ہیں اور طلحہ وعبید اللہ۔

(۲) شیعہ فاضل شیخ مفید نے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں امام حسن مجتبیٰ کی اولاد کے تذکرہ میں حضرت حسن (مثنیٰ) بن امام حسنؓ کے حالات کے تحت فصل قائم کر کے وہاں امام حسن کے فرزندوں میں ابو بکر بن الحسن اور عمر بن الحسن کا نام بھی لکھا ہے۔[2]

(۳) اہل تشیع کے مسلم مجتہد ملا باقر مجلسی نے بھی لکھا ہے:

---

[1] تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۲۸ طبع جدید بیروت ذکر اولاد امام حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب

[2] (۱) ارشاد شیخ مفید ص ۱۷۶ باب ذکر ولد الحسن بن علیؓ، (۲) کشف الغمہ ص ۱۵۸ طبع تبریزی ایرانی، (۳) رحماء بینہم ج ۲ حصہ فاروقی مؤلفہ مولانا محمد نافع ص ۳۴۵

کربلا کے شہداء میں امام حسنؓ کے فرزندوں میں ابو بکر و عمر، عبداللہ، قاسم، بشر اور بعض نے بشر کے بجائے عمر کہا ہے۔ اور امام حسینؓ کی اولاد میں علی اکبر، عبد اللہ شہید ہوئے اور بعض نے ابراہیم و محمد و حمزہ و علی اور بعض نے جعفر و عمر و زید بھی کہا ہے۔[1]

دفن فاروقی میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کی شمولیت

حضرت فاروق اعظم عمرؓ بن الخطاب کے جنازہ کے بعد دفن کے وقت حضرت علیؓ المرتضیٰ بمع دیگر احباب کے قبر میں اُتارنے کے لئے خود قبر میں اُترے۔ دیکھئے روایات میں آتا ہے:

(۱) ابن جریر طبری نے ۲۳ھ کے تحت باب قصۃ الشوریٰ میں بایں الفاظ اس مضمون کو درج کیا ہے:

... و نزل فی قبرہٖ یعنی فی قبر عُمَر الخمسة یعنی اَھْلُ الشُّوْرٰی... الخ (تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۸ ج ۵ طبع مصر)

(حضرت صہیبؓ رومی نے حسب وصیت فاروق اعظمؓ کا جنازہ پڑھایا۔) اس کے بعد (روضہ نبوی میں) حضرت عمرؓ کو قبر میں اُتارنے کے لئے اہل الشوریٰ کے پانچ افراد قبر میں اتارنے کے

---

[1] جلاء العیون فارسی ملا باقر مجلسی ص ۵۶۴ باب در بیان عدد شہداء اہل البیت کہ در روز عاشورہ شہید شدند

لئے شریک عمل ہوئے۔

(۲) اور تاریخ ابن اثیر جزری میں ہے:

نَزَلَ فِیْ قَبْرِہٖ (عُمَرؓ) عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ وَ الزُّبَیْرُ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَر۔[1]

حضرت عمرؓ کو قبر میں اُتارنے کے لئے اہل شوریٰ حضرات عثمانؓ و علیؓ و زبیرؓ و عبد الرحمن بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ اور عبد اللہ بن عمرؓ شریک ہوئے۔

(۳) حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں:

نَزَلَ فِیْ قَبْرِہٖ مَعَ اِبْنِہٖ عَبْدِ اللّٰہِ اَھْلُ الشُّوْرٰی سِوٰی طَلْحَۃَ فَاِنَّہٗ کَانَ غَائِبًا۔ (البدایہ والنھایہ لابن کثیر ج ۷ ص ۱۴۵ طبع مصر)

خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت عمرؓ کو قبر میں اتارنے کے لئے ان کے بیٹے عبد اللہ بن عمرؓ اور اہل شوریٰ شریک عمل ہوئے، سوائے حضرت طلحہؓ کے، وہ اس وقت غائب تھے (یعنی مدینہ میں موجود نہ تھے)۔

---

[1] تاریخ الکامل لابن اثیر ج ۳ ص ۲۸ باب ذکر الجز عَنْ مقتل عُمَرَ

اُمت میں سب سے بڑا مقامِ فضیلت

مولانا قاضی مظہر حسینؒ فرماتے ہیں:

(۱) سب سے بڑا مسئلہ خلافت کا ہے اور سب سے بڑا مقامِ فضیلت بھی خلافت ہی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کو صحابی ہونے کی حیثیت سے ایک خاص شرف اور فضیلت حاصل ہے۔ غیر صحابی، صحابی پر فضیلت نہیں رکھتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد اگر امتوں میں کسی کا درجہ ہے تو وہ رسولِ کریم رحمۃ للعالمین ﷺ کی جماعتِ مقدسہ کا ہے۔

(۲) اور اسی لیے اہلِ حق کا امتیازی نام، اہل السنت والجماعت ہے۔ یعنی اُس اسلام کو ماننے والے اور اُس دین حق کو ماننے والے کہ جو حضور ﷺ کی سنت سے اور حضور ﷺ کی جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مابعد کی اُمت کو پہنچا ہے اور ظاہر ہے کہ سوائے ان دو راستوں کے ہمارے لیے کوئی اور راستہ، اللہ کے دین تک پہنچنے کا نہیں ہے۔

قرآن مجید فرقانِ عظیم، اللہ کی حفاظت کے ماتحت ان شاء اللہ محفوظ رہے گا لیکن قرآنِ مجید بھی حضور ﷺ کی سنت اور حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ ہمیں ملا ہے تو سنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو مان لینے سے دین کی تمام حقیقتیں اس میں آجاتی ہیں۔

(۳) صرف صحابی ہونا بھی بہت بڑا شرف اور بڑی فضیلت اور بڑا بلند مقام ہے لیکن پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے خلافتِ راشدہ سے سرفراز فرمایا ہے تو اس مقامِ خلافت کی وجہ سے اُن کا درجہ باقی اصحاب رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر ہے۔

(۴) خلافتِ راشدہ یا خلفائے راشدینؓ ایک مخصوص اصطلاح ہے جو اہل السنت والجماعت کے ہاں مروّج ہے۔ لغوی معنی مراد نہیں ہے کہ جو کوئی بھی نیک خلیفہ ہو اس کو خلیفۂ راشد کہا جاتا ہے۔

(۵) ہم جو چاروں خلفاء کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں تو وہ دراصل خلافتِ موعودہ ہے یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد وہ خلافت اور جانشینی ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں پہلے فرمادیا۔ جس کو آیتِ استخلاف کہتے ہیں۔[1]

(۶) "وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" کہ وعدہ فرمایا ہے اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔ سارے ایمان والوں سے وعدہ نہیں ہے بلکہ صرف "مِنْكُمْ" جو تم میں سے ہیں یعنی اُس وقت جو مومنین موجود تھے، جب اس آیت کا نزول ہوا۔ ایمان والے تو قیامت تک آتے رہیں گے، اُس وقت بھی اور آج بھی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تخصیص فرمادی "مِنْكُمْ"، تم میں سے۔ ورنہ اُس لفظ کا کوئی

[1] پ۱۸ سورۃ النور آیت ۵۵

فائدہ نہیں ہے۔ اُن ایمان والوں سے یہ وعدہ ہے کہ جو تم میں سے ایمان لانے والے ہیں یعنی حاضرین مراد ہیں۔

(۷) اور پھر یہ وعدہ صرف ایمان والوں سے نہیں کیوں کہ ایمان تو قلبی تصدیق کا نام ہے۔ بلکہ "وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"، ایسے ایمان والے اور ایسے مومنین کاملین کہ جو صالح عمل کرنے والے ہوں تو اب کامل بن گئے۔ ایمان بھی کامل ہے عمل بھی کامل، صالح ہے، اللہ کے ہاں۔ کیوں کہ اللہ کا وعدہ تو اپنے علم کے مطابق اُنہی سے ہے کہ جن کے اندر صحیح ایمان ہے اور جو صحیح اور حقیقی معنٰی میں صالحین ہیں۔

(۸) "لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ" ضرور اللہ اُن کو خلیفہ بنائے گا۔ یعنی اس میں کوئی شک کی بات نہیں۔ یہ تحقیقی بات ہے کہ تم میں سے جو مومن صالح ہیں، اُن میں سے میں خلیفہ بناؤں گا۔ خلیفہ کا معنی جانشین ہے۔

(۹) اب یہاں کس کے خلیفہ اور جانشین مراد ہو سکتے ہیں؟ نبی کریم رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے۔ کیوں کہ جب حضور ﷺ خود موجود تھے تو اس وقت تو کوئی خلیفہ نہیں۔ ضمنی طور پر حضور ﷺ کسی کو نائب بنا کر کہیں بھیج دیں، وہ اور بات ہے۔ لیکن کلی طور پر جو حضور ﷺ کا جانشین ہو گا تو وہ تو حضور ﷺ کے وصال کے بعد ہی ہو گا۔ اس لفظ سے خود یہ سمجھا جا سکتا ہے

کہ یہ وعدہ حضور ﷺ کے بعد ہے۔ ”ضرور اللہ تم میں سے مومنین صالحین کو خلافت دے گا“۔ حضور ﷺ کا جانشین بنائے گا۔ کہاں؟

(۱۰) ”فِی الْاَرْضِ“ زمین میں۔ مراد خاص زمین اور خاص ملک ہے کہ جہاں حضور ﷺ کی حکومت الٰہیہ تھی۔ کیوں کہ جانشین اور خلیفہ وہی ہو گا جو اسی وراثت کو سنبھالے گا جو وراثت اس کو ملے گی جن کا وہ خلیفہ ہے۔

(۱۱) ”کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ“ جیسا کہ اللہ نے تم سے پہلے لوگوں کو نائب اور خلیفہ بنایا تھا، اسی طرح بنائے گا۔ اب اس خلافتِ موعودہ کی علامات اور نشانیاں کیا ہیں؟ آگے اس کی تفصیل ہے تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ خلافت صرف حکومت واقتدار کی ہو گی۔ اگرچہ ”لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ“ سے حضور ﷺ کا جانشین، تو یہ مراد ہو ہی نہیں سکتا کہ اسے صرف زمین کا اقتدار ملے جسے اللہ حضور ﷺ کا جانشین بنائے۔ تو ہر مسلمان یہی سمجھے گا کہ وہ دینی طور پر، شرعی طور پر جانشین ہو گا۔ جو دین حضور ﷺ نے قائم فرمایا ہے، اس کو اس نے قائم رکھنا ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے تفصیل بیان فرمادی تا کہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

(۱۲) ”وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ“ اُن کو خلیفہ اور جانشین بنا کر اُس دین کی اُن کو طاقت دے گا جو دین اُن کے لیے اللہ نے

پسند کیا۔ وہ دین کیا ہے؟ اسلام۔ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا"[1]۔ یہ آیت جس میں تکمیلِ دین کا اعلان ہوا، اس میں واضح طور پر فرمادیا کہ آج میں نے دین کامل کر دیا۔ تم پر اپنی نعمت بھی پوری کر دی اور اسلام جو ہے، وہ تمہارے لیے میں نے دین پسند کر لیا۔ جس دین کا نام اسلام ہے۔ تو جو دین یعنی اسلام اللہ نے اُن کے لیے پسند کیا ہے اور وہ کامل مکمل کر کے بھیج دیا ہے۔ ان خلفاء کے ذریعہ اللہ اس دین کو طاقت دے گا۔ مقصدِ خلافت کو واضح فرمایا۔

(۱۳) "وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا" دوسری نشانی۔ اس خلافت کا دوسرا فائدہ یا یہ اثر ہو گا کہ خوف کے حالات دور ہو جائیں گے اور اللہ اُن کی جگہ امن قائم فرمادے گا۔ جس وقت یہ وعدہ کیا جارہا ہے اس وقت مسلمانوں پر خوف تھا، یعنی حالات ایسے تھے کفار کا زور تھا، اُن کی طاقتیں ہیں، اُن کی شوکتیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے علم کی بناء پر اور اپنی قدرت کی بناء پر یہ وعدہ کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اور یہی قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے کہ قرآن مجید میں جو جو پیش گوئیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں وہ اپنے اپنے وقت پر پوری ہوئی ہیں اور یہ ہو نہیں سکتا کہ اللہ پیش گوئی فرمائے، وعدہ فرمائے اور پھر وہ پورا نہ ہو

---

[1] پ۶ سورۃ المائدہ آیت ۳

سکے۔ تو خوف کے حالات ختم ہو جائیں گے اور مجموعی طور پر امن کا دور دورہ ہو جائے گا۔

(۱۴) "یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا" حضور ﷺ کے خلفاء و جانشین اور نائب ہوں گے مومنین صالحین۔ ان کی یہ صفت ہو گی کہ وہ صرف میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں بنائیں گے۔ یعنی عقیدہ کی بات ہے کہ ان کا ایمان خالص ہو گا، خالص توحید اور اسی کے لیے ان کی خلافت ہو گی اور ادنیٰ سے ادنیٰ شرک سے بھی وہ محفوظ رہیں گے۔ تو گویا اعتقادی یا عملی صورت میں نبوت کے بعد جو تکمیل کی صورت ہے تو وہ خلافتِ راشدہ یا خلافتِ موعودہ کی شکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِس کا اُن مسلمانوں سے وعدہ فرما دیا جو اُس وقت ایمان و عمل صالح والے مومنین تھے۔..... یہ آیت سُنّی مسلمانوں کے عقیدہ خلافت کے لیے بڑی زبردست جامع و واضح دلیل ہے۔

اب اس آیت کے وعدہ کے مطابق اللہ نے ایسے اسباب پیدا فرما دیئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ توفیق عطا فرما دی کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق اور اجماع ہو گیا اور عملاً آپ حضور ﷺ کے خلیفہ اوّل تسلیم کر لیے گئے۔

ایک سوال کا جواب: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تعیین کے لیے یہ آیت کیوں پیش نہیں کی گئی؟

یہ سوال ہی غلط ہے۔ کیوں کہ اس آیت میں نشانیاں ہیں۔ تو جب خلیفہ بن گئے اور ان نشانیوں کے مطابق آپ کی خلافت کا نظام جاری ہوا اور کامیاب ہوا تو سب نے سمجھ لیا کہ اس آیت کا وعدہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے تھا۔ کیوں کہ اگر خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کو بھی خلیفۂ برحق نہ مانیں تو پھر دوسرا آدمی کوئی ہے نہیں کہ جس میں یہ نشانیاں پائی جائیں کہ وعدہ تھا کسی اور سے اور بن بیٹھے کوئی اور، اور حکم ہو اللہ کا۔ یہ تو بالکل غیر معقول ہے۔

اس کے بعد صدیق اکبرؓ نے گو بظاہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نامزد کیا اور اس انتخاب پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا، کم و بیش ساڑھے دس سال کی مدتِ خلافت میں ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل سے زیادہ کفر کا علاقہ آپ نے فتح کیا۔ اور آپ کے دور میں کوئی اور خلیفہ ہے نہیں کہ یہ سوال پیدا ہو کہ یہ آیت اس کے لیے نہیں، اُس کے لیے ہے۔ اس لیے سب نے سمجھ لیا کہ آیت کا وعدہ دوسرے نمبر پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے تھا اور اس کے آپ مصداق ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ نے عشرہ مبشرہؓ میں سے چھ جنتی صحابہؓ کا انتخاب کیا کہ

یہ مشورہ کر کے کسی ایک کو خلیفہ چن لیں۔ انتہائی کوشش اور سوچ وبچار کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں رائے دی۔ پھر سب نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت حضرت عثمانؓ کو خلیفہ مان لیا۔ بارہ سال تک آپ کی خلافت بڑی کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔ آخر میں شورش ہوئی۔ اس سے آپ کی خلافت میں کوئی حرج واقع نہیں ہوا۔

(۲) تین خلفاء کی خلافتیں کہ جنہوں نے ایران اور روم جیسی سلطنتوں کو زیر وزبر کر کے رکھ دیا، تمام اُمتِ مسلمہ کو یقین ہو گیا کہ اللہ نے جن خلفاء کے متعلق وعدہ اس آیت میں کیا تھا، وہ یہ خلفاء تھے۔ ان کے دور میں عملاً تو کوئی خلیفہ اور نہیں ہے۔ اگر ویسے کوئی ہو اور وہ کر کچھ نہ سکے تو اس آیت کے ماتحت تو آ نہیں سکتا۔ اگر حضرت علیؓ کے لیے یہ وعدہ تھا لیکن بن نہ سکے تو پھر یہ اللہ کا وعدہ تو نہ ہوا۔

(۳) پھر مجبوراً فریقِ ثانی کہتا ہے کہ یہ وعدہ امام مہدی کے بارے میں ہے۔ گویا اس آیت میں حضور ﷺ کا جو جانشین ہو گا تو وہ جب ہو گا کہ جب قیامت آنے والی ہو گی۔ تو کیا اللہ نے وعدہ اس لیے کیا تھا کہ ساری اُمت مر جائے، قیامت آنے والی ہو تو آخر میں امام مہدی آئیں؟ پھر وہ حضور ﷺ کے بعد تو نہ ہوئے۔ حالاں کہ جانشین تو وہ ہے کہ جو حضور ﷺ کے بعد ہو۔ اس طرح تو ساری اُمت بغیر خلیفہ اور جانشین کے رہی۔

(۴) اب چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اور یقیناً اہل السنت و الجماعت کے عقیدہ میں آپ خلیفہ راشد ہیں اور جب آپ کی باری آئی تو آپ کو خلافت عطا ہوئی اور اسی موعودہ خلافت میں آپ کی خلافت بھی شامل ہے۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے تقسیم ہے۔ اس ترتیب کے بغیر اس آیت کا مصداق کسی اور کو قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیوں کہ

(۵) تمکین دین یعنی اللہ کے دین کا استحکام اور اقتدار و غلبہ اور خوف کی جگہ تمام اسلامی مملکت میں امن قائم ہو گیا۔ فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھا تو اللہ کی حکمت سے اسی ترتیب سے اس آیت کے ماتحت ان خلفاء کی خلافت آنی تھی۔

(۶) حضرت علیؓ المرتضیٰ کے دورِ خلافت میں اسلامی مملکت کے اندر کچھ انتشار ہوا لیکن اس ترتیب سے گویا تمکینِ دین بھی ہے، خلافتِ حقہ بھی ہے۔ اگرچہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی طرح امن قائم نہیں ہوا لیکن خلافت کا درجہ بھی تو چوتھا ہے۔

(۷) صدیق اکبرؓ کی خلافت اجماعی تھی۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ کی خلافت اجماعی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت اجماعی تھی۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت اجماعی نہیں ہے۔ صحابہؓ میں بھی دو جماعتیں بن

گئیں، رائے کا اختلاف ہو گیا۔ چونکہ اجماع نہیں ہو سکا، اس لیے دو رائیں ضرور ہوئیں۔ دو رائیں نہ ہوتیں تو اجماع ہو جاتا، نزاع بھی نہ ہوتا۔ تین خلفائے راشدینؓ کی طرح ان کی خلافت بالاجماع قائم نہیں ہوئی۔ اس لحاظ سے بھی درجے میں چوتھا ہی نمبر آنا چاہیے تھا۔ گو حضرت علیؓ المرتضیٰ کی خلافت اپنی جگہ برحق، خلافتِ راشدہ ہے۔

(۸) یہ بات پہلے ذہن نشین کرلیں کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے دورِ خلافت میں وہ امن نہیں رہا، تین خلفاء کی طرح وہ خلافت اجماعی نہیں۔

(۹) اور چونکہ حضرت علیؓ المرتضیٰ اللہ کے وعدوں کے مطابق خلیفہ راشد ثابت ہوتے ہیں، اس لیے اہل السنت والجماعت کا یہ موقف ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف اجتہادی اختلاف ہے، بدنیتی کا اختلاف نہیں لیکن ان سے خطاء ہو گئی۔ حضرت علیؓ المرتضیٰ کے مقابلے میں ان کو فضیلت اور ترجیح نہیں دی جاسکتی۔

(۱۰) اس آیت میں جو خلفاء مراد ہیں وہ، وہ ہیں جو مہاجرین میں سے ہیں۔ یہ سورۃ حج کی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔[1]

آیت تمکین: ”اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا

[1] پ۱۷ سورۃ الحج آیت ۴۱

الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ"۔ اس آیت کو اس آیتِ استخلاف کے ساتھ رکھ کر خلافت کا مسئلہ حل کرو۔

(۱۱) سورۃ الحج میں اوپر آیات ہیں: "اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا" کہ اب ان لوگوں کے لیے جہاد و قتال کی اجازت ہے کہ جن پر پہلے ظلم کیا گیا۔ مدینہ شریف میں جہاد کا حکم آیا۔ آگے مہاجرین کا ذکر ہے۔

(۱۲) "اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ" جو گھروں سے نکالے گئے، وہ کون تھے؟ یہ سمجھو! چاروں خلفاء مہاجرین میں سے ہیں۔ صدیق اکبرؓ اُمت میں اول المہاجرین، افضل المہاجرین۔ دیکھو! اللہ نے ہجرت کا سفر صدیق اکبرؓ کو نصیب کیا تاکہ ہجرت کی فضیلت، حضور ﷺ کی معیت کی وجہ سے، سب اصحابؓ سے ان کو نصیب ہو۔ اور پھر مہاجرین سے وعدہ خلافت کا ہے تو مہاجرین میں جو سب سے اول ہے، وہی سب سے اول خلیفہ ہو گا۔[1]

---

[1] فیوضاتِ مظہر، درسِ قرآن ۲۵ شوال ۱۳۹۶ھ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء، مولانا قاضی مظہر حسین چکوالی، ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور جولائی ۲۰۱۲ء ج ۲۵ ش ۷

عہدِ فاروقیؓ میں فتوحات

فتوحات عراق وایران

حضرت ابو بکرؓ صدیق کے زمانہ میں ہی ایران وروم کے ساتھ تصادم شروع ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ فاروق نے پہلے عراق کی طرف توجہ دی۔ اور حضرت ابو عبیدہؓ ثقفی کی قیادت میں حضرت مثنیٰؓ بن حارثہ کو امدادی لشکر بھیجا۔ دوسری طرف ملکہ بوران دحت نے اپنے سالار رُستم کو مسلمانوں کے مقابلہ پر بھیجا۔ رُستم نے نرسی وجاپان کی قیادت میں ایک عظیم لشکر عراق روانہ کیا۔

مہم (۴۰) نمارق کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)

اسلامی لشکر جس کے سپہ سالار حضرت ابو عبیدہؓ ثقفی تھے، کا پہلا مقابلہ جاپان کی فوج کے ساتھ نمارق کے مقام پر ہوا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ دشمن کے بہت سے سردار مارے گئے، جاپان گرفتار ہوا۔ لیکن ایک مسلمان نے جو اسے پہچانتا نہ تھا، دو غلاموں کے بدلے رہا کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس کو پہچانا تو دوبارہ گرفتار کر لیا۔ مگر حضرت ابو عبیدہؓ بن مسعود ثقفی نے اس کو یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ مسلمان بدعہدی نہیں کیا کرتے۔ (تاریخ طبری ج۲ ص۲۲۰)

مہم (۴۱) ستاطیہ کی جنگ (۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)

ایران کی دوسری فوج کا امیر نرسی تھا۔ اب حضرت ابو عبیدہؓ ثقفی نے اس کا رُخ کیا۔ اور ستاطیہ کے مقام پر جنگ ہوئی۔ اس مرتبہ بھی مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور نرسی جان بچا کر بھاگ گیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

مہم (۴۲) جسر کی جنگ (رمضان ۱۳ھ مطابق ۶۳۴ء)

رُستم کو جب شکست کی خبر ملی تو اس نے ایک عظیم لشکر مروان شاہ کی قیادت میں روانہ کیا۔ اس لشکر نے دریائے فرات پر ڈیرے ڈال دیئے اور مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے پیغام بھیجا کہ عرب مرد میدان نہیں۔ اس پر حضرت ابو عبیدؓ ثقفی جوش میں آ گئے اور دریا پار کر لیا۔

وہاں صف بندی کے لئے مسلمانوں کو مناسب جگہ نہ مل سکی۔ دشمن کے ہاتھیوں نے فوج کو پریشان کیا اور ایک ہاتھی نے آپ کو شہید کر ڈالا۔ دشمن کی فوج تعداد میں زیادہ تھی۔ مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی لیکن مسلمانوں نے ان کے چھ ہزار (۶۰۰۰) آدمیوں کو قتل کیا اور چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ (تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۲۷)

مہم (۴۳) جنگ بویب (صفر ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)

جسر کی جنگ میں مسلمانوں کے وقتی نقصان سے پورے عرب میں

بے چینی پیدا ہو گئی۔ لوگ خود بخود حضرت مثنیٰؓ کے پاس پہنچنے لگے۔ مدینہ میں رضاکاروں کا تانتا لگ گیا۔ اور ایک اسلامی لشکر تیار ہوا۔ ادھر ملکہ بوران نے مہران کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ جو بویب میں دریا عبور کر کے خیمہ زن ہوا۔

حضرت مثنیٰؓ نے اپنی فوج کو اچھی طرح منظم کیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ اس مرتبہ اسلامی لشکر میں بنو تغلب کا ایک عیسائی غلام بھی شامل تھا۔ بنو تغلب کے اس غلام نے آگے بڑھ کر مہران کا خاتمہ کر ڈالا۔ اور ایرانی لشکر میدان سے بھاگ نکلا۔ جب اس شکست کی اطلاع دارالحکومت پہنچی تو ملکہ بوران کے خلاف بغاوت ہو گئی۔ اس کو ہٹا کر ایک نوجوان یزدگرد کو بادشاہ بنایا اور اس نے ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ (تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۳۵)

مجاہدین کی جنگ بویب میں فتح: لڑائی ختم ہونے کے بعد شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ سو (۱۰۰) آدمی عساکرِ اسلامیہ کے شہید ہوئے۔ لیکن تقریباً ایک لاکھ آدمی اہلِ فارس کے مارے گئے۔ باقی جو کسی طرح بچ بچا کر بھاگ نکلے تھے، ان کی گرفتاری کے لئے حضرت مثنیٰ نے ایک چھوٹا سا لشکر روانہ کیا۔ جو ان کا تعاقب کرتا ہوا اساباط تک گیا۔ آخر اس لشکر کے بھاگنے والوں کے اموال پر قبضہ کر لیا اور اس کے قرب وجوار کے قصبات و دیہات کو تاخت و تاراج کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا۔

دو دن شب و روز لڑائی جاری رہی۔ اس لڑائی کے بعد سواد سے دجلہ تک کا کُل علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور اہلِ فارس نے بہ مجبوری ماور دجلہ ان کے قبضہ میں رہنے دیا۔ (الفاروق شبلی نعمانی۔ ص ۲۹۶)

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

یہ ہیں قرون اولیٰ کے مجاہدین کے کارنامے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ایرانیوں کی فوج کو شکست دی۔ اور ایک لاکھ دشمنانِ اسلام کو تہ تیغ کر کے رکھ دیا۔

ہم یہ واقعات ماہنامہ حق چار یارؓ میں اس لئے لکھ رہے ہیں کہ نوجوانانِ اسلام اپنے شاندار ماضی کو دیکھیں۔ فرنگی مغربی تہذیب اور اس کے آثار کو مٹا کر اپنی جوانیاں تحفظِ اسلام اور دشمنانانِ اسلام سے جہاد کی خاطر وقف کر دیں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

(ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور جلد ۵ شمارہ ۱۲ جون ۱۹۹۴)

مہم (۴۴) جنگ قادسیہ (محرم ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)

جنگ قادسیہ تین روز جاری رہی۔ ایرانی لشکر کی قیادت رُستم کر رہا تھا۔ اسلامی لشکر کی قیادت حضرت خالدؓ بن عرطفہ کے سپرد تھی۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص عرق النساء کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو

سکے اور ایک بالاخانے پر بیٹھ کر فوج کو ہدایت دینے لگے۔

پہلے روز انفرادی مقابلے ہوئے۔ ایک ایرانی پہلوان سج دھج کر میدان میں آیا۔ عمرو بن مہدی نے اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک دو اور انفرادی مقابلے ہوئے۔ اس کے بعد ایرانیوں نے حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا مسئلہ دشمن کے ہاتھی تھے، جن سے گھوڑے بدکتے تھے۔ ایک روز مسلمانوں نے ان سے نمٹنے میں دن گزارا۔

دوسرے روز جب جنگ کا آغاز ہوا تو مسلمانوں کی امدادی فوج آ گئی۔ اس فوج میں قعقاع بن عمرو بھی تھے۔ پہنچتے ہی میدان میں نکلے اور پکارا: ہے کوئی! جو میرے مقابلہ پر آئے؟ دوسری طرف سے مروان شاہ نکلا۔ مسلمان اس کو دیکھ کر بولے: یہ بچ کر جانے نہ پائے۔ یہ ابو عبیدہؓ ثقفی کا قاتل ہے۔ اور حضرت قیقاعؓ نے اس کے ٹکڑے کر دیئے۔

اس کے بعد کئی اور انفرادی مقابلے ہوئے، ان کو بھی مسلمانوں نے مار ڈالا۔ اب جنگ شروع ہوئی۔ اسلامی دستے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پہنچ رہے تھے اور مسلمان اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے تھے۔

اس روز حضرت قیقاعؓ نے ہاتھیوں کا جواب دینے کے لئے اپنے اونٹوں پر کالے کپڑے ڈال دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایرانیوں کے گھوڑے بدکنے لگے۔ اسی دوران خلیفہ کی طرف سے جنگی گھوڑے اور

تلواریں پہنچ گئیں۔

اس روز ایک واقعہ پیش آیا۔ ابو معجن ثقفی شراب پینے کے جرم میں پا بہ زنجیر تھے۔ وہ دور سے جنگ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سے کہا کہ مجھے آزاد کر دیں تا کہ میں بھی جنگ میں حصہ لے سکوں۔ اگر زندہ رہا تو پھر آ کر زنجیریں پہن لوں گا۔ انہوں نے چھوڑ دیا۔ ابو معجن ثقفی نے دشمن کی صفیں اُلٹ دیں۔ اور شام کو آ کر پھر زنجیریں پہن لیں۔ حضرت سعدؓ نے اس کو رہا کر دیا۔ اور انہوں نے شراب سے توبہ کر لی۔ اس جنگ میں دو ہزار (۲۰۰۰) مسلمان شہید ہوئے۔

تیسرا دِن فیصلہ کن ثابت ہوا۔ سارا دِن مسلمانوں کے دستے آتے رہے۔ مسلمانوں کو شام کی فتح کی خبر مل گئی۔ اس روز حضرت قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے نیزوں سے ہاتھیوں کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔ بڑے ہاتھی کی سونڈ کاٹ دی۔ وہ بھاگ نکلا، دوسرے ہاتھی اس کے پیچھے بھاگے۔ ایرانی فوج ہاتھیوں کے پیروں تلے روندی گئی۔

شب بھر کشت وخون جاری رہا۔ صبح کو اسلامی لشکر از سر نو تشکیل دیا گیا۔ حضرت قعقاعؓ اور ان کے ساتھیوں نے رُستم کے حفاظتی دستہ پر حملہ کر دیا۔ ایرانی، مسلمانوں کے حملہ کو روک نہ سکے۔ (تاریخ طبری ج ۲)

رُستم کا قتل: رُستم تخت پر بیٹھا فوج کو لڑا رہا تھا۔ اسلامی فوج کی اس

پیش قدمی کو دیکھ کر وہ تخت سے کود پڑا اور دیر تک مردانہ وار لڑتا رہا۔ جب زخموں سے بالکل چور ہو گیا تو (رُستم) بھاگ نکلا۔

ہلالؓ نامی ایک مسلم سپاہی نے اس کا تعاقب کیا۔ آگے ایک نہر آ گئی، رُستم اس میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے۔ ساتھ ہی ہلالؓ بھی کود دے اور اس کی ٹانگیں پکڑ کر باہر کھینچ لائے۔ پھر تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا اور تخت پر چڑھ کر پکارے کہ رُستم کا میں نے خاتمہ کر دیا ہے۔ ایرانیوں نے دیکھا کہ تخت سپہ سالار سے خالی ہے تو تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی مسلمانوں نے دور دور تک ایرانی فوج کا تعاقب کیا اور ہزاروں لاشیں میدان میں بچھا دیں۔

نامہ فتح: امیر فوج حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت امیر المؤمنین عمرؓ فاروق کو نامہ فتح لکھا اور دونوں طرف کی مقتولوں کی تفصیل لکھی۔

مہم (۴۵) مدائن کی فتح (صفر المظفر ۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء)

قادسیہ میں شکست کھا کر ایرانی بابل کے تاریخی مقام پر بڑی تعداد میں جمع ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک ہی حملہ میں ان کو شکست دے دی۔ اب ایرانی کوثی کے مقام پر جمع ہوئے۔ مسلمانوں نے ان کو بھی شکست دی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے بہرہ شیر کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے

اطاعت قبول کرلی۔

اب مسلمانوں کی دوسری منزل مدائن تھی۔ بہرہ شیر اور مدائن میں صرف دریائے دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے تمام پل توڑ دیئے۔ جب حضرت سعدؓ بن ابی وقاص دریا کے کنارے پہنچے تو وہاں نہ کوئی پل تھا اور نہ کوئی کشتی۔ انہوں نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ ان کے ساتھ تمام فوج نے بھی گھوڑے دریائے دجلہ میں ڈال دیئے، اور آن کی آن میں دریا پار کرلیا۔

ایرانی یہ نظارہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے اور چلا اُٹھے: "دیواں آمدند! دیواں آمدند" یعنی دیو آگئے! دیو آگئے۔ اور بھاگ نکلے۔ یزدگرد شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا اور مسلمانوں نے شہر پر قبضہ کرلیا۔[1]

مدائن پر قبضہ: اہل فارس نے ناگہانی طور پر ایسا منظر دیکھا جو ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا۔ اس لئے جلدی سے وہ اپنا مال و دولت سمیٹ کر بھاگ گئے۔

مسلمان مدائن میں صفر ۱۶ھ میں داخل ہوئے، وہ کسریٰ (شاہ ایران) کے گھروں میں جو مال باقی رہ گیا تھا، اس پر قابض ہو گئے۔ جو تقریباً دس لاکھ اور تیرہ ہزار تھا۔ اس کے علاوہ مشیری (ایرانی بادشاہ)

---

[1] تاریخ طبری ج ۲

اور اس کے بعد کے (بادشاہوں کی) جمع کردہ مال و دولت بھی تھی۔[1]

سفید محل کا نظارہ: جب مسلمان آدھی رات کے وقت بہر سیر میں داخل ہوئے تو انھیں سفید عمارت نظر آئی۔ اس وقت ضرار بن الخطابؓ نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ کسریٰ کا وہ سفید محل ہے، جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے وعدہ کیا تھا۔ اس کے بعد تمام مسلمان لگاتار نعرۂ تکبیر بلند کرتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (ایضاً ص ۳۸۸)

مال و دولت پر قبضہ: کسریٰ کے خزانوں میں تین ارب کا مال تھا۔ انہوں نے نصف مال رستم کے ساتھ بھیج دیا تھا۔ باقی نصف مال خزانوں میں تھا۔ (ایضاً تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۳۹۱)

مہم (۴۶) جنگ جلولا (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء)

مدائن کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد یزدگرد نے تمام ایرانی سپاہ کو جلولا کے مقام پر جمع ہونے کا حکم دیا۔ ایرانی سالار خرزاد نے اس کے گرد خندق کھدوادی۔ اور راستوں میں کانٹے بچھوا دیئے۔

حضرت عمرؓ نے ہاشمؓ بن عتبہ کو بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) فوج کے ساتھ جلولا روانہ کیا۔ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا، جو کئی مہینے جاری رہا۔ ایک روز مسلمانوں نے زور دار حملہ کیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ ایرانی

---

[1] تاریخ طبری ج ۲ حصہ دوم ص ۳۹۰

کام آئے۔ شہر فتح ہو گیا اور تین کروڑ کا مال غنیمت ہاتھ لگا۔[1]

مہم (۴۷) حلوان پر قبضہ

یزدگرد حلوان میں تھا، جب اس کو جلولا کے حالات کا علم ہوا۔ وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔ حضرت قعقاعؓ نے بڑھ کر حلوان پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح پورا عراق مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۴۸) جزیرہ کی فتح (جمادی اولیٰ ۱۶ھ مطابق ۶۳۷ء)

عراق کی فتح کے بعد اہل جزیرہ نے مسلمانوں کے مقابلے میں ہتھیار سنبھالے۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے پانچ ہزار مسلم فوج روانہ کی گئی۔ مسلمانوں نے تکریت کا محاصرہ کر لیا، جو چالیس (۴۰) دِن کے بعد فتح ہوا۔ اس کے بعد جزیرہ پر اسلامی قبضہ ہو گیا۔[2]

مہم (۴۹) خوزستان کی فتح (۱۷ھ مطابق ۶۳۷ء)

خوزستان کا علاقہ بھی سرحد عراق سے ملا ہوا تھا۔ حضرت ابو موسیٰؓ حاکم بصریٰ نے اس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ سب سے پہلے اہواز فتح ہوا۔ پھر مناذر اور سواس مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔ ایک عجمی سردار ہرمزان نے یزدگرد کو لکھا کہ اگر اہواز اور فارس کا علاقہ میری حکومت

---

[1] تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۳۷

[2] تاریخ طبری ج ۳ ص ۶۴

کے حوالہ کر دیا جائے تو میں مسلمانوں کے سیلاب کو روک سکتا ہوں۔ اسی وقت یزدگرد نے فرمان جاری کر دیا اور فوج بھی دی۔

حضرت ابو موسیٰؓ اشعری نے دربارِ خلافت سے مدد مانگی اور خوزستان کے صدر مقام شوشتر کا رُخ کیا۔ ہرمزان مقابلہ پر آیا مگر شکست کھائی اور قلعہ بند ہو گیا۔ اب مسلمانوں نے خفیہ راستہ ڈھونڈ نکالا اور دو سو مجاہد شہر میں داخل ہو گئے۔ ہرمزان نے اس شرط پر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالہ کیا کہ مجھے مدینہ بھیج دیا جائے۔ چنانچہ اس کو مدینہ بھیج دیا گیا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور وہیں آباد ہو گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۵۰) معرکہ نہاوند (محرم ۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)

مسلمانوں کی مسلسل پیش قدمی سے ایران کے بادشاہ یزدگرد پر واضح ہو گیا کہ مسلمانوں سے بچنا مشکل ہے۔ اس نے تمام عجمیوں کو عربوں کے خلاف بھڑکایا اور ڈیڑھ لاکھ فوج اکٹھا کی۔ الفیروزان کو اس کا سپہ سالار مقرر کیا۔ یہ لشکر نہاوند کی طرف روانہ ہوا۔

جب حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ آپ نے نعمانؓ بن مقرن کو اس مہم کا ذمہ دار بنایا۔ نعمانؓ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) فوج لے کر مقابلے پر پہنچے۔ پہلے مغیرہؓ بن شعبہ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ لیکن سفارت ناکام ہوئی۔ تو جنگی تیاریاں شروع ہوئیں۔

حضرت نعمانؓ نے حضرت قعقاعؓ کو تھوڑی فوج دے کر مقابلہ کے لئے بھیجا۔ حضرت قعقاعؓ نے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ ایرانی آگے آتے گئے۔ اب حضرت نعمانؓ نے باقی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ ایرانی اس حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ شام تک جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر ایرانی تیس ہزار (۳۰۰۰۰) لاشیں میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

حضرت شعبیؒ کی روایت ہے کہ (شکست کے بعد) آگ میں اسی ہزار (۸۰۰۰۰) گر گئے تھے۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ جو لوگ تعاقب میں مارے گئے تھے، ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

نہاوند کا شہر ۱۹ھ کے شروع میں فتح ہوا تھا۔ اس وقت حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے سات سال ہو گئے تھے۔ ۱۸ھ ختم ہو چکا تھا۔[1]

مہم (۵۱) اصفہان کی فتح (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)

نہاوند کی جنگ کے بعد حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ جب تک ایران مکمل طور پر فتح نہیں ہو جاتا، عراق میں امن رکھنا مشکل ہے۔ اس لیے آپ نے ہر طرف فوج کشی کا حکم دے دیا۔

---

[1] تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۱۵۱

حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ نے اصفہان پر حملہ کر دیا۔ اصفہان کے باہر بہراز جاویہ مقابلہ پر آیا، لیکن عبداللہؓ نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اس کی فوج نے صلح کر لی کہ جو شخص چاہے جزیہ دے کر شہر میں رہے۔ اور شہر میں نہ رہنا چاہے، تو اُسے جانے کی اجازت ہو۔ (تاریخ طبری ج۳ ص۱۵۸)

مہم (۵۲) ہمدان، ویلم اور رے کی فتح

اسی وقت ہمدان نے بغاوت کر دی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت نعیمؓ بن مقرن کو روانہ کیا۔ انہوں نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ حاکم شہر نے صلح کی درخواست کی اور شہر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔

ویلم کے لوگوں نے ایک بڑی فوج جمع کی۔ زبردست مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

اس کے بعد مسلمانوں نے رے کا رُخ کیا۔ رے پر بہرام چوبیں کا پوتا حکمران تھا۔ اس نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت نعیمؓ بن مقرن نے اس کے ایک مصاحب کو ملا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

مہم (۵۳) آذربائیجان کی فتح (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء)

حضرت عمرؓ نے آذربائیجان کو فتح کرنے کے لیے حضرت عتبہؓ بن فرقد کو مامور کیا۔ انہوں نے اسفندیار اور اس کے بھائی بہرام کو شکست دے کر آذربائیجان کو اسلامی حکومت میں شامل کر لیا۔ (تاریخ طبری ج۳)

مہم (۵۴) طبرستان (۲۲ھ مطابق ۶۴۳ء)

حضرت نعیمؓ بن مقرن کے بھائی حضرت سویدؓ نے جرجان، دبستان اور طبرستان کا رُخ کیا۔ تینوں علاقوں کے عوام نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ طبرستان کے رئیس نے پانچ لاکھ درہم سالانہ دینے کا وعدہ کر لیا۔

مہم (۵۵) آرمینیہ کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

اسلامی فوجوں کے سالار آذربائیجان سے آرمینیہ کی طرف بڑھے۔ آرمینیہ کے حاکم شہر نے اس شرط پر صلح کی کہ اس سے جزیہ وصول نہ کیا جائے بلکہ بوقت ضرورت وہ فوجی امداد مہیا کرے گا۔ اس کی یہ شرط قبول کر لی گئی۔ (تاریخ طبری ج۳ ص ۱۶۲)

مہم (۵۶) فارس کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

معرکہ نہاوند کے بعد حضرت عثمانؓ بن العاص کو بحرین کا حاکم مقرر کیا گیا۔ انہوں نے ۶۴۴ء میں فارس کے پورے علاقہ کو فتح کر لیا۔[1]

مہم (۵۷) کرمان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

کرمان کی فتح پر حضرت سہیلؓ بن عدی متعین تھے۔ انہوں نے کرمان کے مرزبان کو شکست دے کر پورے علاقہ کو فتح کر لیا۔[1]

---

[1] تاریخ طبری ج۳ ص ۱۶۲

مہم (۵۸) سیستان و مکران کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

حضرت عاصمؓ بن عمر نے سیستان کے لوگوں کو شکست دی اور حضرت حکمؓ بن عمرو نے مکران فتح کیا۔

فتح سجستان کا علاقہ: سجستان کو ایرانی سیستان کہتے ہیں۔ مشہور ایرانی پہلوان رستم اس علاقے کا باشندہ تھا۔ یہ کرمان کے شمال میں واقع ہے۔ اس کا پائے تخت شرنج تھا۔ قدیم زمانے میں یہ بہت بڑا علاقہ تھا۔ اس کی سرحدیں مکران اور بلوچستان سے ملی ہوئی تھیں۔

سجستان خراسان سے بڑا علاقہ تھا۔ اور اس کی سرحدیں دور دراز کے علاقوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ لوگ قندھار، ترک اور دوسری قوموں سے جنگ کرتے رہتے تھے۔ یہ علاقہ سندھ اور دریائے بلخ کے درمیان تھا۔ یہ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانے میں سب سے بڑا اور اہم علاقہ رہا۔ اس کی سرحدیں بہت دشوار گذار تھیں۔ اور اس کی آبادی سب سے زیادہ تھی اور لشکر سب سے بڑا تھا۔ (طبری ج۳ حصہ اول ص ۲۰۲)

فتح مکران: آخر کار اللہ نے راسلی (شاہ مکران) کو شکست دی اور مسلمانوں نے اس کے لشکر کی کثیر تعداد کو قتل کیا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کئی دنوں تک ان کا قتل کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دریا

تک پہنچ گئے۔ پھر وہاں سے آکر مکران میں مقیم ہو گئے۔[1]

آگے پیش قدمی سے حضرت عمرؓ نے روک دیا اور فرمایا: دریا سے درے کے علاقے میں محدود رہو۔ (طبری ج۳ حصہ اول ص ۲۰۴)

مکران / بلوچستان علاقہ پاکستان کی فتح (۲۱ھ تا ۲۳ھ): حضرت عمرؓ نے حضرت حکمؓ بن عمرو تعلبی کو مکران کا لواء دیا۔ چنانچہ حکمؓ بن عمرو ثعلبی نے مکران کا رخ کیا نیز ان کی مدد کے لئے شہاب بن مخارق اور عبداللہ بن عتبان اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ آ پہنچے اور سب نے مل کر مکران پر حملہ کیا۔ ادھر اہل سندھ نے مکرانیوں کی بھاری فوج سے مدد لی۔ مگر اسلامی حملہ کی تاب نہ لاسکے۔ مکرانیوں اور سندھیوں نے شکست کھائی۔

مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ ان میں کتنے مارے گئے اور کتنے دریا پار بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے مکران واپس آکر شہر پر قبضہ اور فتح کی خوش خبری اور مال غنیمت کا خمس حضرت صحار عبدی کے ساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت عمرؓ نے صحار عبدی سے ہندوستان کے حالات دریافت کئے تو انھوں نے یہاں کی مشکلات بیان کیں جس سے آپؓ نے سہیل بن عبدی اور حکم بن عمرو ثعلبی کو لکھا کہ تمہاری فوج کا

[1] طبری ج۳ حصہ اول ص ۲۰۳

کوئی سپاہی مکران سے آگے نہ بڑھے۔[1]

مکران بلوچستان کا حصہ ہے جو پاکستان کا صوبہ ہے۔ جس کو حضرت فاروق اعظم کی جہادی فوجوں نے ۲۱ھ یا ۲۳ھ میں فتح کر لیا تھا۔

یہ ہے نصرت الٰہی کا عظیم الشان ظہور۔

فاروقی فتوحات کی وسعت: آپ نے جو ممالک فتح کئے ان کا رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس (۲۲۵۱۰۳۰) مربہ میل ہے۔ یعنی مکہ معظمہ سے جانب شمال ۱۰۳۲ مربع میل۔ جانب مشرق ۱۰۸۷ میل جانب جنوب ۴۸۳ میل کا علاقہ فتح کیا۔ (ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ شمارہ ۴)

مہم (۵۹) خراسان کی فتح (۲۳ھ مطابق ۶۴۴ء)

یزدگرد خراسان میں مقیم تھا۔ اس مہم پر حضرت عمرؓ نے حضرت احنفؓ بن قیس کو مقرر کیا۔ حضرت احنفؓ نے یزدگرد کو بلخ کے مقام پر شکست دی۔ وہ چین بھاگ گیا۔ اور مدد لے کر واپس آیا۔ مگر جلد ہی خاقان چین واپس چلا گیا۔ اس کے ساتھ یزدگرد بھی چلا گیا۔ ایرانیوں نے اطاعت قبول کر لی۔ اس طرح عہد فاروقیؓ میں ایران کی عظیم سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۸۶)

---

[1] بحوالہ ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں مؤلفہ مولانا قاضی اطہر مبارکپوری ص ۲۷ و ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ شمارہ ۴

مہم (۶۰) فتح دمشق (رجب ۱۴ھ مطابق ۶۳۵ء)

بلادِ شام میں سے اجنادین، بصریٰ اور چھوٹے چھوٹے شہر خلافت صدیقیؓ میں فتح ہو چکے تھے۔ جب حضرت عمرؓ فاروق خلیفہ بنے تو دمشق کا محاصرہ جاری تھا۔ قیصر روم نے دمشق کی حفاظت کے لئے ایک بڑی فوج روانہ کی تھی۔ مگر مسلمانوں نے اس لشکر کو مار بھگایا۔ شہر کے سب ناکے بند کر دیئے تاکہ کہیں سے مدد نہ آسکے۔ یہ محاصرہ ستر (۷۰) دِن تک جاری رہا۔ شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی۔

اسی اثناء میں اتفاق سے ایک واقعہ پیش آیا جو مسلمانوں کے حق میں تائید غیبی کا کام دے گیا یعنی بطریق دمشق کے گھر لڑکا پیدا ہوا جس کی تقریب میں ایک رات شہر میں جشن تھا۔ سب لوگ شراب پی کر مست تھے۔ حضرت خالدؓ نے چند جان بازوں کو ساتھ لیا۔ وہ کمند لگا کر شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر شہر کے اندر اُتر گئے۔ دروازے کھول دیئے گئے اور پہرہ دار قتل کر دیئے گئے۔ پھر قفل کھول دیئے۔ ادھر فوج پہلے سے تیار کھڑی تھی۔ دروازے کھلنے کے ساتھ ہی سیلاب کی طرح گھس آئی اور پہرہ کی فوج کو تہ تیغ کر دیا۔

اہل شہر اس ناگہانی آفت سے گھبرا گئے اور سیدھے حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس گئے اور صلح کی درخواست کی۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو حالات کا علم نہ تھا۔ انہوں نے یہ درخواست قبول کرلی۔ اب ایک سمت سے حضرت

خالدؓ فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے اور دوسری طرف سے حضرت ابوعبیدہؓ مصالحانہ طریقے سے۔ حضرت ابوعبیدہؓ چونکہ مصالحت قبول کر چکے تھے، اس لیے دمشق کی فتح کو مصالحانہ قرار دیا گیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

موقع جنگ فحل: سمجھنے کے لئے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ شام کا ملک چھ صوبوں پر منقسم ہے۔ جن میں (۱) دمشق، (۲) حمص، (۳) اردن، (۴) فلسطین مشہور صوبے ہیں۔ اور ان کا صدر مقام طبریہ ہے جو دمشق سے چار منزل ہے۔ طبریہ کے مشرقی جانب بارہ میل کی لمبی ایک جھیل ہے۔ جس کے قریب چند میل پر ایک چھوٹا سا شہر تھا، جس کا پرانا نام سلا اور نیا نام یعنی عربی فحل ہے۔ یہ لڑائی اس شہر کے نام سے مشہور ہے۔

بیسان، طبریہ کی جنوبی طرف ۱۸ میل پر واقع ہے۔ غرض رومی فوجیں بیسان میں جمع ہوئیں اور مسلمانوں نے ان کے سامنے فحل میں پڑاؤ ڈالا۔ رومیوں نے اس ڈر سے کہ مسلمان دفعتاً نہ آپڑیں آس پاس جس قدر نہریں تھیں، سب کے بند توڑ دیئے اور فحل سے بیسان تک تمام عالم آب ہو گیا۔ کیچڑ اور پانی کی وجہ سے تمام راستے رُک گئے لیکن اسلام کا سیلاب کب رک سکتا تھا؟

مسلمانوں کا استقلال دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہوئے اور حضرت ابو عبید اللہ بن الجراحؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ کوئی شخص سفیر بن کر آئے۔

حضرت ابو عبید اللہ بن الجراحؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھیجا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ رومیوں کے لشکر میں پہنچے تو دیکھا کہ خیمے میں دیبائے زریں کا فرش بچھا ہے۔ وہیں ٹھہر گئے۔ ایک عیسائی نے آکر کہا کہ گھوڑا میں تھام لیتا ہوں، آپ دربار میں جا کر بیٹھیے۔

حضرت معاذؓ کی بزرگی اور تقدس کا عام چرچہ تھا اور عیسائی تک اس سے واقف تھے۔ اس لئے وہ واقعی ان کی عزت کرنا چاہتے تھے۔ اور ان کا باہر کھڑا رہنا، اُن کو گراں گزرتا تھا۔ حضرت معاذؓ نے کہا کہ میں اُس فرش پر جو غریبوں کا حق چھین کر تیار ہوا ہے، بیٹھنا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر زمین پر بیٹھ گئے۔

رومی ان کی بے پروائی اور آزادی پر حیرت زدہ تھے۔ رومیوں نے کہا: ہم کو یہ پوچھنا ہے کہ تم اس طرف کس غرض سے آئے؟ ہمارا بادشاہ سب سے بڑا ہے۔ تعداد میں ہم ستاروں کے برابر ہیں۔

حضرت معاذؓ نے کہا: سب سے پہلے ہماری یہ درخواست ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھو۔ شراب پینا چھوڑ دو۔ سُور کا گوشت نہ کھاؤ۔ اگر تم نے ایسا کیا تو ہم بھائی ہیں۔ اگر اسلام لانا منظور نہیں تو جزیہ دو اور اس سے بھی انکار ہے تو ہم کو قلت اور کثرت کی پرواہ نہیں۔ ہمارے خدا نے کہا ہے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ترجمہ: کثرت سے بہت سی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آگئی ہیں۔ (سورہ البقرہ آیت ۲۴۹)

تم کو اس پر ناز ہے کہ ایسے شہنشاہ کی رعایا ہے جن کو تمہارے جان و مال کا اختیار ہے۔ لیکن ہم نے جس کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے، وہ کسی بات میں اپنے آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اس کو درّے لگائے جائیں۔ چوری کرے تو ہاتھ کاٹ ڈالے جائیں۔ وہ پردے میں نہیں بیٹھتا۔ اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر ترجیح نہیں۔

رومیوں نے کہا: اچھا! ہم تم کو بلقاء کا ضلع اور اُردن کا وہ حصہ جو تمہاری زمین سے متصل ہے، دیتے ہیں۔ تم یہ ملک چھوڑ کر فارس جاؤ۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے انکار کیا اور اُٹھ کر چلے آئے۔

رومیوں نے براہِ راست حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح سے گفتگو کرنا چاہی۔ چنانچہ اس غرض سے ایک خاص قاصد بھیجا۔ جس وقت وہ پہنچا، حضرت ابو عبیدہؓ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہاتھ میں تیر تھے، جن کو اُلٹ پلٹ رہے تھے۔ قاصد نے خیال کیا تھا کہ سپہ سالار بڑا جاہ و حشم رکھتا ہو گا اور یہی اس کی شناخت کا ذریعہ ہو گا۔ لیکن وہ جس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا، سب ایک رنگ میں ڈوبے ہوئے نظر آتے تھے۔ آخر گھبرا کر پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟

لوگوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ حیران رہ گیا اور تعجب سے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا: کیا در حقیقت تم ہی سردار ہو؟ حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا: "ہاں"۔ قاصد نے کہا: ہم تمہاری فوج کو فی کس دو دو اشرفیاں دیں گے، تم یہاں سے چلے جاؤ۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے انکار کیا۔ قاصد برہم ہو کر اُٹھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کے تیور دیکھ کر فوج کو کمر بندی کا حکم دیا اور تمام حالات حضرت عمرؓ کو لکھ کر بھیجے۔ حضرت عمرؓ نے جواب مناسب لکھا اور حوصلہ دلایا کہ ثابت قدم رہو، اللہ تمہارا یار و مددگار ہے۔

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

قارئین اندازہ لگائیں کہ حضور خاتم النّبیین ﷺ کے فیض یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیا شانِ عسکریت و عبدیت تھی۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کس طرح ان کو اسلام کی دعوت دی، کس طرح فرش زمین پر بیٹھ گئے اور رومیوں کے فرش پر بیٹھنا قبول نہ کیا۔ اور کس طرح رومی شہنشاہ اور مسلمانوں کے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ کی حالت و معیشت کا موازنہ کیا۔

اور حضرت خالدؓ سیف اللہ کی جنگی تدبیر اور رومیوں کی صفیں کس طرح اُلٹ کر رکھ دیں اور پھر حضرت فاروق اعظمؓ نے مفتوحین کو جو

مراعات دیں، اس سے ان کے عدل اور دشمنوں کی خیر خواہی کس طرح ثابت ہوئی ہے۔ یہ حضرات انسانیت کے محسن ہیں۔ (ماہنامہ حق چاریارج ۶ ش ۹)

مہم (۶۱) اُردن کی فتح

جنگ فحل (ذیقعدہ ۴ھ مطابق ۶۳۵ء): اب اسلامی فوج نے اُردن کے شہر فحل کا رُخ کیا۔ رومیوں نے راستے کے تمام پل توڑ دیئے اور راستے میں پانی چھوڑ دیا۔ مگر اسلامی لشکر بڑھتا گیا اور رومی فوج کے مقابلہ پر پہنچ گیا۔

اب جنگ شروع ہو گئی۔ رومی فوج کی تعداد پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) تھی۔ حضرت خالدؓ نے رومی فوج کے سوار دستے کا صفایا کیا۔ قیس بن ہبیرہ نے میسرہ کا خاتمہ کیا۔ ہاشمؓ بن عتبہ نے قلب پر حملہ کر کے رومیوں کو میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اور اُردن کا تمام علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

مہم (۶۲) حمص کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء)

اب مسلمان حمص کی طرف بڑھے۔ حمص کے قریب جوسیہ کے مقام پر رومی فوج سے مقابلہ ہوا۔ رومیوں کو شکست ہوئی، مگر وہ قلعہ بند ہو گئے۔ جب محاصرہ طویل ہوا تو اہل حمص نے صلح کر لی اور شہر فتح ہو گیا۔

مہم (۶۳) لاذقیہ کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۵ء)

حمص کے گرد و نواح کے تمام شہر فتح کر لیے گئے۔ صرف لاذقیہ میں دِقت پیش آئی۔ یہاں اسلامی لشکر نے نئی چال چلی۔ شہر کے گرد کچھ غاریں بنالیں اور بظاہر محاصرہ اُٹھا کر حمص کی طرف چلے گئے۔ رات کو واپس آ کر اِن غاروں میں چھپ گئے۔ اہل شہر کو اطمینان ہو گیا کہ مسلمان واپس چلے گئے، انہوں نے دروازے کھول دیئے اور کاروبار شروع کر دیا۔ مسلمان غاروں سے نکلے اور شہر کو فتح کر لیا۔ (تاریخ طبری ج ۲)

حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو نامہ فتح لکھا اور پوچھا کہ مفتوحین کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ حضرت عمرؓ فاروق نے جواب میں لکھا کہ رعایا ذمی قرار دی جائے اور زمین بدستور زمینداروں کے قبضے میں چھوڑ دی جائے۔

اس معرکے کے بعد اُردن کے تمام شہر اور مقامات آسانی سے فتح ہو گئے اور ہر جگہ شرائط صلح میں لکھ دیا گیا کہ مفتوحین کی جان و مال، زمین، مکانات، گرجے، عبادت گاہیں سب محفوظ رہیں گی۔ صرف مسجدوں کی تعمیر کے لئے کسی قدر زمین لے لی جائے گی۔

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

۱۔ یہ مبارک فتح جو تمام بلاد شامیہ کی فتح کا دیباچہ تھی رجب ۶ھ بمطابق ۶۳۵ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خالد بن ولیدؓ جن کو حضور ﷺ نے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا تھا آپ کی شجاعت اور جنگی تدبیر سے آن کی آن میں دمشق فتح ہو گیا۔

موجودہ دور میں بھی بعض بد فہم اور بد نصیب، سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں۔

۲۔ یہ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح جلیل القدر صحابہ اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جن کو نبی کریم ﷺ نے امینِ اُمت کا لقب عطا فرمایا ہے۔ آپ کا عدل اور آپ کا حلم و بردباری یہاں تک کہ دشمن کی خواہش پر حضرت خالدؓ بن ولید نے مفتوحہ حصّے میں بھی دشمن سے مالِ غنیمت وصول نہیں کیا اور نہ ان کے قیدی غلام بنائے۔ کیا ان حالات و واقعات سے واقف ہونے کے بعد بھی کوئی مسلمان ان حضرات صحابہؓ سے بغض و عناد رکھ سکتا ہے۔ واللہ الھادی

۳۔ دمشق کے بطریق کے گھر لڑکا پیدا ہوا جو غازیانِ اسلام کی فتح کا سبب بن گیا۔ یہی وہ خاص نصرتِ خداوندی ہے، جس کا وعدہ صحابہ کرامؓ سے کیا گیا تھا۔ اور بطریق فوج کا وہ افسر ہوتا تھا، جس کے ماتحت دس ہزار (۱۰۰۰۰) فوج ہوتی تھی۔ (ماہنامہ حق چار یار لاہور جلد ۶۔ شمارہ ۶۔ دسمبر ۱۹۹۴)

مہم (۶۴) معرکہ یرموک (۱۵ھ مطابق ۶۳۶ء)

دمشق کی شکست کے بعد قیصر روم نے شام کو بچانے کی پوری کوشش کی۔ اور دو لاکھ فوج انطاکیہ کے مقام پر جمع کی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے چھوٹے چھوٹے دستے جو شام کے مختلف علاقوں کو فتح کرنے کے لئے گئے تھے، واپس بلا لیے۔ اور دمشق، مخل، حمص اور دیگر شہروں کو خالی کر دیا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ جن شہروں سے جزیہ لیا گیا ہے، واپس کر دیا جائے۔ اب ہم ان کی حفاظت سے قاصر ہیں۔

شام کے عیسائیوں نے یہ انصاف آج تک اپنے ہم مذہب رومیوں میں نہیں دیکھا تھا۔ حمص کے لوگوں نے کہا: تمہاری عادلانہ حکومت ہمیں منظور ہے، ہم رومی فوجوں سے مقابلہ کریں گے۔ حضرت ابو عبیدہؓ دمشق سے ہوتے ہوئے اُردن کی حدود میں یرموک کے مقام پر پہنچے۔ اور اس مقام کو فیصلہ کن جنگ کے لیے منتخب کیا۔ مسلمانوں کی متحدہ فوج تیس بتیس ہزار تھی اور رومیوں کی فوج دو لاکھ تھی اور بڑے جوش میں تھی۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے مدد کے لئے حضرت عمرؓ کو لکھا۔ لیکن وہ اتنی جلدی امداد نہ بھیج سکے اور کہا کہ خدا کی مدد طلب کرو۔ بدر کے غازی اس سے بھی قلیل تھے۔ اس لشکر میں ایک ہزار سے زائد صحابہؓ تھے، بعض وہ تھے جو غزوہ بدر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے لشکر کو چھتیس (۳۶) دستوں میں تقسیم کیا اور آگے پیچھے صفیں ترتیب دیں۔ یرموک کا پہلا معرکہ بے نتیجہ رہا۔ دوسرا معرکہ پانچویں رجب ۱۵ھ کو پیش آیا۔

رومیوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) آدمیوں نے پاؤں میں بیڑیاں پہن رکھی تھیں تاکہ بھاگنے کا خیال نہ آئے۔ ہزاروں پادریوں نے ہاتھوں میں صلیب پکڑی ہوئیں تھیں اور فوج کو جوش دِلا رہے تھے۔

اسلامی فوج کے پیچھے ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا۔ حضرت خالدؓ نے عورتوں کو اس پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ خیموں کی چوبیں تھام لو اور پتھر سامنے ڈھیر کر لو۔ جو میدان سے منہ موڑے، اس کی خبر لو۔ حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل نے چار سو آدمیوں سے بیعت لی کہ وہ میدان سے بھاگیں گے نہیں۔ اور یہ سب کے سب شہید ہو گئے۔

گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ کچھ دیر پلہ برابر رہا، پھر رومیوں کا زور بڑھ گیا۔ اور وہ مسلمانوں کو دھکیل کر ان کے خیموں تک لے آئے۔ مسلمان عورتیں ڈنڈے لے کر ان پر جھپٹیں اور ان کو غیرت دلائی۔ وہ مردوں کو پکار پکار کر جہاد کے لئے ابھارتی تھیں۔

حضرت ابوسفیانؓ کی بیوی میدان میں موجود تھی اور رجز پڑھ رہی تھی۔ بعض خواتین شمشیر لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ حضرت

ابوسفیانؓ اس معرکہ میں شامل تھے۔ وہ اسلامی لشکر کو جوش دلا رہے تھے۔ ان کی ایک آنکھ معرکہ طائف میں ضائع ہوئی تھی، دوسری اس معرکہ کی نظر ہو گئی۔ حضرت ابوہریرہؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے۔

اس جنگ کا انجام یہ ہوا کہ رومیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ ان کا سپہ سالار مارا گیا اور دشمن ایک لاکھ لاشوں کو چھوڑ کر میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ اب قیصر روم نے شام کو الوداع کہا اور قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر جنگ کے انتظار میں حضرت عمرؓ کی نیند اُڑ گئی۔ جب فتح کی خبر سُنی تو اسی وقت سجدے میں گر کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد اسلامی فوجیں سارے ملک میں پھیل گئیں اور سارے شام پر قبضہ کر لیا۔[1]

مہم (۶۵) بیت المقدس کی فتح (۱۵ھ مطابق ۶۳۷ء)

ملک شام سے فارغ ہو کر حضرت ابوعبیدہؓ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فلسطین کے اکثر شہر فتح ہو چکے تھے۔ اور حضرت عمرو بن العاصؓ بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے پہنچنے پر اہل بیت المقدس کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے صلح کی درخواست کی۔ لیکن شرط یہ عائد کی کہ خود امیر المؤمنین حضرت عمرؓ فاروق اعظم تشریف لائیں۔ اور معاہدہ صلح ان کے

[1] تاریخ طبری ج ۲

ہاتھ سے لکھا جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ بات منظور کر لی۔ اور حضرت علیؓ کو نائب مقرر کر کے خود بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے۔[1]

حضرت عمرؓ جب جابیہ پہنچے تو سردارانِ لشکر اسلامی بھی یہیں ان سے ملے اور یہیں معاہدہ لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ کے لباس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ بعض سرداروں نے لباس کو بدلوانا چاہا، مگر آپؓ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو عزت دی ہے، وہ اسلام کی عزت ہے اور یہی ہمارے لیے کافی ہے۔ یہاں آپ نے مومنین میں جو خرابیاں دیکھیں، ان کی اصلاح فرمائی۔ (تاریخ طبری ج ۲)

مہم (۶۶) شام میں آخری معرکہ (۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء)

قیصر روم شام سے چلا آیا تھا، مگر مسلمانوں کے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہتا تھا۔ چنانچہ اس کی ایماء پر جزیرہ سے تیس ہزار کا ایک لشکر حمص کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے مقابلہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور حضرت عمرؓ کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔

حضرت عمرؓ نے ہر طرف سے امدادی فوجیں بھجوائیں۔ جب جزیرہ کے لوگوں کو احساس ہوا کہ اس میں ان کا اپنا نقصان ہے، تو وہ حمص سے جزیرہ کی طرف چل دیئے۔ تاہم ان کے شامی حامیوں نے محاصرہ جاری رکھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ (تاریخ طبری ج ۲)

مہم (۶۷) قیساریہ کی فتح (۱۶ھ مطابق ۶۳۶ء)

شام کی فتوحات میں آخری قیساریہ کی فتح ہوئی، جو ۱۶ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھوں ہوئی۔

مصر کی فتح کی تفصیلات

ساتویں صدی عیسوی میں جب مسلمانوں نے فتوحات کا سلسلہ شروع کیا تو بیت المقدس اور شام کی طرح مصر بھی رومیوں کے قبضہ میں تھا۔ وہاں کے باشندے قبطی کہلاتے تھے۔ ان کا مذہب عیسائی تھا۔ قیصر روم کی طرف سے ایک مصری نائب مقرر ہوتا تھا، جس کو مقوقش کہتے تھے۔ (تاریخ طبری ج ۳ حصہ اوّل)

مقوقس جزیہ دے کر صلح کرنا چاہتا تھا لیکن رومیوں کے ڈر کی وجہ سے نہیں کر سکتا تھا۔ تاہم یہ درخواست کی کہ ایک مدت معین کے لئے صلح ہو جائے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے انکار کیا۔

مقوقس نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے شہر کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر مسلمانوں کے آمنے سامنے صف میں کھڑے ہو جائیں۔ عورتیں بھی اس حکم میں داخل تھیں۔ اور اس غرض سے کہ پہچانی نہ جا سکیں، انہوں نے شہر کی طرف منہ کر لئے تھے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہلا بھیجا کہ ہم تمہارا مطلب سمجھ گئے ہیں۔ لیکن تم کو معلوم نہیں کہ ہم نے جو ملک فتح کیے، کثرتِ فوج کے بل پر نہیں کئے۔ تمہارا بادشاہ ہرقل جس سر و سامان سے ہمارے مقابلے کو آیا، تم کو معلوم ہے اور جو نتیجہ ہوا وہ بھی مخفی نہیں۔ (فتوح البلدان ص ۴۲۵)

مقوقس نے کہا: سچ ہے۔ یہی عرب ہیں، جنہوں نے ہمارے بادشاہ کو قسطنطنیہ پہنچا کر چھوڑا۔

اس پر رومی سردار بہت غضب ناک ہوئے۔ مقوقس کو بہت برا بھلا کہا اور لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ مقوقس کی مرضی چونکہ جنگ کی نہ تھی، اس لئے حضرت عمرو بن العاصؓ سے اقرار لے لیا تھا کہ چونکہ میں رومیوں سے الگ ہوں، اس وجہ سے میری قوم (قبطی) کو تمہارے ہاتھ سے ضرر نہ پہنچنے پائے۔

قبطیوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ معرکہ میں دونوں سے الگ رہے۔ بلکہ مسلمانوں کو بہت کچھ مدد دی۔ فسطاط سے اسکندریہ تک فوج سے آگے آگے پُلّوں کی مرمت کرتے اور سڑکیں بناتے گئے۔ خود اسکندریہ کے محاصرے میں بھی رسد وغیرہ کا انتظام انہی کی بدولت ہو سکا۔

رومی کبھی کبھی قلعہ سے باہر نکل کر لڑتے تھے۔ ایک دن نہایت سخت معرکہ ہوا۔ تیر و دھنگ سے گزر کر تلوار کی نوبت آئی۔ ایک رومی

نے صف سے نکل کر کہا کہ جس کو دعویٰ ہو تنہا میرے مقابلے کو آئے۔

حضرت مسلمہؓ بن مخلّد نے گھوڑا بڑھایا۔ رومی نے اچانک ان کو زمین پر گرا دیا اور جھک کر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ ایک سوار نے اس کے وار کو روک دیا۔ اور اللہ نے حضرت مسلمہؓ بن مخلّد کو بچا لیا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کو اس پر غصہ آیا اور کچھ کہا۔ حضرت مسلمہؓ کو نہایت ناگوار گزرا لیکن مصلحت کے لحاظ سے کچھ نہ کہا۔

لڑائی کا زور اسی طرح قائم تھا۔ آخر کار مسلمانوں نے اس طرح جان توڑ کر حملہ کیا کہ رومیوں کو دباتے ہوئے قلعے کے اندر گھس گئے۔ دیر تک قلعے کے صحن میں معرکہ رہا۔ آخر میں رُومیوں نے سنبھل کر ایک ساتھ حملہ کیا اور مسلمانوں کو قلعے سے باہر نکال کر دروازے بند کر دیئے۔

اتفاقاً حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت مسلمہؓ اور مزید دو شخص اندر رہ گئے۔ رومیوں نے ان دونوں کو زندہ گرفتار کرنا چاہا۔ لیکن جب ان لوگوں نے مردانہ وار جان دینا چاہی تو انہوں نے کہا کہ دونوں طرف سے ایک ایک آدمی مقابلے کو نکلے۔ اگر ہمارا آدمی مارا گیا تو ہم تم کو چھوڑ دیں گے کہ قلعے سے نکل جاؤ اور اگر تمہارا آدمی مارا جائے تو تم سب ہتھیار ڈال دو۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور خود

مقابلے کے لئے نکلنا چاہا۔ حضرت مسلمہؓ نے روکا کہ تم فوج کے سردار ہو۔ تم پر آنچ آئی تو انتظام میں خلل ہو گا۔ یہ کہہ کر گھوڑا بڑھا دیا۔ رُومی بھی ہتھیار سنبھال چکا تھا۔ دیر تک وار ہوتے رہے۔ بالآخر حضرت مسلمہؓ نے ایک ہاتھ مارا کہ رُومی وہیں ڈھیر ہو کر رہ گیا۔

رومیوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان میں کوئی سردار ہے۔ انھوں نے اقرار کے موافق قلعے کا دروازہ کھول دیا اور سب صحیح سلامت باہر نکل آئے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت مسلمہؓ سے بے ادبی کی معافی مانگی اور انہوں نے نہایت صاف دِلی سے معاف کر دیا۔ (مقریزی ج ا ص ۱۶۴)

تبصرہ: مولانا قاضی مظہر حسین چکوالی لکھتے ہیں:

یہ ہے رسول اکرم ﷺ کے ان صحابیوں کی انتہائی شجاعت اور بصالت کا حیرت انگیز کارنامہ کہ دشمن کے قلعے میں محصور ہونے کے باوجود بالکل نہ گھبرائے اور غازیانہ تیور دِکھا کر دشمن کو مبارزہ کے لئے للکارا۔ رُومیوں نے بھی اس موقع پر مبارزت قبول کر کے بہادری کا ثبوت دیا۔ بالآخر حق تعالیٰ کی نصرت سے حضرت مسلمہؓ نے رُومی کو قتل کر کے حق کا پھریرا لہرا دیا۔ (ماہنامہ حق چاریار جلد ۷ شمارہ ۲۔ اگست ۱۹۹۴)

مکتوب نبوی ﷺ بنام مقوقس مصر: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوالی لکھتے ہیں:

جس مقوقس کے قلعے کو حضرت زبیرؓ نے فتح کیا تھا، اس مقوقس کے

نام آنحضرت ﷺ نے ہدایت نامہ تحریر فرمایا تھا۔ بارگاہ رسالت ﷺ سے مصر کی سفارت کے لئے حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ مامور ہوئے تھے۔ وہ مسافت طے کرتے ہوئے اسکندریہ پہنچے اور مقوقس (شاہِ مصر) کے سامنے مکتوب گرامی پیش کر دیا۔ اس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ اِلَی الْمُقَوْقَس عَظِیْمِ الْقِبْطِ۔ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْد فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِم تَسْلم یُؤْتِکَ اللّٰہ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ۔ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْکَ اِثْمُ الْقِبْطِ۔ یٰٓاَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَ لَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْءًا وَ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْن۔ (مہر محمد رسول اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے مقوقس حاکم مصر کے نام۔

اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست اختیار کی۔ بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر سلامتی منظور ہے تو اسلام قبول کر لیجیے۔ اگر آپ نے اسلام قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر آپ نے انکار کیا تو ساری قبطی قوم کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے اوپر ہو گی۔

اے اہلِ کتاب! اختلاف نزاع کی ساری باتیں نظر انداز کر کے ایک ایسی بات پر متفق ہو جاؤ، جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکسان طور پر مسلّم ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں اور نہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو ربّ بنائیں۔ اگر تمہیں اس بات سے انکار ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم بہر حال اللہ کی یکتائی کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

مقوقس نامہ مبارک کو سُن کر بولا: بے شک! یہی وقت ہے کہ وہ نبی جس کا انتظار تھا، ظاہر ہو گیا۔ مگر میرا خیال تھا کہ وہ شام کے ملک میں پیدا ہو گا۔ ہمیں تورات و انجیل سے اس کی صفات معلوم ہیں کہ وہ صدقہ کا مال نہ کھائے گا، مگر ہدیہ قبول کرے گا۔ غریب اور مسکین لوگ اس کے ہم جلیس ہوں گے۔ اور اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔

یہ کہہ کر حکم دیا کہ مکتوبِ رسالت کو ہاتھی کے دانت کے ڈبے میں رکھ کر سرکاری خزانے میں محفوظ رکھا جائے۔

مقوقسِ مصر کا جواب: مقوقس مصر نے نامہ مبارک کا حسب ذیل جواب لکھ کر حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے سپرد کیا۔

محمد بن عبد اللہ (ﷺ) کے نام، مقوقس کی طرف سے۔ میں نے آپ کا خط پڑھا اور جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہے، اُسے سمجھا۔ مجھے

یہ معلوم ہے کہ ابھی ایک نبی کا مبعوث ہونا باقی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ شام میں پیدا ہوں گے۔ میں نے آپ کے قاصد کو عزت واحترام سے رکھا ہے۔ آپ کے لئے ہدیۃً دو لڑکیاں روانہ کر رہا ہوں۔ ہمارے یہاں یہ لڑکیاں نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ نیز آپ کے لئے کپڑے اور سواری کے لئے دلدل بھیج رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر سلامتی نازل فرمائے۔

اس اعتراف اور احترام کے باوجود مقوقس اِسلام کی سعادت سے محروم رہا۔

مؤرخین نے ان لڑکیوں کے نام ماریہؓ اور سیرینؓ بتلائے ہیں۔ دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔

حضرت حاطبؓ ان تحائف کو لے کر بارگاہِ نبوت ﷺ میں پہنچے۔ آپ ﷺ نے تحائف کو قبول فرمالیا۔ اور مقوقس کے جواب کو سن کر فرمایا: مقوقس کو سلطنت کے اقتدار نے اِسلام سے محروم رکھا۔[1]

ماریہ اور سیرین راستے میں ہی حضرت حاطبؓ کی تلقین و تعلیم سے مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں۔ حضرت ماریہؓ حرم نبوی ﷺ میں داخل ہوئیں۔ اور سرور کائنات ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ ان ہی

[1] ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۷ ش ۱ بحوالہ طبقات ابن سعد ج ۳

کے بطن سے تولد ہوئے۔ حضرت سیرینؒ حضرت حسانؓ کو عطا ہوئیں۔

آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر عالم شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن احمد المقدسی نے مصباح المعنی کے نام سے مکتوبات نبوی ﷺ کو جمع کیا ہے۔ انہوں نے دورِ اوّل کے مشہور مؤرخ واقدی کے حوالے سے لکھا ہے:

"مقوقس کے نام جو مکتوب نبوی ﷺ روانہ کیا گیا تھا، اس کو صدیق اکبرؓ نے تحریر فرمایا تھا۔ اس طرح خوش قسمتی سے حضرت صدیق اکبرؓ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی یہ تحریر ہم تک پہنچی۔[1]

مصر کی فتح (۲۰ھ مطابق ۶۴۱ء): مقوقس جو مصر کا فرماں روا اور قیصر کا باجگزار تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص سے پہلے قلعہ میں پہنچ چکا تھا۔ حضرت زبیر بن العوامؓ کا جو رتبہ تھا اس کے لحاظ سے حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان کو افسر بنایا۔ اور وہ محاصرہ وغیرہ کے انتظامات ان کے ہاتھ میں دیئے۔

انہوں نے ایک دن کہا کہ آج میں مسلمانوں پر فدا ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر ننگی تلوار ہاتھ میں لی اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ گئے۔ اور چند اصحابؓ نے ان کا ساتھ دیا۔ فصیل پر پہنچ کر سب نے ایک ساتھ تکبیر

[1] ماخوذ از مکتوبات نبوی شائع کردہ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور

کے نعرے بلند کئے۔ ساتھ ہی تمام فوج نے نعرہ مارا کہ قلعہ کی زمین دہل اُٹھی۔ عیسائی یہ سمجھ کر کہ مسلمان اندر گھس آئے، بدحواس ہو کر بھاگے۔ اور تمام فوج اندر گھس آئی۔ مقوقس نے یہ دیکھ کر صلح کی درخواست کی اور اسی وقت سب کو امان دے دی گئی۔

مقوقس نے اگرچہ تمام مصر کے لئے معاہدہ صلح لکھوایا تھا لیکن ہرقل کو جب خبر ہوئی تو اس نے نہایت ناراضگی ظاہر کی اور لکھ بھیجا کہ قبطی اگر عربوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے تو رومیوں کی تعداد کیا کم تھی۔ اسی وقت عظیم الشان فوج روانہ کی کہ اسکندریہ پہنچ کر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہو۔ (الفاروق مولفہ مولانا شبلی نعمانیؒ)

فتح مصر اور دریائے نیل کے نام حضرت عمرؓ کا خط: حافظ ابن کثیر محدث نے تاریخ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو اس کے باشندے حج کے مہینوں میں سے بونہ میں حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے (اس دریائے) نیل کا ایک دستور ہے اور وہ اس کے مطابق چلتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب اس ماہ کی بارہ راتیں گذر جاتی ہیں تو ہم والدین کی ایک باکرہ (کنواری) لڑکی کے پاس جاتے ہیں اور اس کے والدین کو راضی کرتے ہیں اور لڑکی کو بہترین زیور اور کپڑے پہنا دیے جاتے ہیں۔ پھر ہم اسے دریائے نیل میں پھینک دیتے ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے ان سے کہا کہ یہ بات ان باتوں میں سے ہے جو اسلام میں نہیں ہو سکتی۔ اسلام پہلے کی رسموں کو مٹاتا ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت میں اس کے متعلق لکھا تو آپ نے فرمایا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے، ٹھیک کہا ہے۔ اور میں نے اپنے خط کے اندر ایک چٹ آپ کی طرف ارسال کی ہے، اسے دریائے نیل میں پھینک دینا۔

جب حضرت عمرؓ کا خط آیا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے چٹ کو پکڑا، اس میں لکھا تھا:

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی نِیْلِ اَھْلِ مِصْرِ۔ اَمَّا بَعْد فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِکَ وَ مِنْ اَمْرِکَ فَلَا تَجْرِ فَلَا حَاجَۃَ منا فِیْکَ۔ وَ اِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ بِاَمْرِ اللّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ وَ ھُوَ الَّذِیْ یَجْرِیْکَ۔ فَسْأَلَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یَجْرِیْکَ۔

ترجمہ: اللہ کے بندے عمر امیر المؤمنین کی طرف سے اہل مصر کے نیل کی طرف۔ امابعد! اگر تو اپنی جانب سے اور حکم سے چلتا تھا تو آئندہ نہ چلنا، ہمیں تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ اور اگر تو اللہ واحد وقہار کے حکم سے چلتا ہے تو وہ تجھے رواں رکھے گا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ تجھے رواں (جاری) رکھے۔[1]

---

[1] البدایہ والنہایہ مترجم جلد ۷ ص ۲۱۱

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال لکھتے ہیں:

منجملہ کرامات میں سے حضرت عمرؓ کی یہ بھی ایک عظیم الشان کرامت ہے۔ قابل غور یہ بات ہے کہ فاروقِ اعظمؓ نے دریائے نیل کو یہ رقعہ کیوں لکھا تھا؟ دریا تو رقعہ پڑھ نہیں سکتا۔

اس کی حقیقت یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت فاروقِ اعظمؓ نے سمجھ لیا تھا کہ ہر سال دریائے نیل کا خشک ہونا اور اس کے لئے ایک بے قصور لڑکی کا اس کی بھینٹ چڑھانا، یہ ایک شیطانی اثر تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا تھا:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِیْہِ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ (بخاری، مسلم، مشکوۃ حدیث ۵۷۸)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خطاب کے بیٹے! اور کوئی بات کرو۔ قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تم راستہ پر چلتے ہو تو شیطان تم سے نہیں ملتا۔ بلکہ جس راہ پر تم چلتے ہو وہ اس کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلتا ہے“۔

اس ارشادِ رسالت ﷺ پر حضرت عمرؓ کو پورا یقین تھا۔ اس لئے آپ نے رقعہ ڈلوایا کہ آپ کے رقعے اور آپ کی دھمکی سے شیطان ڈر کر دریائے نیل سے اپنا تصرف ختم کر دے گا۔ اور باذن اللہ دریائے نیل

حسب سابق جاری ہو گیا۔ چنانچہ آج تک پھر نیل کسی شیطانی تصرّف کی وجہ سے کبھی خشک نہیں ہوا۔ (ماہنامہ حق چاریارؓ جلد ۷ شمارہ نمبر ۱۔ جولائی ۱۹۹۴)

(۱) مصر پر حملہ کرنے کے اسباب

۱۔ ظہورِ اسلام سے پہلے حضرت عمروؓ بن العاص تجارت کے سلسلہ میں مصر آیا کرتے تھے۔ مصر کی شادابی اور زرخیزی ان کی نگاہ میں تھی۔

۲۔ مصر کی قبطی حکومت روم کے ماتحت تھی اور وہ آسانی سے شام میں شورش بپا کر سکتا تھا۔ اس لیے شام کی حفاظت کے لیے مصر پر قبضہ کرنا ضروری تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت عمرؓ فاروق سے اجازت حملہ طلب کی۔ آپ نے انکار کر دیا، لیکن اصرار کرنے پر اجازت مل گئی۔

۳۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ رومی سردار اطربان فلسطین سے بھاگ کر مصر چلا گیا تھا اور وہاں اپنی طاقت بڑھا رہا تھا۔

۴۔ قیصر روم مصر کے راستے شام پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

۵۔ مصر پر روم کا قبضہ غاصبانہ تھا۔

۶۔ حضرت عمروؓ بن العاص کو یہ اُمید تھی کہ مصر کے لوگ رومیوں سے تنگ ہیں اور وہ مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ (تاریخ طبری ج ۳)

مہم (۶۹) فسطاط کی فتح

حضرت عمروؓ بن العاص نے چار ہزار فوج لے کر مصر پر حملہ کیا اور

عریش کے راستے فرما تک پہنچے۔ یہاں مسلمانوں کو رومی فوجوں نے روکا۔ مگر مسلمانوں نے ان کو شکست دے دی۔ اور آگے کئی مقامات کو فتح کرتے ہوئے فسطاط پہنچے۔ یہ غیر آباد علاقہ تھا، مگر یہاں ایک مضبوط قلعہ تھا۔ اور یہاں مصری فوج تھی۔ مصریوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔

حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت عمرؓ فاروق کو امداد کے لئے لکھا۔ آپ نے امداد کے لئے دس ہزار فوج بھیج دی۔ مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ سات ماہ تک جاری رہا۔ آخر ایک دِن حضرت زبیرؓ چند ساتھیوں کے ساتھ قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ عیسائی یہ سمجھے کہ مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے ہیں تو وہ بھاگ نکلے۔ حضرت زبیرؓ نے قلعہ میں گھس کر پھاٹک کھول دیا۔ اسلامی فوج اندر داخل ہو گئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر مقوقس نے صلح کر لی۔[1]

فسطاط کی فتح کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے چند روز یہاں قیام کیا اور یہیں سے حضرت عمرؓ فاروق کو خط لکھا کہ فسطاط فتح ہو چکا ہے۔ اجازت ہو تو اسکندریہ پر فوجیں بڑھائی جائیں۔ وہاں سے منظوری آئی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کوچ کا حکم دیا۔

---

[1] تاریخ طبری ج۳ ص۱۱۵

اتفاق سے حضرت عمرو بن العاصؓ کے خیمہ میں کبوتر نے گھونسلہ بنا لیا تھا۔ خیمہ اکھاڑا جانے لگا تو حضرت عمرو بن العاصؓ کی نگاہ پڑی حکم دیا کہ اس کو یہیں رہنے دو کہ ہمارے مہمان (کبوتر) کو تکلیف نہ ہونے پائے۔ چونکہ عربی میں خیمہ کو فسطاط کہتے ہیں اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے واپس آکر اسی خیمہ کے قریب شہر بسایا، اس لئے خود شہر فسطاط کے نام سے مشہور ہو گیا۔ (الفاروق از مولانا شبلی نعمانیؒ)

تبصرہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:

اللہ! اللہ! یہ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کوئی عام فاتح نہیں تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت خاصہ کے پرتو سے آپ کا قلب بھی گویا مجسمۂ رحمت بن گیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے اپنے خیمہ سے ایک کبوتر کا گھونسلہ برباد کرنے کی بھی اجازت نہ دی۔

جس صحابیؓ کی رحمت کا یہ حال ہے، اس کے متعلق کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ وہ انسانوں پر کتنا رحم کرتے ہوں گے۔ ان کا جہاد اور ان کی فتوحات کا مقصد دنیوی جاہ و اقتدار کا حصول نہ تھا، بلکہ وہ ستم زدہ مخلوق کو ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لئے میدانِ جہاد میں اُترے تھے۔

یہی ہے رسولِ رحمت ﷺ کی رحمت عامہ جس سے ہر قسم کی مخلوق نے حسب حال حصّہ پایا۔ اس قسم کے رحم دلانا واقعات کے بعد بھی کوئی

ذی شعور انسان، اصحابؓ رسول اللہ ﷺ کو مطعون کر سکتا ہے کہ انہوں نے خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ الزہراء پر ظلم کیا اور دروازہ گرایا کہ آپؓ کی پسلیاں (نعوذ باللہ) توڑ دیں اور آپ کے بطن مبارک میں جو بچہ تھا، وہ شہید ہو گیا، جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے محسن رکھا تھا۔ جیسا کہ شیعہ رئیس المحدثین علامہ باقر مجلسی نے بھی اپنی تصنیف جلاء العیون حصہ اوّل میں اس قسم کی بے بنیاد روایات نقل کی ہیں۔ العیاذ باللہ۔[1]

مہم (۷۰) اسکندریہ کی فتح

اس شہر کو سکندر اعظم نے بسایا تھا۔ یہ عیسائیوں کا مرکز تھا۔ قیصر روم خود یہاں آنا چاہتا تھا، مگر وہ اچانک مر گیا۔ اسکندریہ تک مسلمان آسانی سے پہنچ گئے۔ مگر اس کے مضافات میں سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمانوں نے بڑھ کر اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ محاصرہ کی طوالت دیکھ کر حضرت عمرؓ فاروق کو تشویش ہوئی اور انہوں نے حضرت عمروؓ بن العاص کو خط لکھا:

> ”یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے قیام سے تم لوگ عیسائیوں کی طرح عیش پرست ہو گئے ہو، ورنہ فتح میں اتنی دیر نہ ہوتی۔ میرا یہ خط پہنچتے ہی حملہ کر دو۔“

اس خط کے آتے ہی حضرت عمروؓ بن العاص نے فوج کے سامنے

---

[1] ماہنامہ حق چار یارؓ جلد ۷ شمارہ نمبر ۱ اگست ۱۹۹۴

جہاد کے فضائل بیان کیے۔ حضرت عبادہؓ بن صامت کو فوج کا سپہ سالار بنا کر اتنے زور سے جمعہ کے روز حملہ کیا کہ اسکندریہ فتح ہو گیا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حضرت فاروقؓ اعظم کو اس فتح کی اطلاع دے دی۔ باقی مصر پر آسانی سے قبضہ ہو گیا۔

مہم (۷۱) فتح طرابلس (۲۱ھ مطابق ۶۴۲ء)

اس کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے برقہ اور طرابلس پر حملہ کیا اور طرابلس تک کا ساحلی علاقہ اسلامی سلطنت میں شامل کر لیا۔[1]

دورِ فاروقیؓ کے اہم واقعات

تاریخ	مطابق	واقعات
22 جمادی الآخرہ 13ھ	22 اگست 634ء	خلیفۂ رسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ عمرؓ بن خطاب نے زمام خلافت سنبھالی۔
26 جمادی الآخرہ	27 اگست 634ء	امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے ابو عبیدہؓ کو ایک خط لکھا۔
6 رجب 13ھ	5 ستمبر 634ء	ابو عبیدہؓ کو امیر المومنین عمر فاروقؓ کا خط ملا کہ خالدؓ کو معزول کیا جاتا ہے۔
26 رجب 13ھ	25 ستمبر 634ء	ابو عبیدہؓ نے خالدؓ کو بتایا کہ انھیں معزول کر دیا گیا ہے۔
8 شعبان 13ھ	7 اکتوبر 634ء	عراق کی جنگ نمارق میں ابو عبیدہ بن مسعود ثقفیؓ نے جابان کے خلاف فتح حاصل کی۔

[1] تاریخ طبری ج ۳ حصہ اول ص ۱۱۷

تاریخ	مطابق	واقعات
12شعبان13ھ	11اکتوبر634ء	عراق کے معرکۂ سقاطیہ میں ابو عبیدہ بن مسعودؓ نے نرسیان کو شکست فاش دی۔
17شعبان13ھ	16اکتوبر634ء	عراق میں "باقُسیاثا" کو مقام پر ابو عبیدہ بن مسعودؓ نے جالینوس کو شکست دی۔
23شعبان13ھ	22اکتوبر634ء	جسر کے معرکہ میں ابو عبیدہ بن مسعود ثقفیؓ نے جام شہادت نوش لیا۔
24شعبان13ھ	23اکتوبر634ء	مثنّٰی بن حارثہؓ نے جنگ اُلّیس صغریٰ میں جابان اور مردان شاہ کو قیدی بنالیا۔
رمضان13ھ	نومبر634ء	بویب کو معرکے میں مثنّٰیؓ نے مہران بن باذان کے خلاف شاندار فتح حاصل کی۔
شوال13ھ	دسمبر634ء	مثنّٰیؓ نے خنافس کے بازار پر حملہ کیا۔ نیز سوق بغداد، کباث اور صِنّین پر حملہ آور ہوئے۔
ذی قعدہ13ھ	جنوری635ء	یزدگرد دوم ایرانیوں کا بادشاہ بنا۔ مثنّٰی بن حارثہؓ کا عراق سے انخلا۔
28ذی قعدہ 13ھ	23جنوری635ء	بیسان میں ابو عبیدہ بن جراحؓ نے سکلاریوس کے خلاف فتح حاصل کی۔
یکم محرم 14ھ	25فروری635ء	ایرانی حملے کو پیش نظر صرار میں اسلامی فوج جمع ہونی شروع ہوئیں۔
15ربیع الاول	9مئی635ء	ابو عبیدہ بن جرّاحؓ دمشق کے محاصرے کی طرف لوٹے۔
15رجب14ھ	4ستمبر635ء	دمشق مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔
13شعبان14ھ	2اکتوبر635ء	سعد بن ابی وقاصؓ قادسیہ پر حملے کے لیے صرار سے روانہ ہوئے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالحمید

تاریخ	مطابق	واقعات
27شعبان14ھ	16اکتوبر635ء	سعدؓ اپنے لشکر کے ہمراہ زرود پہنچے۔
14ھ	635ء	مثنیٰؓ بن حارثہؓ اللہ کو پیارے ہو گئے۔
30ذی قعدہ14ھ	15جنوری636ء	سعدؓ زرود سے شراف روانہ ہوئے۔
8ذی الحجہ14ھ	23جنوری636ء	سعدؓ شراف میں اترے اور اپنے لشکر کو منظم کیا۔ یہاں انھوں نے سلمیٰ سے شادی کی۔
16صفر15ھ	30مارچ636ء	سعدؓ اپنے لشکر کے ہمراہ قادسیہ میں اترے۔
صفر15ھ	مارچ636ء	گائیوں کا دن۔ عراق کو اطراف میں خوراک کے حصول کے لئے یلغار کی گئی جس کے نتیجے میں بہت سی گائیں ہاتھ آئیں۔
صفر15ھ	مارچ636ء	سعد بن ابی وقاصؓ نے یزدگرد کی جانب ایک وفد بھیجا۔
4ربیع الاول	16اپریل636ء	خالد بن ولیدؓ دمشق سے بعلبک (لبنان) روانہ ہوئے۔
23ربیع الاول 15ھ	5مئی636ء	مسلمانوں کے مقابلے کے لیے رستم بن فرخ زاد کو ایرانی لشکر کا سالارِ اعلیٰ مقرر کیا گیا۔
23ربیع الاول	5مئی636ء	سعد بن ابی وقاصؓ کا بھیجا ہوا وفد یزدگرد کے ہاں سے لوٹا۔
23ربیع الاول	5مئی636ء	ابو عبیدہ بن جرّاحؓ کے ہاتھوں شہر بعلبک فتح ہوا۔
25ربیع الاول	7مئی636ء	شام کا اہم حمص فتح ہو گیا۔
21ربیع الآخر 15ھ	2جون636ء	امیر المومنین عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کو لکھا کہ شام میں فتوحات کا سلسلہ روک دیا جائے حتیٰ کہ میں اپنی رائے پر نظر ثانی کر لوں۔
یکم جمادی الاولیٰ	11جون636ء	امیر المومنین عمر فاروقؓ کا خط ابو عبیدہؓ کو پہنچا۔
15جمادی الاولیٰ 15ھ	25جون636ء	مسلمانوں کی فوجیں حمص سے انخلا کے بعد اذرعات (جنوبی شام) میں اتریں۔
21جمادی الآخرہ	30جولائی636ء	رومی فوجیں دیر ایوب میں اتریں۔

تاریخ	مطابق	واقعات
25جمادی الآخرہ 15ھ	4اگست636ء	رومی فوجیں دریائے علان کے درمیان اتریں۔ مسلمانوں کی فوجیں بالکل ان کے سامنے اتریں اور ان کو شکنجے میں لے لیا۔
5رجب15ھ	13اگست636ء	یرموک کا فیصلہ کن معرکہ لڑا گیا۔
5رجب15ھ	13اگست636ء	یرموک میں رومیوں کی شکست کے بعد ان کے مفرورین کا تعاقب کیا گیا۔
13رجب15ھ	20اگست636ء	یرموک کی کامیابی کی خبر مدینہ میں امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کو پہنچی۔
23رجب15ھ	30اگست636ء	قادسیہ کی جنگ میں شرکت کے لئے شام سے عراقی لشکر کی واپسی شروع ہوئی۔
10شعبان15ھ	17ستمبر636ء	رستم سست روی سے پیش قدمی کرتا ہوا قادسیہ پہنچا۔
شعبان15ھ	ستمبر636ء	ہرقل انطاکیہ اور شام چھوڑ کر چلا گیا۔
13شعبان15ھ	20ستمبر636ء	جمعرات: یوم ارماث، جنگ قادسیہ کی پر سکون رات (رات کو جنگ بند رہی۔)
14شعبان15ھ	21ستمبر636ء	جمعہ: یوم اغواث۔ اس دن آدھی رات تک گھمسان کی لڑائی ہوئی۔
14شعبان15ھ	21ستمبر636ء	شام سے لوٹنے والا لشکر قادسیہ پہنچا۔ بہمن جادویہ قتل ہوا۔
15شعبان15ھ	22ستمبر636ء	ہفتہ: جنگ قادسیہ کا تیسرہ دن، یوم عماس، اسلحے کی جھنکار کی رات۔
16شعبان15ھ	23ستمبر636ء	اتوار: قادسیہ کا فیصلہ کن دن، رستم قتل ہوا اور فرار ہونے والے ایرانیوں کا تعاقب کیا گیا۔
16شعبان15ھ	23ستمبر636ء	سعد بن ابی وقاصؓ امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کو قادسیہ کے فتح ہونے کی خوش خبری لکھ بھیجتے ہیں۔

تاریخ	مطابق	واقعات
21شوال15ھ	26نومبر636ء	سعدؓ قادسیہ سے لسان کو روانہ ہوئے۔
یکم ذی قعدہ15ھ	5دسمبر636ء	بُرس(عراق) میں زہرہ بن حَوِیّہؓ کے مقابلے میں بُصبہری کو شکست ہوئی اور وہ بابل بھاگ گیا۔
3ذی قعدہ15ھ	7دسمبر636ء	بُرس کے سرداروں نے ادائے جزیہ پر زہرہ سے صلح کرلی۔
7ذی قعدہ15ھ	11دسمبر636ء	سعد بن ابی وقاصؓ بُرس میں ہراول دستے سے جاملے۔
9ذی قعدہ15ھ	13دسمبر636ء	زہرہؓ ہراول دستے کو لے کر بابل کی جانب بڑھے اور سعدؓ اپنے لشکر کو لے کر ان کے پیچھے چلے۔
10ذی قعدہ 15ھ	14دسمبر636ء	سورا میں ایک جھڑپ ہوئی جس میں بکیر بن عبداللہ لیثیؒ نے فرخان اہوازی کو اور کثیر بن شہاب سعدیؒ نے فیومان میسانی کو قتل کردیا۔
12ذی قعدہ 15ھ	16دسمبر636ء	زہرہ بن حَوِیّہؓ ہراول دستے کو لے کر سورا سے کوثیٰ کی جانب بڑھے اور سعدؓ کا لشکر اُن کے پیچھے روانہ ہوا۔
13ذی قعدہ 15ھ	17دسمبر636ء	نباتہ بن جُعشم اعرجیؒ نے کوثیٰ میں شہریار سے دوبدو لڑائی کرکے اُسے قتل کردیا۔
20ذی قعدہ 15ھ	24دسمبر636ء	سعدؓ کوثیٰ سے ساباط کی جانب بڑھے۔ زہرہؓ ہراول دستے کو لے کو آگے آگے چلے۔
28ذی قعدہ	یکم جنوری637ء	ساباط کے حاکم شیراز نے جزیے کی ادائیگی پر صلح کی اپیل کی۔
3ذی الحجہ15ھ	6جنوری637ء	ساباط کا تہلکہ خیز معرکہ۔ ہاشم بن عتبہؓ نے کسریٰ کے شیر کو قتل کرکے شاہی محافظ دستے کو شکست سے دوچار لیا۔
4ذی الحجہ15ھ	7جنوری637ء	مدائن کے دریا پار مغربی علاقے بہر سیر (مدائن الدنیا) کے محاصرے کی ابتدا ہوئی۔
صفر16ھ	مارچ637ء	سعد بن ابی وقاصؓ نے بہر سیر فتح کرلیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید شفیق

تاریخ	مطابق	واقعات
14صفر16ھ	17مارچ637ء	دریائے دجلہ عبور کر کے مدائن کا مشرقی علاقہ مدائن القصویٰ(اسفانبر وطیسفون) فتح کیا گیا۔
26صفر16ھ	29مارچ637ء	مدائن کو ایوانِ کسریٰ میں جمعے کی نماز ادا کی گئی۔
ربیع الآخر16ھ	مئی637ء	القدس کا شہر(بیت المقدس) فتح کیا گیا اور اس کی چابیاں امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے سپرد کی گئیں۔
جمادی الاولیٰ 16ھ	جون637ء	سعد بن ابی وقاصؓ کی فوج کے ایک ہونہار سالار عبداللہ بن معتم نے تکریت(عراق) فتح کر لیا۔
16ھ	637ء	ربعی بن افکلؓ نے موصل اور نینویٰ کو دونوں قلعے فتح کر لیے۔
16ھ	637ء	نصیبین(ترکی) کا شہر صلح کے ذریعے سے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کے حوالے کیا گیا۔
رجب16ھ	اگست637ء	عتبہ بن غزوانؓ نے اُبلہ اور شط العرب کے علاقے فتح کیے۔
یکم ذی قعدہ16ھ	24نومبر637ء	جلولاء کا معرکہ لڑا گیا، ہاشم بن عتبہؓ نے مہران کو قتل کر کے فتح پائی۔
16ھ	637ء	قعقاع بن عمرو نے قصر شیرین اور حلوان کے شہر فتح کیے۔
16ھ	637ء	عمرو بن مالک بن عتبہ نے قرقیسیاء اور ہیث کے شہر فتح کیے۔
شوال16ھ	اکتوبر637ء	معاویہ بن ابی سفیانؓ قیساریہ(فلسطین) فتح کرتے ہیں۔
17ھ	638ء	کوفہ تعمیر کیا گیا اور مدائن کے بجائے اُسے دارالحکومت قرار دیا گیا۔
17ھ	638ء	شط العرب کے کنارے بصرہ تعمیر کیا گیا۔
17ھ	638ء	عتبی بن غزوانؓ نے اہواز کا علاقہ فتح کر لیا اور ایرانی سپہ سالار ہرمزان مسلمانوں کی قید میں آگیا۔
ذی الحجہ17ھ	دسمبر638ء	عیاض بن غنمؓ کے ہاتھوں "الجزیرہ" فتح ہوا۔

تاریخ	مطابق	واقعات
17ھ	638ء	سہیل بن عدیؓ کے ہاتھوں صلح کے ذریعے سے رقّہ (شام) فتح ہوا۔
17ھ	638ء	عتبہ بن غزوانؓ نے حج سے واپسی پر بصرہ جاتے ہوئے وفات پائی۔
18ھ	639ء	سعد بن ابی وقاصؓ کوفہ سے معزول ہو کر مدینہ واپس لوٹ آئے۔
18ھ	639ء	زیریں عراق میں ابر قباد نے بغاوت کر دی۔
18ھ	639ء	عِمواس (فلسطین) میں طاعون پھیلا جس کے نتیجے میں ابو عبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، یزید بن ابی سفیان، شرحبیل حسنہؓ سمیت خالد بن ولیدؓ کے بہت سے ساتھیوں نے وفات پائی۔
16 محرم 19ھ	15 جنوری 640ء	جمعہ: نہاوند فتح ہوا۔ نعمان بن مقرن اور طلحہ بن خویلدؓ نے جام شہادت نوش کیا۔
10 ذی الحجہ 19ھ	29 نومبر 640ء	عریش کے مقام پر عمرو بن عاصؓ اور ان کے لشکر نے عید الاضحی منائی۔
25 صفر 20ھ	11 فروری 641ء	ہمدان (ایران) فتح ہوا۔
25 صفر 20ھ	11 فروری	عمرو بن عاصؓ نے مصر کا قلعہ "فرما" فتح کر لیا۔
25 صفر 20ھ	11 فروری	قسطنطنیہ میں ہرقل فوت ہوا۔
7 ربیع الآخر 20ھ	24 مارچ 641ء	عمرو بن عاصؓ نے بلبیس (مصر) فتح کر لیا۔
7 ربیع الآخر 20ھ	24 مارچ 641ء	عمرو بن عاصؓ کے ہاتھوں ام دنین کا سقوط ہوا۔
15 جمادی الاولیٰ 20ھ	30 اپریل 641ء	عین الشمس کا معرکہ لڑا گیا۔ عمرو بن عاصؓ نے بازنطینی (رومی) لشکر کو شکست دی۔
15 جمادی الاولیٰ	30 اپریل 641ء	مسلمان الفیّوم پر حملہ آور ہوئے۔
22 جمادی الاولیٰ	7 مئی 641ء	عمرو بن عاصؓ نے حصن بابلیون کا محاصرہ کر لیا۔

تاریخ	مطابق	واقعات
22جمادی الاولیٰ 20ھ	7مئی 641ء	مسلمانوں کو شام سے آنے والے ایک خط کے ذریعے سے ہرقل کے مرنے کی خبر ملی۔
22جمادی الاولیٰ 20ھ	7مئی 641ء	اسقفِ اعظم سائرس (مقوقس) قلعہ بابلیون سے نکل کر نیل کے جزیرہ (روضہ) کی جانب فرار ہو گیا۔
22جمادی الاولیٰ 20ھ	7مئی 641ء	سائرس نے عمرو بن عاصؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ مذکرات کے لئے اپنا وفد بھیجیں۔
22جمادی الاولیٰ 20ھ	7مئی 641ء	عمرو بن عاصؓ نے نیل کے جزیرہ میں مقیم سائرس کی جانب، عبادہ بن صامتؓ کی قیادت میں ایک وفد روانہ کیا۔
22جمادی الاولیٰ 20ھ	7مئی 641ء	رومی لشکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا مگر شکست کھا کر بھاگ گیا۔
22جمادی الآخرہ 20ھ	6جون 641ء	زبیر بن عوامؓ چار ہزار مجاہدین پر مشتمل لشکر کی قیادت کرتے ہوئے کمک کے طور پر مدینہ سے عین الشمس پہنچے۔
28ذی قعدہ 20ھ	8نومبر 641ء	سائرس نے شاہِ روم قسطنطین کی منظوری سے رہن پر مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لی۔
20ھ	641ء	شاہ روم نے صلح مسترد کر دی اور سائرس کو واپس بلا کر معزول کر دیا۔
29ذی الحجہ 20ھ	7دسمبر 641ء	جمعہ: زبیر بن عوامؓ بابلیون کے قلعے کی دیوار پھاند کر اندر کود گئے اور مسلمانوں نے قلعے پر ہلا بول دیا۔
20ھ	641ء	سات ماہ کے محاصرے کے بعد حصن بابلیون فتح ہوا اور رومی اسے خالی کر گئے۔
28ذی قعدہ 21ھ	9اکتوبر 641ء	سائرس نے بابلیون میں گیارہ ماہ بعد اسکندریہ کی چابیاں عمرو بن عاصؓ کے سپرد کرنے کا وعدہ کیا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تاریخ	مطابق	واقعات
محرم 21ھ	جنوری 642ء	عمرو بن عاصؓ اسکندریہ کی فتح کے لیے روانہ ہوئے۔
21ھ	642ء	شہر نقیوس فتح کیا گیا اور قلعے پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔
18 جمادی الآخرہ	22 مئی 642ء	کوم شریک کی جنگ لڑی گئی۔
21 جمادی الآخرہ	25 مئی 642ء	قسطنطینہ میں ہرقل کے بیٹے شاہ قسطنطین نے وفات پائی۔
22 جمادی الآخرہ	26 مئی 642ء	اسکندریہ جاتے ہوئے کریون کے مقام پر جنگ ہوئی۔
16 رجب 21ھ	18 جون 642ء	عمرو بن عاصؓ نے اسکندریہ پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔
19 رمضان	18 اگست 642ء	اسکندریہ فتح کیا گیا۔
3 شوال 21ھ	2 ستمبر 642ء	مقدس صلیب کا دن۔ سائرس (مقوقس) اسکندریہ لوٹ آیا۔
ذی قعدہ 21ھ	اکتوبر 642ء	عمرو بن عاصؓ ڈیلٹا (مصر) کی فتوحات سے فارغ ہو کر بابلیون لوٹ آئے۔
21ھ	642ء	مدینہ میں قحط سالی نے ڈیرے ڈالے۔
10 شعبان 21ھ	12 جولائی 642ء	سائرس کے جانشین کے طور پر اسقف اعظم (چیف بشپ) کا عہدہ پطرس کو سونپا گیا۔
19 رمضان 21ھ	19 اگست 642ء	رومیوں کا اسکندریہ سے انخلا اور مسلمانوں کا داخلہ
15 ربیع الآخر 22ھ	21 مارچ 642ء	اسکندریہ میں سائرس کی موت واقع ہوئی۔
محرم 22ھ	دسمبر 642ء	فسطاط کا شہر آباد کیا گیا اور اسکندریہ کے بجائے اسے مصر کا دارالحکومت بنایا گیا۔
22ھ	642ء	دریائے نیل اور بحیرہ احمر کے درمیان نہر امیر المؤمنین کی کھدائی شروع ہوئی۔
19 شعبان 23ھ	8 جون 644ء	شہر "فسطاط" اور "جار" کے درمیان نہر امیر المؤمنین میں کشتی رانی کا آغاز ہوا۔
19 شعبان 23ھ	8 جون 644ء	عمرو بن عاصؓ لیبیا کے علاقے انطابلس (Petapolis) کی

تاریخ	مطابق	واقعات
		فتح کے لیے اسکندریہ سے روانہ ہوئے۔
23ھ	644ء	عقبہ بن بافع نے فزان (لیبیا) کا شہر زویلہ فتح کیا۔
23ھ	644ء	عمرو بن عاصؓ نے پہلے لبدہ اور پھر طرابلس فتح کر لیا۔
23ھ	644ء	زبیر بن عوامؓ نے صبراتہ (لیبیا) فتح کیا۔
23ھ	644ء	عمرو بن عاصؓ جبل نفوسہ کا شہر شروس فتح کرتے ہیں۔
23ھ	644ء	بُسر بن اَرطاۃ نے ودان (لیبیا) فتح کیا۔
26ذی الحجہ 23ھ	31اکتوبر644ء	مدینہ میں ابو لؤلؤ فیروز مجوسی نے امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ کو خنجر سے زخمی کر دیا۔
یکم محرم24ھ	4نومبر644ء	امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ نے مدینہ میں وفات پائی اور حجرۂ عائشہ میں دفن کیے گئے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

حافظ عبد الوحید الحنفیؔ

ساکن اوڈھروال (تحصیل وضلع چکوال)

۲۳رجب ۱۴۳۳ھ ۱۴جون ۲۰۱۲ء بروز جمعرات

☆☆☆☆

النور مینجمنٹ
ڈب مارکیٹ پنوال روڈ چکوال
0334-8706701
zedemm@yahoo.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لئے رجوع کریں

ہماری دیگر تالیفات

(سلسلۂ اشاعت نمبر 1 تا 10 کی فہرست عنوانات)

سلسلۂ اشاعت نمبر 1

دِینِ اِسلام کا لُغوی معنٰی اور اہل السنّت والجماعت کی وجہ تسمیہ

اللہ کے دِین کا نام اِسلام ہے 3
اِسلام کا لغوی معنٰی 4
ترجمہ مولٰینا احمد رضا خان بریلوی 4
ترجمہ شیعہ مفسر مقبول احمد دہلوی 5
تفسیر شیعہ مفسر شیخ طبرسی 5
دین اِسلام 6
دِین کا معنٰی 6
مذہب کا معنٰی 6
ملت کا معنٰی 6
ایمان کے معنٰی 6
اِسلام کا معنٰی 7
اَھْلُ السُّنَّتْ وَالْجَمَاعَتْ 7
سنت کا معنٰی 8
جماعت کا معنٰی 8
اہل السنت والجماعت کی وجہ تسمیہ 8
سُنّی نسبت 9
حنفی نسبت 10
اہل السنت والجماعت 10
سنت کا لغوی اور شرعی معنٰی 11
لفظ سنت اور سنن کا استعمال قرآن مجید میں 13
اہل سنت کہلانے کی ضرورت 14
اہل السنت والجماعت کی علامات 15
امام حسنؓ اور امام حسینؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں 16
احادیث: افتراقِ اُمت میں نجات یافتہ 17
جماعتِ رسول ﷺ کی شان 18
سرور کائنات ﷺ کا ارشاد: اہل السنۃ و

الجماعۃ حق پر ہیں 19
اہل السنت والجماعت کی اصطلاح کا ثبوت 20
اہل السنت والجماعت 21
احیاء سنت 22
سنت رسول اللہ ﷺ 22
اہل سنۃ کی تعریف حضرت علیؓ کی زبان مبارک سے 23
تہتر فرقوں کی پیشین گوئی 24
احادیث شیعہ کی بنا پر بھی جماعتؓ رسول ﷺ معیار حق ہے 25
سنت کو زندہ کریں اور بدعت کو بھگا دیں 27
حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ارشادات 30
سنت اور بدعت کا فرق 31
کوئی بدعت حسنہ نہیں 32

سلسلۂ اشاعت نمبر2

تعلیماتِ اسلام... انسان کی تخلیق ...
دُنیا میں آنے کا اصل مقصد... زندگی کیا ہے؟

انسان کی تخلیق 3
(۱) روح انسان کی فضیلت 3
(۲) ابلیس کا مردود ہونا اور قیامت تک مہلت طلب کرنا 4
(۳) روح انسان کی حقیقت وفضیلت .. 6
(۴) ابلیس کا تکبر 7
(۵) ابلیس اور انسان کا مقابلہ 8
(۶) یہ قرآن ایک نصیحت ہے 8
(۷) اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے 9
(۸) منافق کی چار خصلتیں 10
(۹) منافق کی تین علامتیں 11
(۱۰) اللہ نے اہل جنت اور اہل دوزخ کے ناموں کو لکھ دیا ہے 12
اللہ، انسان کی رگ گردن سے بھی قریب ہے 14
دو فرشتے ہر انسان کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں 14
فرشتے ہر انسان کا ہر لفظ لکھ لیتے ہیں . 14
اعمال لکھنے والے فرشتے 15
انسان کے اعمال اور قیامت 16

انسان کے اعمال لکھنے پر فرشتے مقرر ہیں 16
انسان کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ..... 16
انسان کے اعمال نامے لکھے ہوئے سامنے آ جائیں گے..... 16
انسان کو اعمال نامے دکھائے جائیں گے 17
انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار ہے ... 17
اللہ نے زمین کو تمہارے لئے قیام گاہ بنایا 17
اللہ نے تمہاری صورتیں بنائیں..... 18
اللہ نے تمہیں روزی دی 18
اللہ تمہارا رب ہے 18
اعمال ناموں کو دیکھ کر گنہگار ڈر رہے ہوں گے 18
قیامت کے دن کی پیشی اور اعمال ناموں کی تقسیم..... 19
داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال والے کا آسان حساب ہو گا 21
جس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے 22
بدکار لوگوں کا نامہ عمل سجین میں رہے گا 22
نیک لوگوں کا نامہ عمل علیین میں رہے گا 23
قیامت کے دن لوگوں کو اعمال دکھا دیئے جائیں گے 24
قیامت کے دن انسان اپنا نامہ اعمال خود پڑھ لے گا 24
نامہ اعمال فرشتے پیش کریں گے 25
اعمال ناموں کی پیشی کے بعد فیصلہ ... 25
اعمال ناموں کی تقسیم 26
اسلام کیا ہے؟..... 27
ایمان و اسلام اور احسان کیا ہے؟ اور قیامت کب آئے گی؟ 27
تقدیر کے منکروں سے بیزاری 29
صحابہؓ کو جبرئیلؑ کی زیارت 29
ایمان کی حقیقت کیا ہے؟..... 30
شرائع اسلام کیا ہیں؟ 31
احسان کیا ہے؟..... 31
علاماتِ قیامت کیا ہیں؟ 32
یہ جبرئیل علیہ السلام تھے 32

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

سلسلۂ اشاعت نمبر3

تعلیماتِ اِسلام (حصہ اوّل)

اصلی کلمہ اِسلام، توحید 3
رسالت 4
قرآن صراطِ مستقیم 4
اسوۂ حسنہ 4
نماز، زکوۃ، روزہ 5
حج اور عمرہ، عدل، اِسلام، توبہ 6
توکل، جھوٹ، ظالم 7
کافر اور ظالم ، گمراہ شخص ، فاسق ، اسراف 8
اُمید، خیرات، رزق 9
رضا، شان صحابہؓ 10
اطاعت خدا ، اطاعتِ رسول ﷺ ، قیامت 11
قسمت نامۂ عمل، کار ساز و مدد گار ، گرفت، گواہی 12
مراجعت ، مسلمان ، اخوت ، عہد وپیمان 13
رزق، مشیت، مصیبت، وزن اعمال .. 14
مال یتیم ، کافر ، شرارت ، حقوق والدین 15
نیک کام، صلح، انجام، انصاف 16
ایمان، بھلائی، تسبیح، معاف کرنا 17
تکبر، عہد وپیمان کی اہمیت، خیرات، ناجائز قبضہ 18
مزدور کی مزدوری ، غیظ و غضب ، ناجائز آمدنی 19
صفائی، رشوت، رحم 20
پڑوسی کا حق، سنت، لوٹ اور غارت حلال نہیں، تجارت 21
اکرام صحابہؓ، کسب حلال، پڑوسی کے حقوق ،باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک.. 22
رشتہ داری توڑنا، چغل خوری ، امانت ، حیاء 23
علم سیکھنا، شراب، جوا و شطرنج 24
قتل ہو جانے کے بعد پھر امید مغفرت کی ہے 25
مومن بوجہ نافرمانی کس وقت مومن نہیں ہوتا 25

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید سلیمی

زنا سے توبہ کرے تو ایمان لوٹتا ہے ... 26
سب سے بہتر شخص 26
جب مسلمانوں میں کوئی فتنہ ہو تو جنگل میں چلا جانا درست ہے 27
من الشھداء حکماً 27
کون کون شہید مرتے ہیں؟ 28
یہود کو جزیرۃ العرب سے نکال دو 29
مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دو 29
دنیا میں مسافر کی طرح رہو 30
فرشتوں کے ساتھ روح کا اُڑنا 30
مسکینوں پر خرچ کرنے کی برکت 31

سلسلۂ اشاعت نمبر 4

تعلیماتِ اِسلام (حصہ دوم)

فساد پھیلانے کی ممانعت 3
اللہ مفسدوں سے محبت نہیں رکھتا، اللہ مفسدوں کے کام نہیں بناتا، لوگوں کو فساد سے روکنا چاہیے 5
اچھے کام کو کہنے اور برے کام سے روکنے کا حکم 6
اچھے کام میں تعاون، جاہلوں سے کنارہ کشی، اللہ کا حکم سنادو، نیکی کی ترغیب دے 7
مومنین میں صلح کرادو، مومن بھائی بھائی ہیں 8
نصیحت کرتا رہ، مسلمانوں میں گروہ مبلغین، صحابہؓ خیر امت 9
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مختلف درجات، صحابہؓ کی شان پہلی کتب میں 10
مومنین کی صفات، مومنین کو بشارت 11
بہتر بات 12
کامیاب لوگ، غریب مسلمان طاقت پکڑ جائیں تو، مہاجرین صحابہؓ اوّلیں مصداق، پرانے زمانے میں ان اوصاف کے لوگ 13
بنی اسرائیل میں ہدایت کرنے والے، کاش ربی و احبار یہود کو برے کاموں سے روکیں، وہ برے کاموں سے باز نہیں آتے 14

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کافر نہ آپ سنتے ہیں نہ دوسروں کو سننے دیتے ہیں، توحید کا بیان 15
حدیث، توحید کی حقیقت 16
اِسلام کیا ہے؟ مسلمان کون ہے؟ 17
علم سیکھنے سکھانے کی فضیلت، چالیس احادیث مبارکہ حفظ کرنے اور تبلیغ کرنے کی فضیلت 18
قرآن مجید کی ایک آیت اور علم کا ایک باب سیکھنا، دِین سکھانا افضل صدقہ .. 19
دس چیزیں فطرت میں داخل 20
مونچھ کترنے اور ڈاڑھی رکھنے کا حکم، اعمال کا دارومدار نیتوں پر 21
سنتِ رسول اللہ اپنانے سے سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب 22
جو سنت پر عمل نہ کرے، وہ مجھ سے نہیں 22
موت ہر حال میں آنی ہے، جب صور پھونکا جائے گا، ہر شخص دو گواہوں کے ساتھ حاضر ہو گا 23
قیامت کے دن سب منظر سامنے آجائے گا، فرشتہ اعمال نامہ حاضر کرے گا، کفر کرنے والے کو جہنم میں ڈالا جائے گا . 24
شرک کرنے والا بھی جہنم میں، اللہ کی بات نہیں بدلی جائے گی 25
جہنم کے پل پر چڑھنے کے لئے آٹھ سیڑھیاں ہیں..... 26
جنت کا منظر (حصہ اوّل) 28
قبر کے پاس روح کو ثواب بخشنے کا طریقہ 28
مردوں کے ارواح کو صدقہ کرنے کی کیفیت کیا ہے؟..... 29

سلسلۂ اشاعت نمبر5

تعلیماتِ اِسلام (حصہ سوم)

جنت میں جنتیوں کے قد ساٹھ ہاتھ..... 3
جو گریبان پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں.. 4
موت اسی جگہ آتی ہے جہاں لکھی ہے، جنازے میں شرکت اور دفن تک ٹھہرنے کا ثواب 5
تین آدمیوں کے متعلق سوال مت

کرو 6
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، معبود حقیقی صرف ایک اللہ ہے، سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں، رب تمہارا اللہ ہے 7
اللہ تمہارے ساتھ ہے، اللہ دیکھ رہا ہے، اللہ سینوں کی بات کو جانتا ہے، اللہ نے انسان کو پیدا کیا 8
اللہ رگ گردن سے بھی قریب، اللہ صورتیں بناتا ہے، اللہ نے انسان کو ایک جان سے بنایا 9
اللہ نے انسان کو گیلی مٹی سے پیدا کیا.. 10
حکومت اللہ کے سوا کسی کی نہیں، خدا ہی کی خلق اور اسی کا حکم 11
جو چیز کن کہنے سے پیدا ہو جاتی ہے، اللہ کو ہر شے کا علم ہے، اللہ ہر مخلوق کو جانتا ہے، اللہ ہر چیز کا خالق ہے 12
اللہ جانتا ہے، اللہ سننے والا جاننے والا، رب تمہارا اللہ ہے..... 13
سات آسمانوں کی طرح سات زمینیں . 14
رسالت، محمد اللہ کے رسول ہیں، ایمان لانے اور پیروی رسول کا حکم 15
رسول اور مومنین کا مخالف دوزخ میں، رسول کی اطاعت بعینہٖ اللہ کی اطاعت ہے، اتباع رسول کا حکم 16
اللہ اور رسول کی اطاعت، اللہ اور رسول کے تابعداروں کو جنت، اللہ اور رسول کے نافرمانوں کو عذاب دوزخ 17
رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم، مومن صالحین، صدیقین اور شہداء میں شامل ہوں گے 18
سچے مومن کون ہیں؟ 19
مہاجرین اور انصار صحابہؓ سچے مومن، مومن ایک ہیں، مہاجرین کا اول درجہ 20
مومنو! اِسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ..... 21
امر بالمعروف کرنے والی جماعت، تم لوگ بہترین جماعت ہو..... 22
مومنوں کی شان، بچاؤ اپنی اور گھر والوں کی جانوں کو آگ سے 23
اللہ سے خالص توبہ کرو 24

حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرنے والے کافر، ظالم اور فاسق ہیں 25

حکم خدا کے مطابق فیصلہ ماننے والے ہی نجات پائیں گے 26

فیصلہ انصاف سے کرو اور حکم خدا کے مطابق ہو 25

مشرک اور مشرکہ سے نکاح کی ممانعت 26

ابلیس کا انکار سجدہ اور مہلت طلب کرنا 27

ابلیس کو مہلت ملنا اور اس کا جہنمی ہونا، شیطان کے انسان کو بہکانے کے طریقے 28

شیطان، انسان کا کھلا دشمن ہے، اللہ کی عبادت کرنے والوں پر شیطان قابو نہیں پا سکتا 29

گھروں میں تصاویر اور کتا نہ رکھیں ... 30

داڑھی رکھنے کا حکم 31

سلسلۂ اشاعت نمبر 6

سیرت رحمت للعٰلمین ﷺ (حصہ اوّل)

سیرت رحمت للعالمین ﷺ 3

یوم ولادت باسعادت 3

روز ولادت باسعادت 4

ولادت وبعثت نبوی ﷺ 5

اہل تشیع کے نزدیک تاریخ ولادت و وفات 7

نسب نامہ مبارک 13

خاندان عبد المطلب 14

حضرت عبد اللہ 15

حضرت عبد اللہ کی شادی 16

خاندان ہاشم کی شاخیں 17

تحقیق نسب نامہ 17

خاندان قریش 18

قریش کے خاندان قصی کی شاخیں .. 18

خاندان عبد مناف کی شاخیں 19

سلسلہ نسب پاک 20

حدیث 21

رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک 22

جمال و کمال نبوی اور مقام محبوبیت .. 23

دعوت فکر 29

سلسلۂ اشاعت نمبر7

سیرت رحمت للعٰلمین ﷺ (حصہ دوم)

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک 3
عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم: 6
رسول اللہ ﷺ کے مسلمان چچا: 7
رسول اللہ ﷺ کی مسلمان پھوپھی: ... 7
رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہؓ جو خلیفہ ہوئے: 7
رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات (اُمہاتؓ المومنین): 7
رسول اللہ ﷺ کی اولاد: 8
رسول اللہ ﷺ کے نواسے: 9
رسول اللہ ﷺ کی نواسیاں: 9
رسول اللہ ﷺ کے ماموں 9
رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بہن بھائی 10
رسول اللہ ﷺ کے خادم صحابہؓ و صحابیاتؓ 10
واقعات وحالات: 11
رسول اللہ ﷺ کے وزراء 12
رسول اللہ ﷺ کے قاضی 12
رسول اللہ ﷺ کے عاملین اور امراء 13
رسول اللہ ﷺ کے قاصد 13
رسول اللہ ﷺ کے کاتب 14
رسول اللہ ﷺ کے خزانچی وامین .. 15
رسول اللہ ﷺ کے رازدان 15
رسول اللہ ﷺ کے پہریدار 15
رسول اللہ ﷺ کے مؤذن حضرات 15
رسول اللہ ﷺ کے شعراء و نعت خوان 15
سیرت ادوار 16
رسول اللہ ﷺ کے حقوق 17
رسول اللہ ﷺ کے متعلقہ ضروری عقائد 18
رسول اللہ ﷺ کا اسلحہ 18
رسول اللہ ﷺ کے جانور 19
رسول اللہ ﷺ کے حدی خوان 19
رسول اللہ ﷺ کا ترکہ 19
مسجد نبوی کی تعمیر وتوسیع 20
رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

وحی 21
رسول اللہ ﷺ سے صادر ہونے والی وحی 22
رسول اللہ ﷺ میدان جنگ میں ... 22
فیضانِ نبوی کے درخشندہ ستارے 24
جمالِ محمدی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے اصحابؓ 24
اصحابِؓ محمد ﷺ کا دور تربیت 27
صحبت نبویؐ کے فیض یافتہ 30
خلافت علیٰ منہاجِ نبوت 31

سلسلۂ اشاعت نمبر 8

سیرت رحمت للعٰلمین ﷺ (حصہ سوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل 3
اولاد آدم کے سردار 3
یوم ولادت باسعادت 3
روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم 4
حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں 5
زمین پر انبیاء کے جسم کا کھانا حرام ہے .. 5
روضہ رسول ﷺ جنت کی زمین کا ٹکڑا ہے 5
انبیاء قبروں میں زندہ ہیں 6
روضۂ رسول ﷺ کی مٹی جنت کی مٹی ہے 6
حضور ﷺ کو سلام بھیجنا 7
درود شریف 7
فرشتے اُمتی کا سلام پہنچاتے ہیں 8
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کی فضیلت 8
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کی فضیلت 9
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت 9
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کا ذکر 9
رسول اللہ ﷺ کی وفات کا دن پیر 9
نبی ﷺ نے ۶۳ سال عمر پائی 13
حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے بھی ۶۳ سال عمر پائی 13
آخری صحابی نے ۱۰۰ ھ میں وفات پائی 14

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

حضرت ابو الطفیل کرہٗ ارض پر آخری صحابی 15

۱۴۰۰ اصحاب رسول ﷺ سب سے افضل ہیں..... 15

قرآن و حدیث کی روشنی میں جماعت حقہ کی کسوٹی..... 16

"یشاقق" کے معنٰی 16

"نولہ" کا معنٰی 17

سنت رسول اللہ ﷺ 17

احیاء سنت 17

اصحاب سنن 18

بدعت کی تعریف 18

سنت کو زندہ کرنے سے بدعت کی موت ہے 19

اہل سنت والجماعت کے چہرے قیامت کے دن سفید ہوں گے..... 20

سرورِ کائنات کی زبان مبارک سے اہل السنۃ والجماعۃ کی شان..... 22

قیامت میں شیخینؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبروں سے اٹھیں گے 23

رجعت کے کرشمے..... 24

حضرت امام حسنؓ و حسینؓ اہل سنت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں 27

روضہ نبویؐ پر روزانہ ستر ہزار فرشتوں کی آمد قیامت تک..... 27

رحمت للعالمین ﷺ کے معجزات . 29

ایک درخت کی آواز..... 29

درختوں کے پتوں اور پھولوں پر کلمہ شہادت 29

سلسلۂ اشاعت نمبر 9

سیرت رحمت للعٰلمین ﷺ (حصہ چہارم)

وفات شریف آنحضرت ﷺ 3

آنحضرت ﷺ کی صحابہؓ کو وصیتیں... 6

اُمّت کے لئے بشارات..... 7

حضرت عائشہؓ کی فضیلت آخری لمحات . 8

حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم .. 15

حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو نمازیں پڑھائیں 16

صدیق اکبرؓ کی امامت میں سترہ

خادم اہلسنت حفظہ اللہ عبدالوحید

نمازیں 16
امام امت کے پیچھے نبیؐ کی اقتداء 17
ابو بکرؓ کی امامت میں حضور ﷺ کی نماز 18
حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آمد .. 20
حضرت جبرئیل علیہ السلام سے باتیں 21
آخری وصیتیں 24
رسول اللہ ﷺ کو کیسے نہلائیں؟ 24
۵۵۷ھ کا ایک عظیم الشان معجزہ 26
روضہ مقدسہ میں نقب لگانے والوں کی عبرت ناک موت 26
شیخین کے دشمن بھی ہلاک کر دیئے گئے 28
شیخینؓ جنت کے ٹکڑے میں مدفون ہیں 30

سلسلہ اشاعت نمبر 10

احادیثِ رسول ﷺ ... فضائل درود و سلام

حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کے لئے 3
بزرگوں سے منقول چند مجرب درود شریف 3
جمعہ کے روز کثرتِ درود شریف 4
فضائل درود شریف 4
حدیث نمبر ۱، ۲، ۳ 6
حدیث نمبر ۴، ۵، ۶ 7
درود شریف حضور ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے 8
جب قبر اطہر پر سلام پڑھا جائے، حضور ﷺ خود سنتے ہیں 8
روضۂ اقدس پر فرشتے سلام پہنچاتے ہیں 9
روزانہ ہزار بار درود پڑھنے کی برکت . 10
دور سے درود و سلام پڑھا جائے تو پہنچایا جاتا ہے 10
درود جہاں بھی پڑھا جائے، روضہ اقدس میں پہنچایا جاتا ہے 11
سلام جب پڑھا جائے، روح کی کیفیت 12
قبر پر درود و سلام خود سنتے ہیں 12
درود پڑھنے پر ایک قیراط ثواب 13

درود و سلام پہنچایا جاتا ہے 13
انبیاء کے جسم محفوظ رہتے ہیں 13
تمام درودوں میں افضل درود 14
شیریں ترنکتہ 15
درود شریف حدیث صحاح ستہ 15
درود شریف نمبر ۱ 16
درود شریف نمبر ۲ 17
سلام 17
احادیث رسول ﷺ سے منقول
سلام 17
مواجہہ شریف پر حاضری کے وقت
سلام 19
جامع دعا 20
صلوٰۃ تنجینا 21
درود شریف نمبر ۳، ۴، ۵ 22
درود شریف نمبر ۶، ۷ 23
درود شریف نمبر ۸ 24
فضائل درود شریف 24
مخمساتِ عشر 25
حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد 26
سنتِ رسول اللہ ﷺ سے محبت 28
سنتِ رسول اللہ ﷺ 29
سنت طریقہ 30
سنت رسول اللہ ﷺ 31

☆☆☆☆

رسول اللہ ﷺ کے دور میں مفتوحہ علاقہ
خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں توسیع (۱۱ھ تا ۱۳ھ)
خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں توسیع (۱۳ھ تا ۲۳ھ)
خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں توسیع (۲۴ھ تا ۳۵ھ)
خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور خلافت میں توسیع (۳۵ھ تا ۴۰ھ)
ترکمانستان
ازربائیجان
آرمینیا
جارجیا
ترکی
قبرص
شام
لبنان
اسرائیل
فلسطین
عراق
ایران
افغانستان
پاکستان
کویت
بحرین
قطر
متحدہ عرب امارات
سعودی عرب
عمان
یمن
سوڈان
تیونس
مصر